

امام احمد رضا او سماں کی حقیقت



زاویہ
زاویہ پبلیکیشنز

ڈریاوار مارکیٹ - لاہور

مولانا عمر شمس الدینزاد قادری تراوی

علیحضرت علیہ الرحمہ کوئن زین رشنى، ایمپ پر گرام، داڑو دینا، پانی اور
برف کے نگاہ، ریاضیات، آواز، گراموفون، معاشریت، زندگی پھر
اور سراث پر جدید سائنسی تحقیق۔

امام احمد رضا اوسمیٰ حقیقت

مرتب:

مولانا حسٹمہ زاد قادری تربی

زاویہ پبلیشنرز

(گالری ملٹری) 8-C
فرن: 042-7248657

موبائل: 0300-4505466 - 0300-9467047
Email: zaviapublishers@yahoo.com

فهرست مضمون

صفحہ		مضمون	نمبر شریڈ
5		پیش لفظ	۱
7		اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کا مختصر تعارف	۲
22		اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ اور سائنس	۳
22		زین ساکن ہے	۴
27		نظریہ روشنی اور سائنس	۵
31		(MIRAGE) سراب	۶
32		انعطاف نور (Refraction of Light)	۷
34		اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کا علمی تجربہ	۸
42		اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ اور ایٹی پروگرام	۹
47		امر کی پروفیسر البرٹ کی ہولناک پیش گوئی	۱۰
54		جو صرف کی تعریف	۱۱
55		زین و آسمان قیامت میں	۱۲
59		گرسی کی کیا صورت ہے؟	۱۳
61		آسمان کہاں ہے؟	۱۴
62		دائرہ دنیا	۱۵
63		شے قل درجہ کی تحقیق	۱۶

جملہ حقوق محفوظ ہیں

2012ء

باراول..... 1100

بڑی..... 140

ذیر اعتمام..... نجات علی تاریخ

«سیگل ایڈاؤن فرزاں»

محمد کامران حسن بھٹا ایڈاؤن فرزاں ہائی کورٹ (لاہور) 0300-8800339

رائے صالح الدین کھل ایڈاؤن فرزاں ہائی کورٹ (لاہور) 0300-7842176

«ملنے کے پتے»

اسلامک بک کارپوریشن کمیشن چوک راولپنڈی 051-5536111

احمد بک کارپوریشن کمیشن چوک راولپنڈی 051-5558320

مکتبہ بابا فرد چوک چٹپتیں شریف 0301-7241723

مکتبہ قادریہ پرانی سبزی منڈی کراچی 0213-4944672

مکتبہ برکات المدینہ بھادر آباد کراچی 0213-4219324

مکتبہ غوثیہ ہول سیل کراچی 0213-4926110

مکتبہ رضویہ آدم باغ کراچی 0213-2216464

مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد 041-2631204

مکتبہ العطا ریہ لٹک روڈ صادق آباد 0333-7413467

مکتبہ سخنی سلطان ہیدر آباد 0321-3025510

مکتبہ قادریہ سرکلر روڈ گوہر انوالہ 055-4237699

مکتبہ المجاہد بھیرہ شریف 048-6691763

رافل بک کمپنی کمیشن چوک انبار روڈ راولپنڈی 051-5541452

مکتبہ فیضان سنت بوہنگ کیت ملتان 0306-7305026

مکتبہ غوثیہ عطاء ریہ اوکاڑہ 0321-7083119

پیش لفظ

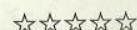
جب بھی دین میں کوئی بگاڑ پیدا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندہ مومن کو بھیجا ہے جو اللہ تعالیٰ کی مرد دے دیں۔ متن کا حیا کرتا ہے، سرکار عظیم لکھنؤلی کی مردہ سُتوں کو زندہ کرتا ہے، دین متن کی جو کلکل منجھ کر دی گئی ہوئی ہے اس کو صحیح حالات میں لا کر حق اور باطل کے درمیان فرق و اخراج کرتا ہے ایسے ہی خاصان خدا میں سے ایک ہستی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاص نصابِ محدث ثبیری علی الرحمہ کی ذات ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علی الرحمہ صرف ایک عالم، مشتی، حافظ، مفتر، محدث، فقیہ، نعت گو شاعر، مصنف اور تحقیق ہی نہ تھے بلکہ وہ اس کے ساتھ ساتھ ایک سائنسدان بھی تھے جنہوں نے ایک ایسا سائنسی اور تحقیقی پروگرام مسلمانوں کو دیا جو رہنمی دینا تک قائم و دامن رہے گا آپ علی الرحمہ کی پستکروں کے ساتھی تحقیقات پر شاہد ہیں۔

ونج کا نوجوان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علی الرحمہ کو فقط ایک عالم کی حیثیت سے جانتا ہے۔ اگر وہ اعلیٰ حضرت علی الرحمہ کے تحقیقی کارناموں کا مطالعہ کر لے تو وہ یہ بات کہنے پر مجھ پر ہو جائے گا کہ امام احمد رضا علی الرحمہ صرف ایک عالم دین تھے بلکہ وہ ایک تحقیق بھی ہیں۔

کافی عرصے سے عوام کا یہ اصرار تھا کہ اعلیٰ حضرت علی الرحمہ اور سائنس کے موضوع سے ایک کتاب ترتیب دی جائے جس میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علی الرحمہ کی سائنسی تحقیقات پیش کی جائیں جس سے عوام الناس اور خصوصاً کالج کا طالب علم

نمبر شر	مضمون	صفہ شمار
۱۷	ناب اور قول کے شریعی بیانے	65
۱۸	صاع کے وزن کی تحقیق	70
۱۹	وقت صوم و صلوٰۃ اور سمٹ قبلہ پر جدید تحقیق	74
۲۰	مسافت قفر کا تین	81
۲۱	سائنس، ایمانیات اور امام احمد رضا علی الرحمہ	85
۲۲	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علی الرحمہ کی پھروں اور پانی کے رنگ پر تحقیق	116
۲۳	برف کی سفیدی پر تحقیق	125
۲۴	معاشیات، سائنس، ریاضی اور تقابلی ادیان	130
۲۵	غنووان شباب	132
۲۶	معاشیات اور امام احمد رضا علی الرحمہ	136
۲۷	ریاضی	142
۲۸	علوم سائنس اور امام احمد رضا علی الرحمہ	149
۲۹	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علی الرحمہ اور علم صوتیات	182
۳۰	آواز کیا چیز ہے؟	198
۳۱	گراموفون سے آواز سائنس پر بحث	213



فیضیاب ہو، لہذا کوش کی گئی کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ سائنسی تحقیقات کو جمع کیا جائے چنانچہ کی تحقیقات شامل کی گئیں اس کے علاوہ ملک کے نامور محققین کے اس عنوان سے مختلف مضامین بھی جمع کئے گئے تاکہ عوام الناس اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔

اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو اس کتاب سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے اور دین کو سمجھنے اور اس پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمين ہم آمين

الفقیر محمد شہزاد قادری تراجمی



اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب

محمد شہزاد بریلی علیہ الرحمہ کا مختصر تعارف

ولادت:.....

آپ علیہ الرحمہ کی ولادت بریلی شریف کے محلہ جوی میں 10 شوال المکرم 1272ھ برابطی 14 جون 1856ء پر روز ہفتہ یوقت ظہر ہوئی۔

اسم گرامی:.....

سن پیدائش کے اعتبار سے آپ کا تاریخی نام آغا شار (1272ھ) ہے آپ کا نام محمد ہے

آپ کے دادا جان آپ کو احمد رضا کہہ کر پکارتے تھے اور آپ اسی نام سے مشہور ہوئے۔

فہم قرآن مجید:.....

چار سال کی عمر میں قرآن مجید فرمایا۔ (1276ھ / 1860ء)

پہلی تقریر:.....

چھ سال کی عمر میں پہلی تقریر کی۔ (ربیع الاول 1278ھ / 1861ء)

پہلی عربی تصنیف:.....

تیرہ سال کی عمر میں پہلی کتاب عربی میں لکھی۔ (1285ھ / 1868ء)

دستار بندری:.....

آپ کی دستار بندری تیرہ سال کی عمر میں ہوئی۔ (شعبان 1286ھ / 1869ء)

پہلاؤتی:.....

آپ نے پہلاؤتی تیرہ سال دس ماہ چار دن کی عمر میں رضاuat کے مسئلے پر

دیا۔ (۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء)

آغاز درس و مدرسی:.....

تیرہ سال کی عمر میں درس و مدرسی کا آغاز کیا۔ (۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء)

نکاح:.....

آخرہ سال کی عمر میں آپ کا نکاح ہوا۔ (۱۲۹۱ھ / ۱۸۷۴ء)

فوتوئی نویسی کی اجازت:.....

بیس سال کی عمر میں آپ کے والد شیخ الاسلام علامہ نقیٰ علی خان علیہ الرحمۃ نے آپ کو

فوتوئی نویسی کی مطلق اجازت مرحوم فرمائی۔

اجازت حدیث:.....

باکیس سال کی عمر میں آپ کو شیخ محمد بن زین بن دھلان کی علیہ الرحمۃ اور مشیٰ کم
المکرمش شیخ عبدالرحمن السراج علیہ الرحمۃ سے اجازت حدیث موصول ہوئی۔

(۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء)

بیعت و خلافت:.....

ایکس سال کی عمر میں آپ حضرت آل رسول مار ہرمی علیہ الرحمۃ سے شرف
بیعت ہونے نے شریف لے گئے تو آپ کے مرشد نے آپ کو بیعت کیسا تھی خلافت سے
بھی نوازا۔ (۱۲۹۴ھ / ۱۸۷۷ء)

پہلی اردو تصنیف:.....

ایکس سال کی عمر میں آپ نے پہلی اردو کتاب تحریر کی (۱۲۹۴ھ / ۱۸۷۷ء)

تحریک ترک گاؤکشی:.....

چھپنے والی عمر میں آپ نے تحریک ترک گاؤکشی کا سدھا ب کیا۔

(۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۱ء)

پہلی فارسی تصنیف:.....

چھپنے والی عمر میں پہلی فارسی کتاب تحریر فرمائی۔ (۱۲۹۹ھ / ۱۸۸۲ء)

مجد و کاظم:.....

پیشہ لیس سال کی عمر میں آپ کو دنیاۓ اسلام کے اکابر علماء نے منتظر طور پر مجدد

وقت کا خطاب دیا۔ (۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء)

کراچی آمد:.....

اکادم برس کی عمر میں آپ کراچی تشریف لائے اور مولانا عبدالکریم سندھی سے
ملاقات کی۔ (۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء)

قرآن مجید کا ترجمہ:.....

ستادون برس کی عمر میں کنز الایمان تشریف کے نام سے قرآن مجید کا ترجمہ کیا۔

(۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء)

پورٹا کوٹکست:.....

پینٹھ برس کی عمر میں امریکی بیت دان پروفیسر البرٹ ایف۔ پورٹا کوٹکست

فاش دی۔ (۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء)

فاضل الله تحقیق:.....

پینٹھ برس کی عمر میں آئرلند بیوٹن اور آئن ٹائن کے نظریات بخلاف فاضل الله

تحقیق کر کے اسکے نظریات کو تکست دی۔ (۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء)

زمیں ساکن پر تحقیق:.....

پہنچھے سال کی عمر میں روزِ حرکت زمیں پر ایک سو پانچ دلائل اور فاضلہ تحقیق پیش کر کے دینا کو حیرت ذہد کر دیا۔ (1338ھ / 1920ء)

فلسفہ قدیس کارڈینل:.....

پہنچھے سال کی عمر میں فلاسفہ قدیس کا مکمل روزہ فرمایا۔ (1338ھ / 1920ء)

دو قوی نظریہ:.....

67 سال کی عمر میں آپ نے دو قوی نظریہ پیش کیا اور دنیا پر یہ واضح کیا کہ ہندو الگ قوم ہے اور مسلمان الگ قوم ہے۔ (1339ھ / 1921ء)

حفظِ قرآن:.....

رمضان شریف میں روزانہ ایک پارہ یاد کرتے اس طرح ایک ماہ میں قرآن مجید حفظ فرمایا۔

قوتِ حافظہ:.....

حضرت ابو حامد سید محمد حبیث عظیم پکھوچھی طیارہ سفر ماتے ہیں کہ تھیل جواب کے لئے جزئیات فدقی کی تلاش میں جو لوگ تحکم جاتے وہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ خدمت میں عرض کرتے اور حالہ چات طلب کرتے تو اسی وقت آپ فرمادیجیے کہ روزانہ اکثر جلد فلاح کے فلاں صفحے پر فلاں طریں ان الفاظ کے ساتھ جزوئی موجود ہے اسی عالمگیری، ہندیہ، خبریہ وغیرہ کتب کے فلاں سطر پر اس مسئلے کا حل موجود ہے اس کو ہم زیادہ سے زیادہ سیکھ سکتے ہیں کہ خدا دادِ قوتِ حافظہ سے آپ کو چودہ سو سالہ کتابیں حفظ کیں۔

سو نے کامنفر و انداز:.....

سوتے وقت ہاتھ کے انگل کو شہادت کی انگلی پر کھلیتے تا کہ انگلیوں سے لفظ "اللہ" بن جائے۔ آپ پیر پھیلائے کہ کبھی نہ سوتے بلکہ داہمی کروٹ لیٹ کر دونوں ہاتھ کو ملا کر سر کے نیچے رکھ لیتے اور پاؤں مبارک سمیٹ لیتے اس طرح جسم سے لفظ "محمد" بن جاتا۔

معمولات:.....

آپ کے معمولات میں تھا کہ روزانہ بعد نماز عصر مغرب تک مردانے مکان میں تشریف فرماتے اور وہی وقت روزانہ آپ سے ملاقات کا تھا۔ کوئی صرف ملنے کے لئے آتا کوئی مسئلہ دریافت کرنے کیلئے بغض اونگ استثنائی گئی کرتے، جن کے جواب لکھوادیا کرتے اور اسی وقت میں بعض مرتبہ یہ رونی انتہاء (والات) بھی جو آئے ہوئے ہوتے ان کے جوابات لکھواتے جاتے اور ہر ہفتہ میں جم جم کے دن نماز جمعہ سے عصر تک اور عصر سے بعد مغرب تک باہر تشریف رکھا کرتے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی بزم:.....

جم جم کے بعد حاضرین کی ایک بڑی جماعت موجود رہتی، اس وقت عموماً دینی بات اونگ دریافت کرتے اور آپ اس کے جواب دیتے یا کسی حدیث یا آیت کے متعلق بیان فرماتے، کبھی اولیائے کرام کے واقعات بیان کرتے۔ حاضرین آستانہ میں سے کوئی شخص یہیں کہہ سکتا کہ میں نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کو دنیا کی یا توں میں گفتگو کرتے دیکھا، ہمیشہ کوئی نہ کوئی دینی تذکرہ ہی رہا کرتا۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا وعظ:.....

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ قبلہ وعظ فرمانے سے گریز کیا کرتے تھے۔ سال میں

دو وعظ اپنی خوشی سے بغیر کسی کے کہف ماتے تھے ایک اپنے مرشد حضرت آں رسول مارہ روی علیہ الرحمہ کے سالانہ عرس میں اور دوسرے بار ہوئی شریف کو۔ ان دو تقریروں کے علاوہ اگر کبھی کوئی تقریر کی ہے تو بہت زیادہ لوگوں کے اصرار اور مجبور کرنے پر بہاں تک کم درسہ منظر اسلام کے جلسے جو علیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے نامے میں مسجد بنی بیجی میں نہایت شاذ اور کامیاب ہوا کرتے تھے جوں جلوں میں جب کبھی تقریر فرمائی ہے بہت سے لوگوں، علماء و اکابر کے اصرار پر۔

تقریر پر تاشیم:

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی تقریب نہایت پرمغز، بہت زیادہ موثر اور تقریر میں علمی نکات بکثرت ہوا کرتے تھے۔ کبھی کوئی تقریر ایسی نہیں ہوتی جس میں سائین پر عموماً گریب طاری ہوا اور ہر طرف سے آہ و یکاہ کی آوازیں نہ آئی ہوں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا وعظ سننے کے لئے لوگ دور دور سے آیا کرتے تھے خصوصاً رامپور، مراد آباد، شاہجہان پور اور جیلی بھیت وغیرہ۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی تصانیف:

اپ علیہ الرحمہ نے مختلف عنوانات پر کم و بیش ایک ہزار کتابیں لکھی ہیں پوں تو آپ نے 1286ھ سے 1340ھ تک لاکھوں نوٹے کیکے لیکن افسوس کہ سب کو قتل نہ کیا جاسکا، جو قتل کرنے لئے گئے اکنام ”الخطایا النبویین الفتاویٰ رضویہ“ رکھا گیا۔ فتویٰ رضویہ (جدید) کی نیس جلدیں ہیں جن کے کل صفحات 21656 بکل سوالات و جوابات 6847 اور کل رسائل 206 ہیں۔

آپ کی تصانیف مندرجہ ذیل عنوانات پر ہیں، تقریر، حدیث، عقائد و کلام، فقہ،

تجوید، تصوف، اذکار، اوقاف، تجویز، تاریخ، سیر، مذاقب، ادب، نحو، لغت، عروض، علم زیبات، علم حجر، علم تکمیر، جبر و مقابله، علم مشاہد، ارشادی، لوگاریتم، تقویت، ریاضی، نجوم، حساب، هیئت، هندس، فلسفہ اور مطہق شامل ہیں۔

تفصیر

- (۱).....الراہ الائچی عن محی‌غینیۃ تحقیق (عربی) ۲).....حاشیہ تفصیر بیضاوی شریف (عربی)
- (۳).....حاشیہ عنایت القاضی (عربی) ۳).....حاشیہ معالم التحریل (عربی)
- (۵).....حاشیہ الاتقان فی علوم القرآن (عربی) ۴).....حاشیہ الدر المخمر (عربی)
- (۷).....حاشیہ تفسیر خازن (عربی)

حدیث

- (۱).....میر اعین (اردو) ۲).....الہادی کاف لاحادیث الفضاح (اردو)
- (۳).....الروضۃ الائچیۃ فی آداب التحریک (عربی) ۳).....فصل الضعفاء فی رسم الافتاء (عربی) ۵).....مدرaran طبقات الحدیث (عربی) ۶).....اخجم الشوابق فی تحریک احادیث الکواکب (عربی) ۷).....حاشیہ الکشف عن تجاوز بذہ الامتنان
- الالف (عربی) ۸).....حاشیہ بنخاری شریف (عربی) ۹).....حاشیہ صحیح مسلم شریف (عربی) ۱۰).....حاشیہ ترمذی شریف (عربی) ۱۱).....حاشیہ نسائی شریف (عربی) ۱۲).....حاشیہ ابن ماجہ شریف (عربی) ۱۳).....حاشیہ مقام الحدیث علی خدا مطہق الجدید (اردو) ۱۴).....دوام اعیش فی الائمه من کریم (اردو) ۱۵).....حاشیہ شرح فقہ اکبر (عربی) ۱۶).....حاشیہ خیالی علی شرح العقاوید (عربی) ۱۷).....حاشیہ عقائد عضدیہ (عربی) ۱۸).....حاشیہ شرح موافق (عربی)

- ١٩) حاشية مسارة ومسايره (عربي) ٢٠) حاشية المترقب بين الإسلام والزندقة (عربي)
 ٢١) حاشية الواقعية والتجويم (عربي) ٢٢) حاشية مفتاح السعادة (عربي)
 ٢٣) حاشية تحفة الأخوان (عربي) ٢٣) حاشية الصواب عن الحرق (عربي)

فقہ تجوید

- ١) جد المختار كامل پاچ جلد (عربي) ٢) ابن الجعفر فيما نهى من إجزاء النبیج (عربي) ٣) سلب المثلث عن القاتلین بطریحه الكلب (اردو)
- ٤) نور الدلیل البدور والاجله (اردو) ٥) رفع العده عن نور الدلیل (اردو)
- ٦) المکشف شانیانی حکم فتوح جای (عربي) ٧) صمام حذیر بر کول عذر تقاضید (اردو) ٨) شامخ المعتبر فی ادب النداء امام المعتبر (عربي) ٩).....السد الصویل (اردو) ١٠).....لئی العارمن معائب المولوی عبد الغفار (اردو) ١١) قوینین الحسماں (اردو) ١٢) سد الفرار (اردو) ١٣) ائمی الاکید (اردو)
- ١٤) الروالشد ایمی (اردو) ١٥) التاج المکمل فی اماره مدلول کان یفعلن (عربی) ١٦) کفن الشقیر القائم (عربی) ١٧).....نور عینی فی الاتصال للاماں لعینی (عربی) ١٨) بتوبیہ الاشیاء والظاهر (عربی) ١٩) سور العیدی علی الدعاء بعد صلایۃ العید (اردو) ٢٠).....لطف الموہبی فی متن اذاصح المحدث فہرمن عینی (اردو) ٢١) ائمی الجم رحم برایمیر ایمی (اردو) ٢٢).....لیف الصمدانی (اردو) ٢٣) الطبلیۃ المدریۃ (اردو) ٢٣) اکل الحث علی اہل الحدث (اردو) ٢٥).....العیریۃ الواضیہ (اردو) ٢٦) الطریۃ الریڑیہ (اردو) ٢٧).....حاشیہ فوائد المرحومت (عربی) ٢٨).....حاشیہ جھوی شرح الاشیاء تیسیر شرح جامع صیر (عربی) ٢٩).....حاشیہ تقریب (عربی) ٣٠).....حاشیہ مسند امام

- ا) قلم (عربی) ٣١).....حاشیہ کتاب الحج (عربی) ٣٢).....حاشیہ کتب الآثار (عربی)
 ٣٣).....حاشیہ مند امام احمد بن حنبل (عربی) ٣٣).....حاشیہ طحاوی شریف (عربی) ٣٥).....حاشیہ سنن داری شریف (عربی) ٣٦).....حاشیہ خصائص کبری (عربی) ٣٧).....حاشیہ کنز اعمال (عربی) ٣٨).....حاشیہ علی ترغیب و ترتیب (عربی) ٣٩).....حاشیہ کتاب الاسماء والصفات (عربی) ٤٠).....علی حاشیہ القول البدریج (عربی) ٤١).....حاشیہ نیشن الادوات (عربی) ٤٢).....حاشیہ القاصد الحسن (عربی) ٤٣).....حاشیہ الملائی الاصنوف (عربی) ٤٣).....حاشیہ موضوعات کبیر (عربی) ٤٥).....حاشیہ الاصابیہ فی معرفۃ الحکایہ (عربی) ٤٦).....حاشیہ تذکرہ الحفاظ (عربی) ٤٧).....حاشیہ عمدة القاری (عربی) ٤٨).....حاشیہ فتح الباری (عربی) ٤٩).....حاشیہ ارشاد الساری (عربی) ٤٥).....حاشیہ نصب الرایہ (عربی) ٤٥).....حاشیہ حق الوسائل فی شرح المشاکل (عربی) ٥٢).....حاشیہ فیض القریر شرح جامع صیر (عربی) ٥٣).....حاشیہ مرقات المغایق (عربی) ٥٣).....حاشیہ اشعاع المدحات (٥٥).....حاشیہ صحیح بخار الانوار (عربی) ٥٦).....حاشیہ فتح المیثیث (عربی) ٥٧).....حاشیہ میران الاعتدال (عربی) ٥٨).....حاشیہ احلال المستاهیہ (عربی) ٥٩).....حاشیہ تہذیب التہذیب (عربی) ٦٠).....حاشیہ خلاصہ تہذیب العمل (عربی)۔

عقائد و کلام

- ١) مطلع القمرین فی المائتة سیقتی العصرین (اردو) ٢).....قوارع القہار علی الجمیع
 انجیار (اردو) ٣).....العقائد و الكلام (اردو) ٣).....الجرج الواحی فی بطن المؤرخ (اردو) ٥).....الصمصان الحیدری (اردو) ٦).....لحسی المکلوو (عربی)

- اعزیز والوبای الرجیز (اردو) ۹).....اعتقاد الاحباب فی الجلیل والمصطفیٰ والآل
والصحاب (اردو) ۱۰).....الاظہر (عربی) ۱۱).....حاشیہ الاصحاف فی احکام الاوقاف
حاشیہ اتحاف الابصار ۱۲).....حاشیہ کشف الغمہ ۱۳).....حاشیہ شفاء القام
حاشیہ کتاب الخراج ۱۴).....حاشیہ معنیں الحکام ۱۵).....حاشیہ میزان
الشریعت الکبریٰ ۱۶).....حاشیہ بدایہ اخیرین ۱۷).....حاشیہ بدایہ فتنۃ القریر عتای طبی
حاشیہ بداع اصناف ۱۸).....حاشیہ جوہرہ نیرہ ۱۹).....حاشیہ جوہرہ نیرہ ۲۰).....حاشیہ جوہرہ خاطری
حاشیہ مرقی الغلاح ۲۱).....حاشیہ مجھ النہر ۲۲).....حاشیہ جوہرہ خاطری
الفصولیں ۲۳).....حاشیہ جامع الرموز ۲۴).....حاشیہ بحر الرائق ومحنت الملائی
حاشیہ تین اختاقن ۲۵).....حاشیہ رسائل الارکان ۲۶).....حاشیہ غنیۃ
المستقلی ۲۷).....حاشیہ فوائد کتب عدیدہ ۲۸).....حاشیہ کتاب الانوار ۲۹).....حاشیہ
رسائل شاہی ۳۰).....حاشیہ فتح المعنیں ۳۱).....حاشیہ الاعلام بتوالیہ الاسلام
حاشیہ شفاء القام ۳۲).....حاشیہ طلحا وی علی الدر المختار ۳۳).....
حاشیہ فتاویٰ عالمگیری ۳۴).....حاشیہ فتاویٰ غاییہ ۳۵).....حاشیہ فتاویٰ سراجیہ
۳۶).....حاشیہ خلاصۃ الفتاویٰ ۳۷).....حاشیہ فتاویٰ خیریہ ۳۸).....حاشیہ
عقول الدور ۳۹).....حاشیہ فتاویٰ صدیقیہ ۴۰).....حاشیہ فتاویٰ برازیہ
حاشیہ فتاویٰ زربیجیہ ۴۱).....حاشیہ فتاویٰ غنیۃ ۴۲).....حاشیہ رسائل
قاسم ۴۳).....حاشیہ اصلاح شرح الشیخ ۴۴).....حاشیہ من المکریہ ۴۵).....
الجام الصادع سنن الشاد (اردو) ۴۶).....حاشیہ فتاویٰ عزیزیہ (فارسی)۔

تصوف، اذکار، اوقاف، تعبیر

- ۱).....اذکار الانوار میں صاحبة الاسرار (عربی) ۲).....الیا قویۃ الواسطی فی قلب
عقد الرابط (اردو) ۳).....حاشیہ احیاء العلوم (عربی) ۴).....حاشیہ حدیثہ ندیہ
(عربی) ۵).....حاشیہ مدخل جلد اول دوم سوم (عربی) ۶).....حاشیہ کتاب الابریخ
(عربی) ۷).....حاشیہ کتاب الرؤا (عربی) ۸).....الفوز بالمال فی الاوقاف
والاعمال (عربی، اردو) ۹).....حاشیہ تقطیر اللاتم (عربی)۔

تاریخ، سیر، هنر و فن

- ۱).....الاحدیث الرایل در الامیر معاویہ (اردو) ۲).....مجھیر مظہم شرح قصیدہ اکسر
اعظم (فارسی) ۳).....حاشیہ حاشیہ ہنزیہ (عربی) ۴).....حاشیہ شرح شفاعة علی
قاری (عربی) ۵).....حاشیہ زرقانی شرح مواہب (عربی) ۶).....حاشیہ بحث
الاسرار (عربی) ۷).....حاشیہ الغواہن الہبیہ (عربی) ۸).....حاشیہ کشف الظنون
(عربی) ۹).....حاشیہ عصر الشادر (عربی) ۱۰).....حاشیہ خلاصۃ الوقاء (عربی)
۱۱).....حاشیہ مقدمہ ابن خلدون (عربی)۔

ادب، شحو، لغت، عروض

- ۱).....اتحاد احکیم لکھر فکر اسلامی (اردو) ۲).....تلخیک الکلام الی درجۃ الکمال فی
تحقیق اصالۃ المصدر والانغال (عربی) ۳).....الزمرۃ القمریہ (اردو) ۴).....
حاشیہ صراح (عربی) ۵).....حاشیہ تاج العروس (عربی) ۶).....حاشیہ میزان
الافکار (عربی)۔

علم زیجات

- ۱) جزء مسفر الطالع للتقویم و الطالع (اردو) ۲) حاشیہ بر جندی (عربی)
- ۳) حاشیہ زلالات البر جندی (عربی) ۴) حاشیہ زیج بہادر خانی (فارسی)
- ۵) حاشیہ فوائد بہادر خانی (فارسی) ۶) حاشیہ زیج المحتفی (عربی)
- ۷) حاشیہ جامع بہادر خانی (فارسی)۔

علم جفر و نکیر

- ۱) اطاب الاصکر (عربی) ۲) رسالہ در علم نکیر (فارسی) ۳) اسریجات (اردو) ۴) حاشیہ الدر المکون (عربی) ۵) الشوابق الرضویہ علی الکواكب الدریہ (عربی) ۶) الداول الرضویہ لاعمال الجزر (عربی) ۷) الوسائل الرضویہ للمسائل الجزریہ (عربی) ۸) پیشی العروض (اردو) ۹) الجزر الپام (اردو) ۱۰) اکھل الکتب فی جمع المنازل (عربی) ۱۱) رسالت فی علم الجزر (عربی)۔

جر و مقابلہ

- ۱) حل سادا تجھے درجہ سوم (فارسی) ۲) حل المعادلات لقوی المکعبات (فارسی)
- ۳) رسالہ جر و مقابلہ (فارسی) ۴) حاشیہ التواعد انجیلیہ (عربی)۔

علم مثلث، ارشما طبقی، لوگاریتم

- ۱) رسالہ در علم مثلث (فارسی) ۲) تنجیص علم مثلث گروی (فارسی)
- ۳) دنیوہ زوایا مثلث کروی (فارسی) ۴) حاشیہ رسالہ علم مثلث (فارسی)
- ۵) الوجہات فی المربجات (عربی) ۶) رسالہ در علم لوگاریتم (اردو)۔

توقیت، نجوم، حساب

- ۱) استنباط الاوقات (فارسی) ۲) رویت ہلال رمضان (فارسی)
- ۳) مسکولیات السیام (فارسی) ۴) البرہان القویم علی العرض والتقویم (فارسی) ۵) الجمل الدائرة فی خطوط الدائرة (فارسی) ۶) تسهیل التدھیل (اردو) ۷) میول الکواكب و تقدیل الایام (اردو) ۸) تحریج تقویمات کواكب (فارسی) ۹) طلوع غروب نبرین (اردو) ۱۰) حاشیہ زبدۃ المنتخب (عربی) ۱۱) تاریخ التقویت (اردو) ۱۲) ترجمہ تواعد ناکل الملک (اردو) ۱۳) جدول اوقات (اردو) ۱۴) حاشیہ جامع الافتکار (عربی) ۱۵) حاشیہ حدائق الحجوم (عربی) ۱۶) حاشیہ خزانۃ العلم۔

ہیئت، ہندسه، ریاضی

- ۱) مقالہ مفرودہ (اردو) ۲) معدن علیوی درستین بھری، یوسوی وروی (اردو)
- ۳) طلوع غروب کواكب و قمر (اردو) ۴) قانون رویتہ الہام (اردو)
- ۵) کسور اعشاریہ (فارسی) ۶) المعنی الجلی للغتی واللطی (فارسی)
- ۷) زاویۃ اختلاف البین (فارسی) ۸) الصراح الموجز فی تعلیل المکر (فارسی)
- ۹) مجھث المعادلہ ذات الدرجه الثانیہ (عربی) ۱۰) کشف العلته عن سمت القبلۃ (اردو) ۱۱) رویت الہمال (اردو) ۱۲) اکسر امثرا (عربی)
- ۱۵) تحریج وصول قمر بر اس (فارسی) ۱۶) الانجیل الائین طرق تعلیق (فارسی)
- ۱۷) رسالہ العادم (عربی) ۱۸) حاشیہ تصریح (عربی) ۱۹) حاشیہ شرح پھیمنی (عربی) ۲۰) حاشیہ علم الہبیہ (عربی) ۲۱) حاشیہ کتاب الصور (عربی)

- (۲۲) جدول برائے جنتی شہت سالہ (فارسی) ۲۳ حاشیہ اصول
الہندسہ (عربی) ۲۳ حاشیہ تحریر اقیانیں (عربی) ۲۵ حاشیہ رفخ الحلال
(عربی) ۲۶ حاشیہ شرح باکرہ (عربی) ۲۷ حاشیہ طیب انس (عربی)
۲۸ حاشیہ شرح تذکرہ (عربی)۔

فلسفہ منطق

- (۱) فوزی بن درود حکمت زمین (اردو) ۲ الکتمۃ الہمہۃ فی الْجَمِیع
(اردو) ۳ محبیں بزمین بہردوش و سکون زمین (اردو) ۳ حاشیہ ملا جلال
میرزاہد (عربی) ۵ حاشیہ میس بازغ (عربی) ۶ حاشیہ اصول طبعی (اردو)۔

علالت کا آغاز

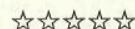
اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی محبت کمزور ہوتی گئی اور علات بڑھتی گئی، تبدیلی آب و
ہوا کے لئے بھولی تشریف لے گئے اور دو یہ قیام جاری رکھا اور یہ ارشاد فرمایا کہ جب
تک سردی نہ آجائے گی اس وقت تک بربلی نہ جاؤں گا کیونکہ سردی سے قمل جانے
میں بہاں کی آب و ہوا میں جو فرق ہوتا ہے اس سے تکلیف ہوتی ہے۔
بیماری میں روز بروز اضافہ:.....

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی علات روز بروز بڑھتی گئی، بھولی سے تشریف لائے تو
کمزوری اتنی تھی کہ مجھ کا آدمی اور لٹھی کے سہارے سے جو پہلے جایا کرتے تھے وہ بھی
اب نہیں ہو سکتا تھا۔ کری میں ڈنٹے باندھ دیئے گئے اس پر بٹھا کر لوگ اٹھا کر بہاں
پہنچاتے کیونکہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ہمیشہ مسجد میں ہی نماز پڑھا کرتے تھے بیماری کی
 وجہ سے بھی مسجد جانا نہیں چھوڑا کرتے تھے۔ پہنچلا جمعہ ادا کرنے کے بعد یہ ارشاد فرمایا

کہ اب آئندہ جمعہ ملنے کی امید نہیں۔ اب مکان کے اندر ہی نماز ادا فرماتے گر
ہا و ہو کروری کے نماز کھڑے ہو کر ہی ادا کرتے تھے لوگ پکڑ کر کھدا کر دیا کرتے تھے
پھر چوڑیتے اور فرض نماز اپنے آپ مقام کے ساتھ ادا فرماتے تھے۔ سنتیں بیٹھ کر
پڑھا کرتے تھے شاید آخر میں دوچار نہایت ہی ہوئی ہوں جن کو بیٹھ کر داکیا ہو۔

وصال:.....

جمعہ المبارک 25 صفر المظفر 1340ھ بہ طابق 28 اکتوبر 1921ء یوقت دو
بجکراز تیس منٹ پہلیں جمعہ المبارک جب مسجد میں علی الفلاح کہدا تھا آپ علیہ
الرحمہ نے داعی اجل کو لیک کہا۔ ”اَنَّ اللَّهَ وَ اَنَا لِيْلَهُ وَ اَنَا لِيْلَهُ رَاجِعُوْنَ“۔



اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور سامنہ

اسلامی مسئلہ یہ ہے کہ زمین اور آسمانیں دونوں ساکن ہیں چنانہ اور سورج زمین کے گرد چکر لگاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔
القرآن: ان اللہ یمسک السموات والارض ان تزو لا ۵ ولن زالہما ان امسکھما من احد من بعده الله کامن حلیما غفردا ۵
ترجمہ: پیغمبر اللہ آسمان و زمین کو روکے ہوئے ہے کہ سر کے نہ پائیں اور اگر وہ سر کیس تو اللہ کے سوا خیس کون روکے پیغمبر وہ حلم دالا بخشن والا ہے۔
تفصیر:

صحابی رسول ﷺ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت حذیفہ بن الیمان ﷺ نے اس آیت کریمہ سے زمین کی مطلق حرکت کی فتحی تیم کی بلکہ زمین کے اپنی جگہ قائم رہ کر جو کوئی گرد گھونٹنے کو بھی زوال بتایا۔
تفصیر:

علامہ نظام الدین حسن نیشا پوری علیہ الرحمہ نے تفسیر غائب الفرقان میں اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمان و زمین کو روکے ہوئے ہے کہ کہیں اپنے مقروہ مرکز سے جست نہ جلبائیں لہذا زمین ساکن ہے وہ حرکت نہیں کرتی۔

زمین ساکن ہے:

دلیل نمبر 1: ہر عاقل جانتا ہے کہ حرکت موجب سکونت و حرارت ہے۔ عاقل درکنار ہر جاں بلکہ ہر جتوں کی طبیعت غیر شاعرہ اس مسئلہ سے واقف ہے۔ لہذا جاڑے میں بدن بشدت کا پینے لگتا ہے کہ حرکت سے حرارت پیدا کر لے سکتے ہوئے کپڑوں کو ہلاتے ہیں کہ خشک ہو جائے۔ یہ خود بھی ہونے کے علاوہ ہدایات جدید (Modren Astronomy) کو گھی تسلیم۔ بعض وقت آسمان سے پھرخت اجسام نہایت سوزن و مستقل (روشن چلتے جلتے ہوئے) گرتے ہیں جن کا حدوث (واتح ہوتا) بعض کے نزدیک یوں ہے کہ قمر پھر کے اُتھی پھاڑوں سے آتے ہیں کہ شدت اشتغال کے سبب جاذبیت قمر (Attraction) کے قابو سے نکل کر جاذبیت ارض کے دائرے میں آگر جاتے ہیں اس پر اعتماد ہوا کہ زمین پر گرنے کے بعد چوڑی ہی دیر میں سردو ہو جاتے ہیں یہ لاکھوں میل کا فاصلہ طے کرنے میں کبوں نہ ہٹھتے ہو گئے؟ اس کا جواب بھی دیا جاتا ہے کہ اگر وہ نزدے سردو ہیں چلتے یا راہ میں سردو ہو جاتے جب بھی اس تیز حرکت کے سبب آگ ہو جاتے کہ حرکت موجب حرارت اور اس کا فراط باعث اشتغال (Reason of Burning) ہے اب حرکت زمین کی شدت اور اس کے اشتغال کا اندازہ کیجئے یہ عمار جس کا قطر اخراہ کروڑ اٹھاون لاکھ میل ہے۔ اور اس کا دورہ ہر سال تقریباً تین سو پنیسھ دن پانچ گھنٹے اڑتا ہیں مٹھ میں ہوتا دیکھ رہے اگر یہ حرکت، حرکت زمین ہوتی یعنی ہر گھنٹے میں اڑتھ ہر اڑ میل کوئی تیز سے تیز رہیں اس کے ہزاروں ہیصے کوئیں پانچتی پھر یہ خفت قاہر حرکت، نایک دن، نایک سال، نہ سو برہ بیکار ہر اسال سے گاتا رہے قوت، وائے ستر ہے تو اس عظیم حدت و حرارت (Fury and Heat) کا انداز کون کر سکتا ہے جو زمین کو پہنچی۔ واجب تھا کہ اس کا پانی خشک ہو گیا ہوتا اس کو ہوا آگ ہو گی

درج بالا مثال سے واضح ہوا کہ سورج متحرک ہے اور زمین ساکن ہے۔ آن اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی عظمت کا جیتا چاہتا شوٹ خود سائنس نے ہمیں فراہم کر دیا ہے۔ مذکورہ کتاب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا^ع نے سکون نہ کا مدلل رو فرمایا ہے اور سائنس کا اعتراف ہے کہ سورج ساکن نہیں ہے بلکہ گردش میں ہے اور زمین ساکن ہے۔ سورج اپنے محور پر ایک چکر پھیس دن میں پورے کرتا ہے اور اپنے دور میں ڈیڑھ سو میلیں فی سینٹر کی رفتار سے گردش کر رہا ہے۔ جدید سائنسی (Orbit) تحقیقات نے اب یہ بتایا ہے کہ سورج ایک خصوصی مست میں بہا چالا جا رہا ہے۔ آن سائنس اس مقام کا محل و قوع بھی بتاتی ہے اور جہاں تک سورج جا کر ختم ہو گا اسے (Solar apex) کا نام دیا گیا ہے جس کی طرف بارہ میل فی سینٹر کی رفتار سے بہہ رہا ہے۔

آئیے! اب اس فتن میں قرآن کریم کی ایک آیت کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کہ سائنسی دلائل پر مہر تدقیق ثبت کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی عظمت و حقانیت کو خراج عقیدت پیش کریں گے جو ایسین شریف کی اڑتیسویں آیت ہے جس کا ترجمہ ہے۔

”اور سورج چلتا ہے اپنے ایک ٹھہراؤ کے لئے یہ حکم ہے زبردست علم والے کا۔“
ویں نمبر ۲: بھاری پتھرو اپنے یہیں سیدھا ہیں گرتا ہے اگر زمین مشرق لو تحرک
ہوتی تو مغرب میں گرتا کہ پتھر دیرہ اوپر گیا اور آیا اس میں زمین کی وجہ جہاں پر پتھر
پیکا تھا حرکت زمین کے سب کنارہ، مشرق کو پٹا گئی، اتوال، زمین کی مجروری چان ۴۶
گز پر سیکھنے ہے اگر پتھر کے جانے آنے میں پانچ سینٹر صرف ہوں تو موجود ہے لیکن انتخابی برفت کی تکلیف میں ہے۔
506 پانچ سو میں از سرک گئی۔ پتھر قریباً یہ میل مغرب کو گرنا چاہیے حالانکہ وہیں آتا ہے۔

بھی، زمین دکھتا انگارہ بن جاتی جس پر کوئی جاندار سائنس نہ لے سکتا۔ پاؤں رکھنا تو بڑی بات ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ زمین محنٹی ہے، اس کا مزانج بھی سرد ہے، اس کا پاپنی اس سے زیادہ خشک ہے اس کو ہوا خشکوار ہے تو اجب کہ یہ حرکت اس کی نہ ہو بلکہ اس آگ کے پہاڑ کی جیسے آفتاب کہتے ہیں جسے اس حرکت کی بدوات آگ ہوتا ہی تھا بھی واٹھ دبیل حرکت یومیہ جس سے طلوع اور غروب کو اکب ہے زمین کی طرف نسبت کرنے سے مانع (Preventer) ہے کہ اس میں زمین ہر گھنٹے میں ہزار میل سے زیادہ گھوٹے گی یہ سخت دودھ کیا کم ہے؟ اگر کہنے بھی استحالة فرمیں ہے۔ (استحالة بھی مثل دعوت اور خاصیت میں تبدیل) کہ اگر چہ اس کا مادر چھٹا ہے گردت بارہوں ہیں ہے کہ ایک گھنٹے میں تقریباً سا دو ہزار میل چلتا ہے۔ اس شدید صرخ (واٹھ) حرکت نے اسے کیوں نہ گرم کیا۔ اتوال (میں کہتا ہوں) یہ بھی بیانات جدیدہ (Modern Astronomy) پر وارد ہے۔ جس میں آسمان نہ مانے گئے فضائے خالی میں جنبش ہے تو ضرور چاند کا آگ اور چاندنی کا سخت دھوپ سے گرم ہو جاتا تھا لیکن ہمارے نزدیک۔

ترجمہ..... اور ہر ایک ایک ٹھیکرے میں تیر رہا ہے۔
ممکن ہے تلک قمر یا اس کا وہ حصہ جتنے میں قمری شناوری کرتا ہے غالق عکیم  نے ایسا سرد بنایا ہو کہ اس حرارت حرکت (Movement of Heat) کی تقلیل کرتا اور قمر کو گرم نہ ہونے دیتا ہو (جیسا کہ جدید ترین حقیقت کے ذریعہ ناسا اور دروسی خلائی رسیرن ایجنسیوں نے واٹھ کیا ہے کہ جاندے ہوئے تو موجود ہے لیکن انتخابی برفت کی تکلیف میں ہے) جس طرح آفتاب کے لئے حدیث میں ہے کہ اسے روزانہ برفت سے محفوظ کیا جاتا ہے ورنہ جس چیز پر گز نہ تجا لادتا۔ (رواء الطبراني عن ابن ابي المائد عن ابن المائد)

فلسفہ یوپ کی اس مصنوعی تحقیق کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ نہ صرف یہ کہ سائنسی دلائل سے ان باطل نظریات کی دھیان بکھر دیں بلکہ مسلمانوں کے اطمینان کیلئے قرآنی آیات و احادیث مبارکہ سے ثابت کیا کہ آسمان کا وجود قطبی طور پر ہے اور زمین و آسمان دونوں ساکن ہیں اور سورج اور چاند گردش کرتے ہیں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ترجمہ:..... ”سورج اور چاند حساب سے ہیں“ اور فرماتا ہے:

ترجمہ:..... اے منے والے کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ رات لاتا ہے دن کے حصے میں اور دن کرتا ہے رات کے حصے میں اور اسے دن کے حصے میں دیکھا کہ اللہ رات لاتا ہے دن کے حصے میں ایک مقدرہ معیاد تک چلتا ہے اور حق ثابت ہو گیا اور باطل مٹ گیا۔

نظریہ روشنی اور سائنس

روشنی (Light) کیا ہے؟ روشنی کی ماہیت (Nature of Light) اور نظریات و قوانین (Theories & laws of Light) کو بھی کے لئے مختلف ادوار میں مختلف عالمی سائنسدانوں اور فکریں کے تخلیقی و تحقیقی خدمات کے حوالے سے ان کے نام کیے جاتے ہیں: (Famous firsts in light theory)۔

- (۱) ابو الحسن ابن الهیثم (965-1039)۔ (۲) ہائکنر (1629-1695)۔
- (۳) نیوٹن (1642-1727)۔ (۴) تھامس یگ (1801)۔ (۵) میکولی (جزن) (1865)۔ (۶) مورلے (امریک) (1931)۔ (۷) مانکس (امریک) (1852)۔ (۸) میکس پلاسٹک (1857-1947)۔ (۹) سینل (1879-1955)۔ (۱۰) البرٹ آئن شاکن (1591-1621) SNILL

ویل نمبر ۲۳:..... پانی سے بھی کہیں لطیف تھے تو (اگر زمین حرکت کر رہی ہوئی تو) پانی کے اجزا میں تلاطم و احتطراب تخت ہوتا اور سمندر میں ہر وقت طوفان ہوتا۔ ویل نمبر ۲۴:..... اقول، پھر ہوا کہ لطافت کیا کہنا۔ واجب تھا کہ آٹھ پہر غرب سے مشرق تک تخت سے خون تک ہوا کے کھلایاں باہم گمراہیں، ایک دوسرے سے پتا چکیں کھاتیں اور ہر وقت تخت آندھی لا تکیں۔ لیکن ایسا نہیں تباہ شہر میں کہ حرکت محوری باطل اور اس کا ثبوت و سکون ثابت و حکم۔ وللہ الحمد و صلی اللہ علی مسیلنا محمد والہ واصحہ وسلم۔

معتمر یہ کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضاؑ نے حرکت زمین کے درمیں ایک سو پانچ دلیلیں دی ہیں جن میں پندرہ اگلی ستائوں کی ہیں اور جن کی اعلیٰ حضرت علی الرحمنے اصلاح فتح کی ہے اور پوری نوے دلیلیں نہیات و روشن کال بفضلہ تعالیٰ آپ کی خاص ایجاد ہیں۔ سائنس دانوں نے صرف اتنا ہی نہیں کہ زمین کو حکوم گردش ثابت کرنا چاہا ہے بلکہ انہوں نے تو صاف طور سے آسمان کے دجوہ کا بھی انکار کیا ہے بظاہر اس سادہ بیان انکار میں عوام کو کوئی خرافی نظر نہیں آتی ہو گی لیکن اگر ذرا ساغر و فکر کیا جائے تو عوام کو تو کوئی خرافی نظر نہیں آتی ہو گی لیکن اگر ذرا ساغر و فکر کیا جائے تو واضح ہو جائے گا کہ سائنس دانوں کا یہ نظریہ مذہب اسلام کی بنیاد پر ایک کاری ضرب ہے کیونکہ جب آسمان کو کیا چیزی نہیں تو توریت، زیور، ایجیل، قرآن اور دیگر صاحائف انبیاء کا آسمان سے نازل ہونا بھی ثابت نہیں ہوگا اور قرآن مجید آسمانی کتاب نہیں مانا جائے گا، مذہب اسلام آسمانی نہ ہب نہیں مانا جائے گا (عماذ اللہ تعالیٰ) ان حالات میں ضرورت تھی کہ سائنس کے اس باطل نظریے کی بھی تھی کہی کرو جائے چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ جیسے عاشق صادق اور مجدد دین و ملت نے اس فرض کو پورا کیا اور

(۱۱) لوں ذی برگل (فرانس) (1872-1987)۔ (۱۲) علی حضرت امام احمد رضا
محمد بریلوی علیہ الرحمہ (ایش) (1856-1921)۔

نظریہ روشنی سے متعلق بیہاں پر میں علمی و تحقیقی دنیا کے شہوار مفکر اسلام اعلیٰ
حضرت امام احمد رضا محمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (1856-1921) کی تحقیقی کاوشوں کا
ذکر کرتا چاہوں گا تا کہ اقبال کا شاہین علمی دنیا میں اسلاف کے نقش قدم پر جل کروان
دوال رہے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے اپنے تحقیقی ذہن سے نظریہ روشنی کے جن
موضعات پر بحث کی ہے جسے ذیل میں

۱) روشنی کا انکاس (Reflection of Light)

۲) روشنی کا انعطاف (Refraction of Light)

۳) کلی داخلی انکاس (Total Internal Reflection)

۴) روشنی کے نظریات (Theories of Light)

۵) روشنی کے قوانین (Laws of Light)

۶) جو موڑک آپکس (Geometric Refraction)

۷) Atmospheric Refraction

۸) Rays of Light & Formation, Image Reversal

۹) انکاس و انعطاف کی بنی پر اڑا سائٹر میشن کا فارمولہ (Formation of Ultra)

Sound Formulation Machine on the basis of reflection

and refraction of Light Piezoelectric

Phenomenon-Transmission & Reflection

بحوالہ: (فناوی رضوی جلد سوم جلد ۲۔۔۔ الدقت و الجیان اقصصاً، الکرم، الہبہ)

اب میں امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی تصنیف میں سے نظریہ روشنی سے متعلق چند
اصل عبارتیں کوڈ کرتا ہوں تاکہ ماہرین مزید تحقیق کے لئے قلم اٹھائیں۔ چنانچہ فتاویٰ
رضویہ جلد سوم۔ (جدید ایڈیشن) صفحہ 240 پر قطعاً زیاد ہیں۔

”شفیف اجرام کا قاتمه ہے کہ شعاعیں ان پر پڑ کر واپس ہوتی ہیں اور آئینہ میں
اپنی اور اپنے پیش پشت چیزوں کی صورت نظر آتی ہے کہ اس نے اسکے بصر پر کوہ صورتیں آئینے میں
پلانیا و اپنی میں نگاہ جس جیز پر پڑی نظر آئی گمان ہوتا ہے کہ وہ صورتیں آئینے میں
ہیں حالانکہ وہ اپنی جگہ ہیں نگاہ نے پلٹنے میں انھیں دیکھا ہے لہذا آئینہ میں دھنی
جانب بائیں طحلہ ہوتی ہے اور با کیں دھنی والہدا شے آئینے سے سبقی دور ہوا کی قدر
دور و کھلائی دیتا ہے اگرچہ سو گز فاصلہ ہو جالا لکھ آئینے کا دل جو محترم ہے سبب وہی ہے کہ
پلٹنی نگاہ اتنا ہی فاصلہ طے کر کے اس تک پہنچتی ہے۔ اب برف کے یہ باریک باریک
متصل اجزا کے شفاف ہیں نظر کی شعاعوں کو انہوں نے واپس پلٹنی شعاعوں کی کریں
ان پر چکیں اور دھوپ کی کس حالت پیدا کی جیسے پانی یا آئینے پر آفتاب چکے اس کا
عکس دیوار پر کیسا سعید برائق نظر آتا ہے۔“

امام احمد رضا علیہ الرحمہ سراب (mirage) کو جدید سائنسی انداز میں (Total

Internal reflection) کے حوالے سے یوں بیان کرتے ہیں۔

”زمین شور میں دھوپ کی شدت میں دور سے سراب (Mirage) نظر آنے کا
بھی بھی باعث ہے خوب چکتا جبکش کرتا پانی دکھائی دیتا ہے کہ اس زمین میں اجزاء
صقلیدہ شفاف دوستک ہیلے ہوتے ہیں نگاہ کی شعاعیں ان پر پڑ کر واپس ہو کیں اور شعاع
کا تابع ہے کہ واپسی میں لرزتی ہے جیسے آئینے پر آفتاب چکے۔ دیوار پر اس کا عکس
جمل جمل کرتا آتا ہے اور شعاعوں کے زاویے یہاں چھوٹے تھے جبکہ ان کی ساقیں

طوبیل ہیں کہ سراب دورہی سے تخلی ہوتا ہے اور تو اسی قدر ہے جو ناظر کے قدم سے آنکھ تک ہے اور چھوٹے وتر پر ساقیں جختی زیادہ دور جا کر میں گی زاوی خور درج ہے گا۔ آگے چل کر (Law of Reflection of Light) کو یوں بیان کرتے ہیں۔

”اور زاویاے انکاس ہمیشہ زاویاے شعاع کے برابر ہوتے ہیں۔ اشعہ بصریہ استہ ہی زاویوں پر بلطفی ہیں پتوں پر گئی تھیں ان دونوں امر کے اجتماع سے لگائیں کہ اجزائے بعدہ صقلیہ پر پڑی تھیں لہری جمل کرنی چھوٹے زاویوں پر زین میں سے ملیں پہنچ لہداہاں پھکدار پانی جبکش کرتا تخلی ہوا۔“ وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمَ۔

عالم اسلام کے مفتی اعظم محمد زمان، فکر اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان

محمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ رضویہ جلد 26 صفحہ نمبر 475 پر پارہی کا جواب دیتے ہوئے رسالہ ”اصحاص“ میں جب رب تعالیٰ کی (Supremacy) اور اسلام کی بالادی کو برقرار رکھتے ہوئے المراستہ نہشیں کافار مولا انکاس نور، انعطاف نور (Reflection & Refraction of Light) اور فریکل آپلکس (Physical Optiks) کے تحت بیان فرمایا ہے جو آجکل بدیساں کی رو سے Piezoelectric Phenomenon-Tran-smission &

Reflection (کہلاتا ہے چنانچہ رقم طراز ہیں۔)

”اور بیانب صنع الہی جلت حکمت سے یہ بھی محفل کہ کچھ ایسی تدابیر القفار میں ہوں جن سے جنین (Fetus) مشاہدہ ہی ہو جاتا ہو مثلاً بذریعہ قوس پانچوں ججاہوں میں بقدر حاجت کچھ تو سیع و تفریح دے کر روشنی پہنچا کر کچھ خشی ایسی اوضاع پر لگائیں کہ باہم تادیسے کیا لوں کرتے ہوئے زجاج عقرب پر عکس لے آئیں یا زجاجات مختلف ایسی وضعیں پائیں کہ اشعدہ بصریہ کو حسب قاعدہ مفروضہ علم مناظر انعطاف دیتے ہوئے جنین (Fetus) تک لے جائیں۔“

(1) سراب (MIRAGE):.....

پانی کے دھوکے کو سراب کہتے ہیں۔ ریگستانی علاقوں میں مسافر جب سفر کرتا ہے تو سورج کی روشنی میں اسے دور سے دیکھنے پر زمین پر پانی نظر آتا ہے اور وہ جب پانی کی تلاش میں وہاں پہنچتا ہے تو ریت کے ذرات اور خالی زمین کے سوا اسے وہاں کچھ نہیں ملتا۔ اسی کو سراب کہتے ہیں۔

یہ بھی عام مشاہدہ ہے کہ انسان جب کسی سواری سے یا بیویل ہی کوتار یا سیمٹ کی چکنی سڑک پر چلتا ہے تو سورج کی تیز روشنی میں اسے کافی فاصلے پر ایسا لگتا ہے جیسے وہاں سڑک پر پانی پڑا ہوا ہے۔

سراب کی بات امام احمد رضا علیہ الرحمہ بڑی صراحت کے ساتھ فرماتے ہیں:

”اب برف کے پر باریک باریک متصل اجزاء کے شفاف ہیں نظر کی شعاعوں نے انھیں واپس کر دیا۔ بلطفی شعاعوں کی کرنیں ان پر چکیں اور دھوپ کی حالت پیدا کی جیسے پانی پر آئیں پر آفتاب چکے۔ اس کا عکس دیوار پر کیسا سفید براق نظر آتا ہے۔ زمین شر میں دھوپ کی شدت میں دور سے سراب نظر آنے کا بھی بھی باعث ہے۔ خوب چکتا ہے جبکش کرتا پانی و کھلائی دیتا ہے کہ اس زمین میں ایزارے صیغہ شفافہ دور تک پھیلے ہوتے ہیں۔ ٹھاہوں کی شعاعیں ان پر پڑ کر واپس ہوئیں اور شعاع کا قاعدہ ہے کہ واپسی میں لرزتی ہے جیسے آئینے پر آفتاب چکے بیوار پر اس کا عکس جمل جمل کرتا نظر آتا ہے اور شعاعوں کے زاویے یہاں چھوٹے تھے ان کی ساقیں طویل ہیں کہ سراب دورہی سے تخلی ہوتا ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ جلد اول صفحہ 549)

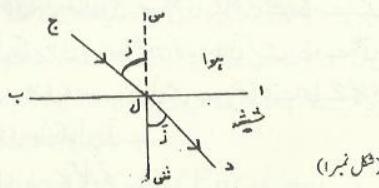
تبرہ:

عبارت کے شروع میں امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے برف کے اجزاء کی جو مثال

second medium. This phenomenon of banding of light when travels from one medium to the other is called Refraction of Light"

﴿Principle of Physics by: N. Subramenayam, Page 438﴾

یعنی..... جب روشنی دوسرے بیوں کو علیحدہ کرنے والی کسی ہموار سطح پر واقع ہوتی ہے تو اس کی ابتدائی مست بدل جاتی ہے۔ جبکہ وہ دوسرے میدیم میں گزرتی ہے۔ روشنی کے ایک میدیم سے دوسرے میدیم میں جانے (ترکرنے) کے اس مظہر یا واقعہ کو انعطاف نور کہتے ہیں۔



شیل نمبرا میں اب وہ ہموار سطح ہے جو ہوا اور شیشے کے دو میدیم بیوں کو علیحدہ کرتی ہے۔ روشنی کی ایک کرن، جل، ہوا کے ایک میدیم میں گز کر سکیں، پر ملتی ہے اور پھر، ل، سے ہو کر دوسرے میدیم یعنی شیشے کے میدیم میں داخل ہوتی ہے اور "D" کی مست میں مراجاتی ہے۔ کرن کے اس مراجانے کے واقعہ یا حالت کو انعطاف نور (Refraction of Light) کہتے ہیں۔ بیان، ل، انعطاف کرنے (Refracted Ray) ہے۔

اب اس کی مزید وضاحت کے لئے دوسری مثال دیکھئے۔ یہ ہمارا مشاہدہ ہے

دی ہے وہ دوسرا مسئلہ سمجھانے کیلئے ہے لیکن اسی میں آپ نے شفاف اور اجزاء صیقلہ یعنی خوب چکدار اجزاء کے طبق سے سراب کاظمیری بھی پیش فرمایا ہے۔

زمین شوری یعنی نمکن زمین (SALINE SOIL) اور یتلی و پتھری زمین کو بھی کہتے ہیں اور سراب اکثر ایسی ہی زمینوں پر نظر آتا ہے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ سراب سینے کی وجہ بتاتے ہیں کہ چونکہ اس زمین میں اجزاء صیقلہ شفاف نہ ہیں جھکتے ذرات دوستک پھیلے ہوتے ہیں لہذا انگاہ کی شعاعیں ان پر پرکروٹی ہیں اور لرزتی جھکھلاتی ہوتی ہیں جس طرح آئینے پر سورج چکتا ہے۔ اسی کو انکاس کہتے ہیں (REFLECTION) چونکہ عکس جھل جھل کرتا ہے اور شعاعوں کی ساقیں (کیمری یا شنبیاں) ہوتی ہیں لہذا ازاویے چھوٹے بننے ہیں اور جھل جھل کرنے کی وجہ سے پانی کا دھوکا ہوتا ہے۔ چونکہ یہ قاعدہ ہے کہ:

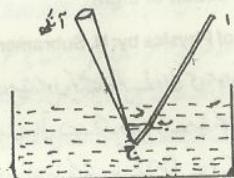
زاویائے انکاس (ANGLE OF REFLECTED RAY)=زاویائے شعاع (ANGLE OF INCIDENT RAY) اور ان کے اجتماع سے نکالیں کہ دو کے چکدار اجزاء پر پڑی تحریر لرزتی جھکھلاتی چھوٹے زاویوں پر زمین سے ملی پڑتی ہیں لہذا ان چکدار لہراتی ہوئی کنوں پر پانی کا دھوکا ہوتا ہے اور یہی سراب (MIRAGE) ہے۔

(2) انعطاف نور (REFRACTION OF Light)

جدید سائنس میں نظریہ انعطاف نور اس طرح ہے:

"When light is incident on a plane surface separating two different media, the initial direction of light is changed while it passes through the

کہ اگر ہم کسی پانی سے بھرے ہوئے برتن میں ایک چھپڑی ڈالتے ہیں تو اس کا وہ حصہ جو پانی میں ہوتا ہے ترچھائی مٹا ہوا دکھائی پڑتا ہے۔ ملاحظہ کجھے شکل نمبر ۲:



اس شکل نمبر ۲ میں اب ج ایک چھپڑی ہے جسے پانی سے بھرے برتن میں ڈالا گیا ہے۔ یہ چھپڑی مٹی دکھائی دیتی ہے۔ چھپڑی کے آخری حصے، جسے کہ نیس پانی اور ہوا کی ملی جملی پر مٹتی ہیں اور انکھوں کو انعطافی کرنیں، جسے بلقی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ چھپڑی کا حصہ ج پانی میں بُد پر نظر آتا ہے اس لئے چھپڑی بکے مقام سے مٹتی ہوئی دکھائی پڑتی ہے۔

امام احمد رضا مکتبی علی تحریر:.....

امام احمد رضا نے ”انعطاف نور“ کی تصوری کو جس طرح پہلیک طور پر دکھایا اس کیلئے یہ واقعہ منسنتے: ملک الحمام علامہ ظفر الدین قادری فاضل بیار قدس سرہ العزیز امام احمد رضا علیہ الرحمہ اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر سر یاء الدین کے مطاقت کا واقعہ اس طرح بیان کرتے ہیں:

”ڈاکٹر صاحب نے دریافت کیا کہ حضور اس کا کیا سبب ہے کہ آفتابِ حقیقتہ طلوں نہیں ہوا ہے مگر ایسا معلوم ہوتا ہے طلوع ہو گیا۔ اس کا جواب علی اصلاحات میں

امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے دیا ہے فقیر بیان کرنے سے قاصر ہے۔ ہاں جو مثال یہاں فرمائی وہ یہ تھی کہ کسی بند کمرے میں بھر دکوں سے اگر روشنی پہنچتی ہو تو باہر کے چلنے پھرنے والوں کا سایہ الٹا نظر آتا ہے لیکن سرخی پاؤں اور پر اس کے علاوہ اور مشابہہ کیجئے۔ حاجی لفایت اللہ صاحب سے فرمایا۔ حاجی صاحب ایک طشت میں تھوڑا سا پانی ڈال کر ایک روپیہ اس میں ڈال دو۔ انہوں نے فوراً قلم کی اسے اب امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے ڈاکٹر صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا، آپ کھڑے ہو کر دیکھئے کہ برتن میں روپیہ نظر آ رہا ہے یا نہیں۔ انہوں نے کچھ فاصلے سے دیکھ کر عرض کیا ہاں نظر آ رہا ہے۔ فرمایا، ذرا پچھپہ ہٹ آئے۔ وہ کچھ پچھپہ ہٹ آئے اور فرمایا اب دکھائی نہیں دیتا ہے۔ حضور نے حاجی صاحب کو اشارہ کیا انہوں نے تھوڑا سا پانی برتن میں ڈال دیا۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا نظر آئے لگا فرمایا وہ قدم پہنچنے کو آ جائے۔ پھر روپیہ نظر سے غائب تھا حاجی صاحب نے اور پانی ڈالا روپیہ پھر نہیں آیا۔“

(جیاتی علمی حضرت، جلد اول صفحہ 152)

(اب امام احمد رضا کے اس عملی تجربہ کو مجھنے کیلئے شکل نمبر ۳ ملاحظہ کیجئے:

شکل نمبر ۳:

برتن میں پانی بھرا ہوا ہے۔ اس میں، ر، ایک روپیہ کا سکھہ ہے۔ باہر سے دیکھنے والے کو وہ سکھہ پر نظر آتا ہے لیکن اپنے مقام سے اوپر اٹھا ہوا اور یہ دراصل انعطاف

(Refraction) کی وجہ سے ہے۔ رسمی طبقہ میں جب پانی اور ہوا کی سطح پر آتی ہیں تو مزماجی ہیں اور اس طرح یہ شعاعیں رسمی طبقہ سے آتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں اسی لیے ٹھانٹ پر کھا ہوا سکے اپنے مقام سے اپنے نظر آتا ہے۔ پانی سے بھرے طشت میں ڈاکٹر صاحب کو روپیہ اسی انعطاف کے سبب نظر آنے والا اگر برلن میں پانی نہیں ہوتا تو روپیہ کا سکے انہیں نظر نہیں آتا۔ اب فاصلہ بڑھاتا تو روپیہ کا سکے پھر اندر سے غائب ہوا۔ لہذا اور پانی برلن میں ڈالا گیا تو سکے پھر نظر آنے (گا)

امام احمد رضا علی الرحمہ کا یہ علمی تجربہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ انعطاف نور کی تحریری سے بخوبی والفت تھے۔ امام احمد رضا علی الرحمہ اس تجربے سے سورج طلوع ہونے سے قبل اس کے طلوع ہوتے دکھائی دینے کا سبب سمجھایا جو کہ انعطاف نور (REFRACTION OF LIGHT) کی وجہ سے ہوتا ہے۔

زلزلے کے بارے میں ایک عام مقبول نظریہ یہ ہے کہ سطح زمین کے اندر گرم مواد موجود ہے جب کبھی یہ آتشی مواد زمین کے کمی نرم حصہ کو پھاڑ کر باہر کلتا ہے تو زمین کی اس جگہ کو زلزلہ کہتے ہیں۔

علم ارضیات کے اس مقبول عام نظریہ سے دو خرایاں واضح ہیں:

۱)..... آتشیں مواد کے خارج ہونے سے زمین کی جگہ اور گرزلہ کا سبب مان لیں تو کیا وجہ ہے کہ ایک برا عظیم کی پوری زمین پر گرزلہ کیوں نہیں آتا جبکہ سطح زمین باہم متصل ہے۔ زمین کے ایک حصہ پر گرزلہ کا ہوتا اور دوسرے پر نہ ہوتا کیوں کرمکن ہے حالانکہ ایسا واقع ہے۔

۲)..... زمین کی جگہ اگر از خود، تو لا خال و در هریت کا دروازہ کھل جائے گا۔ گرزلہ اگرچہ کتنا ہی شدید کیوں نہ ہو خالق ارض و سما کی طرف توجہ اور میلان نہیں ہوتا۔ گرزلہ کے

مقبول عام نظریہ کا عظیم نقصان ہے۔

سردار مجیب الرحمن عطیہ دار علاقہ مجیب گر، ڈاک خانہ مونڈہ، شلیخ کھیری (اثریا) نے 26 صفر المظفر 1327ھ / مارچ 1909ء کو امام احمد رضا خان سرہ سے گرزلہ کے سبب کے بارے میں سوال کیا۔ استقراء میں موصوف نے ایک روایت کا حوالہ بھی دیا جو بعض کتابوں میں بیان کی گئی ہے کہ زمین ایک شان گاہ پر ہے کہ وہ ایک محفلی پر کھڑی رہتی ہے جب اس کا ایک بینگ تھک جاتا ہے تو دوسرے بینگ پر بدل کر رکھتی ہے اس سے جنپش و حرکت زمین کو ہوتی ہے اس کو زلزلہ کہتے ہیں۔ اس روایت کے بعد وہی اعتراض پیش کرتے ہیں کہ زمین کے بعض حصہ کو جنپش ہوتی ہے اور بعض حصے سکون میں رہتے ہیں۔ (الخطاب اللہی یعنی القتدی رضوی، جلد 12 صفحہ 189)

امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں:

”خاص خاص موقع میں زلزلہ آنا اور دوسری جگہ نہ ہونا اور جہاں ہونا وہاں بھی شدت و خفت میں مختلف ہونا، اس کا سبب وہ نہیں جو عوام بتاتے ہیں۔ سبب حقیقی تو وہی ارادۃ اللہ ہے اور عالم اسلام باب میں باعث اصل بندوں کے معماں: ما اصل بک من مصیبته بنا کسیت ایڈیکم و یغفو عن کثیر۔ ترجمہ:..... تمہیں جو مصیبت پہنچی ہے تمہارے ہاتھوں کی کمائیں کا بدلتے ہے اور بہت کچھ معاف فرمادیتا ہے۔ (سورہ النور)۔ اور وجہ قویع (زلزلہ) کوہ قاف کے ریشے کی حرکت ہے۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے تمام زمین کو محیط ایک پہاڑ پیدا کیا ہے۔ جس کا نام قاف ہے کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جہاں اس کے ریشے زمین میں نہ پہنچیں ہوں..... جس جگہ گرزلہ کے لئے ارادہ الہی ہوتا ہے۔ والیاد نہ برحتمتہ رسولہ جل و علا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ قاف کو حکم ہوتا ہے کہ وہا پہنچنے والی کے ریشے لو جنپش دیتا ہے۔ صرف

وہیں زلزلے کے گاہوں کے ریشے کو حرکت دی گئی۔ پھر جہاں خیف کا حکم ہو گا اس کے مجازی ریشہ کو آہستہ ہلاتا ہے اور جہاں شدید کام مرہے وہاں بیوت۔ یہاں تک کہ بعض بجھ صرف ایک دھکا سالگ کرخت ہو چاتا ہے اور اسی وقت وسرے قریب مقام کے درود نیوار جھوٹے لیتے اور یہ سری جگہ زمین پھٹ کر پانی نکل آتا یعنی حرکت سے مادہ کبرتی مشتعل ہو کر شعلے نکلتے ہیں جیوں کی آواز پیدا ہوتی ہے (الحیا با اللہ)..... (قاوی رضی مطیوع بنی مدد 12 صفحہ 191)

گویا زلزلہ کے تن سبب ہیں:

۱) حقیقی سبب ارادہ الہی ہے۔ جہاں ارادہ الہی ہو گا زمین کے اس حصہ پر زلزلہ آئے گا۔

۲) بندوں کے اعمال، جن کی بنا پر زمین کو حرکت دی گئی اور بندوں کو اپنے کئے ہے جراحتی ہے۔

۳) کوہ قاف کے ریشوں کی حرکت۔ اللہ تعالیٰ زمین کے جس حصہ پر زلزلہ کا ارادہ فرماتا ہے اسی حصہ کے ریشے کو جنم دیتا ہے۔

امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنے نظریہ کی تائید میں دو ولیمیں نقل فرمائی ہیں۔ ایک حدیث شریف، دوسرا مشوی مولانا روم کے اشعار۔ حدیث کی روایت یوں کرتے ہیں:

”امام ابوالکرباب ابن الی الدین اکتب الحقوقبات اور ابوالاشت کتاب العظمۃ میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عباسؑ سے راوی قال خلق الله جبارا يقال له ومحیط بالعالم و عروقه الى الصخرة التي عليها الارض فاذا اراد الله ان ينزل لول قریبہ امر ذلك الجبل فحرک العرق الذی بلی تلک القریبہ فینزل لها“

وبحر کھا فمن ثم تحرك القریبہ دون القریبہ۔ (رسنوفی الشیر بالماثور)
اللہ تعالیٰ نے ایک پہاڑ پیدا کیا جس کا نام قاف ہے وہ تمام زمین کو محیط ہے اور اس کے ریشے اس چنان تک پھیلے ہیں جس پر زمین ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی جگہ زلزلہ لانا چاہتا ہے وہ اپنے اس جگہ کے متصل ریشے کو لرزش جنم دیتا ہے۔ یہی باعث کہ زلزلہ ایک سبقتی میں آتا ہے دوسرا میں نہیں۔ (قاوی رضوی)
مشوی مولانا روم کے اشعار قفل فرمائے ہیں میں اسی حدیث کا مفہوم بیان ہوا ہے ان میں سے چند اشعار یوں ہیں۔

من ہبھر شہر کے درام نہیں
بر عروم بست اطراف جہاں
حلق چوخا بہر زلزلہ شہرے مرا
امر فرماید کہ جہاں عرق را
پس بچانم من آن راگ واللہ
کہ بہاں راگ تھل بودست شہر
چوں گویدیں، شودسا کن رگم
سکنم و ذر وے فعل اندر گم

امام احمد رضا قدس سرہ نے فتویٰ کے ابتداء میں اس کا جواب دیا ہے زلزلہ کے وقت زمین کے ایک حصہ کو حرکت ہوتی ہے۔ جبکہ دوسرا حصہ ساکن رہتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ: ”ہمارے نزدیک ترکیب اجسام جو اہر فردہ سے ہے اور ان کا اصال محال..... اور جب زمین اجرائے تصرفہ کا نام ہے تو اس حرکت کا اثر بعض اجزاء کو پہنچا مستعد نہیں کہ اہل سنت کے نزدیک ہر چیز کا سبب اصلی محسن ارادہ اللہ تعالیٰ ہے۔ جتنے اجزا اکیلے ارادہ تحریک ہو انہیں پر اثر واقع ہوتا ہے وہیں۔ (الخطاب المنبوذ فتاویٰ رضوی)
سوال میں جس روایت کا حوالہ دیا گیا کہ تلک کے سینگ کے بدلتے سے زلزلہ آتا ہے اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ قریب ابتدائے آفرینش کے وقت ہوا جب تک پہاڑ پیدا نہ ہوئے تھے۔ لکھتے ہیں:

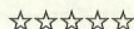
"عبدالرازاق و فربالی و سعید بن منصور اپنی اسنس میں اور عبید بن حیدر ابن بیر و ابن المدز دروائین مردویہ و ابن ابی حاتم اپنی تفاسیر اور ابو اشیح کتاب الحظمه اور حاکم بالاده تفسیح مسندر ک اور تیغی کتاب الاسماء اور خطیب تاریخ بغداد اور ضایع مقدمی تفسیح مختار میں عبداللہ بن عباس رض سے راوی: فقال ان اول شئی خلق الله القلم و كان عرشه على الماء فارتفاع بخار الماء فتفتحت منه المسقوفات ثم خلق النون فسلطت الأرض عليه والارض على ظهر النون فاضطرب النون فماد امت الأرض فاتتبت بالجبال . (ومنثوري الشیر بالماڑ طبع مصر جلد 6) اللہ علیکم السلام نے ان موقتات میں سے پہلے قلم بیدار کیا اور اس سے قیامت تک کے تمام متادیں کھوائے اور عرش الہی پانی پر تھا۔ پانی کے بخارات اشے ان سے آسمان جدا چاہتا گئے پھر مولیٰ علیکم السلام نے چھلک بیدار کی۔ اس پر زمین بچھائی۔ زمین پشت ہائی پر ہے۔ چھلکی ترپی زمین جھوکے لینے لگی۔ اس پر پہاڑ جما کر بھمل کردی گئی۔ "کما قال تعالیٰ والجبال اوتادا و قال تعالیٰ والقى في الأرض رواسي ان تميد بكم"۔ (فتاویٰ رضیہ جلد 12 صفحہ 190)

پروفیسر مولوی حاکم علی نقشبندی سابق پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور کے استاذاء کے جواب میں امام احمد رضا قدس سرہ نے جو کچھ لکھا اس کے مطابع سے آپ کے نظریات کھل کر سائنس آتے ہیں۔ چند جملے آپ بھی پڑھیں:

"قرآن عظیم کے وہی معنی لیتے ہیں جو صحابہ و تابعین و مفسرین و معتقدین نے لئے ان سب کے خلاف وہ معنی لینا تھا کا پتہ نہ رہی سائنس میں مسلمانوں کو کیسے حللاں ہو سکتا ہے۔"

"یفضلہ تعالیٰ آپ جیسے دیدار وہی مسلمان کو تو اتنا ہی سمجھ لینا کافی ہے کہ ارشاد

قرآن عظیم وہی کریم علی افضل اصلاحات و اسلامی و اجتماع امت گرامی کے خلاف کیونکہ کوئی دلیل قائم ہو سکتی ہے۔ اگر بالفرض اس وقت ہماری سمجھ میں اس کا روشن آئے جب بھی یقیناً وہ مرد و اور قرآن و حدیث و اجتماع یہ ہے محمد شان اسلام۔ محبت فقیر سائنس یوں مسلمان نہ ہو گی کہ اسلامی مسائل کو آیت و نصوص میں تاویلات کر کے سائنس کے مطابق کر لیا جائے۔ یوں تو معاذ اللہ اسلام نے سائنس قبول کی تھے کہ سائنس نے اسلام۔ وہ مسلمان ہو گی تو یوں کہ جتنے اسلامی مسائل سے اسے خلاف ہے۔ سب میں مسئلہ اسلامی کو روشن کیا جائے۔ ولائل سے سائنس کو مرد و دوپال کر دیا جائے۔ جا بجا سائنس ہی اقوال سے اسلامی مسئلہ کا اثبات ہو، سائنسی کا ابطال و اسکات ہو۔ یوں تاویل میں آئے گی اور یہ آپ ہی جیسے فہیم سائنس دان کو باذ نہ تعالیٰ دشوار نہیں۔



اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور ایمی پروگرام

آن پری دنیا میں سائنسی ترقی کا براچ چاہے اور ایمی ٹینالوچی کی محیر الحقول کر شہزادیاں موضوع بحث بنی ہوئی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس ترقی نے قرآنی اسرار و رموز کی تقدیم کر دی ہے اور قیامت تک جوں جوں سائنس نئی تحقیقات و ایجادات کو سامنے لاتی جائے گی قرآنی حقائق و معارف نکھرتے وابھرتے چلے جائیں گے اور سائنس کے میدان میں غلبہ اسلام کی خانیت و برتری کے آثار میاں ہوتے چلے جائیں گے اور اس طرح مسلم سائنسدانوں میں سائنسی تحقیقات کے جذبہ کو ترغیب بھی لے گی۔

اس امر سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ آج سائنسی اکتشافات کی جستجو میں مسلم اس قدر تحریک نہیں چلتا ہونا چاہیے تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو آج غیر مسلم سائنسدان مسلم سائنسدانوں کے آستانوں پر کشکول لیے نظر آتے اور مسلم دنیا کے نشہ پر عظیم ایشی قوت بن کر چھائے ہوتے۔

یہ مسلم حقیقت ہے کہ کائنات کے تمام علوم بشمل سائنسی علوم احاطہ قرآن میں موجود ہیں اور قرآن حکیم اس سچائی کا اعلان پوس فرماتا ہے جو ترجمہ کنز الایمان: ”اور (اے یحییٰ) ہم نے تم پر یہ قرآن اتنا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔“ (ائل: 89)

”اوکوئی دانشیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تراورثہ خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا ہو۔“ (الانعام: 59)

الغرض علمی جواہر پارے تو قرآن مجید میں محفوظ ہیں البتہ کسی جو ہری کے منتظر

ہیں۔ علوم و معارف کے یہ موقی روحتی دنیا تک سب کے لیے مشعلی راہ ہیں۔ رب تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلمانوں میں کوئی ایسے نفوس قدیسے تاریخ کے صفات پر نظر آتے ہیں۔ جو قرآن پاک کا کامل فہم رکھتے تھے اور ان کی فہم و فراست سے ملت کی مشکل کشائی ہوئی اور یہ سلسلہ تاقیمت جاری و ساری رہے گا۔ اگر ہم بظیر غائر تاریخ کا مطالعہ کریں تو ۲۰ ویں صدی میں صرفت کام الہی سے بہرہ و راورد ہی و سائنسی علم سے کام تھا۔ مفکر اسلام اعلیٰ حضرت علیٰ ابیرک الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ (1821-1856) کی شخصیت نمایاں ظریح تھی۔ قرآنی علم کی ثابتیت اور بلا دلیل کی بارے میں اسوقت کے اسلامی کاغذ سول لائزنا ہبور کے پر ٹیکل (متاز ریاضی دن) پر ویسرا جمک علی خان (رحمہم) کو ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا: ”میں سائنس کا خائف نہیں بلکہ میرا نظر نگاہ یہ ہے کہ قرآن کی روشنی میں سائنس کو پہچاۓ نہ کہ سائنس کی روشنی میں قرآن کو پہچاجائے اس لیے کہ قرآن کے قوانین مسلم ہیں اور سائنس ارتقا کی مرحلہ میں ہے آج ایک نظریہ ہے کہ کل بدل جاتا ہے۔“ (تفاوی رضویہ پبل 27، ص: 145۔ مأخذ: نزول آیات فرقان بکون زمین و اس ان 1919ء..... از: امام احمد رضا بریلوی)

وقت نے دیکھا جس طرح ڈاروون (Darwin) اور نیوٹن (Newton) کے نظریات چیلنج کئے گئے اس طرح آئن سائنس (Einstein) کے قوانین کو بھی چیلنج کیا گیا ہے۔ یوں انسانی تخلیقات و نظریات میں تغیر و تبدل کا سلسہ ہمیشہ جاری رہے گا۔ ATOM-electron, proton,neutron (atom) سے متعلق گھنیاں سمجھانے میں محور ہا ہے اور مختلف ادوار میں مفکرین و سائنسی (etc) میں مختلف نظریات سامنے آتے رہے ہیں۔ آئیے چند معروف سائنسی مفکرین ماہرین کے مختلف نظریات سامنے آتے رہے ہیں۔

رکھتے ہیں جن سے مسلمانوں کا سفر گز سے بلند ہے ایک نام مفکر اسلام علی حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحم (1856-1921) کا ہے جو یہ وقت سائنسی مفکر، مجدد اسلام اور قیقد اعظم کی حیثیت سے امت مسلمہ کے لیے سرمایہ صد افتخار ہیں اور جنمیں حضور اقدس ﷺ سے عشق و محبت میں امیاز خاص حاصل ہے اور یہ اسی فیضان کا نتیجہ ہے کہ آپ نے نورِ بصیرت سے بب سے پہلے ایشی نظریہ کا استنباط قرآن پاک سے فرمایا جو مسلم سائنسدانوں کو تکروی تحقیق کی روشنست راغب کرتا ہے۔

ومزفهمہ کل ممزق: ترجمہ: تمہریں یقین پارہ پارہ کرنا، ہم نے ان کی کوئی تحریق باقی نہ کی سب بالفضل کر دیں۔
English Translation And we

broke them into pieces with full confusion.

(حوالہ: اولین شوہری جلد 27، ص 539: الكلمة المלהمة في الحكمۃ المحکمة 1919، امام احمد رضا) ایک اور جگہ قرآن پاک نیکلیٹر فیشن (Nuclear Fission) سے متعلق یوں راز افشا کرتا ہے:

ان مرقم کل ممزق انکم لفی خلق جدید۔ پار 22، (34:7) ترجمہ: ترجمہ: ایمان: ”کجب تم پر زہر و کوریزہ زینہ ہو جاؤ تو پھر تمہیں نیا جنم ہے۔“ (امام احمد رضا)

Eng. Translation: If you are reduced to minute particles, you will be created a new .

دوسری ہستی ایشی سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی ہے جس کی بدولت آج وطنِ عزیز پاکستان کی سرحدیں محفوظ ہوئی ہیں اور دن، میلی اُنکھے سے دیکھتی کی جو رأت نہیں کر سکتا۔ قرآن پاک جو کائنات کے علم و معارف کا سرچشمہ ہے ہمیں تکریرو مذہب لیتی غور و فکر کی تعلیم دیتا ہے جس سے اسلام کی حقانیت اور رب تعالیٰ کی حکومتوں کے وہ

کو مختلف ادوار کے جھروکوں میں دیکھتے ہیں۔

☆..... پہلا دور:

400 سال قبل میں یونانی فلاسفہ

(Democritis) دیموقراطیس

200 سال قبل میں یونانی فلاسفہ

(Lurcritis) لکریتیس

☆..... دوسرا دور:

جان ڈالٹن (Jan Dalton) (1844-1766) برطانیہ

جے بے تھامن (J.J.Thomson) (1940-1856) کیمbridج یونیورسٹی برطانیہ

ردرفورڈ (Rutherford) (1937-1871) یونیورسٹی لینڈز

نیلس بوہر (Neils Bohr) (1962-1885) ڈنمارک

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی (Ala-Hazrat Imam Ahmad Raza) (1921-1856) (Bareilvi) ایشی مسلم سائنسی مفکر (بریلوی۔ ہندستان)

☆..... تیسرا دور: (ایشی تاتکاری کا دور)

پوفنر بری کیبلر (Prof.HenriBeckuerel) (1909-1885) فرانس

پوفیزارنیکوفرمی (Prof.Enrico Fermi) (1954-1901) اٹلی

البرٹ آئن سٹائن (Albert Einstein) (1955-1879) جرمنی

مادام کیوری (Marie Cure) (1934-1859) فرانس

پری کیوری (Peirre Cure) (1906-1859) فرانس

آٹوہان اور ستر سٹسمن (Ottoman&Strassmann) (1939) جرمنی

ڈاکٹر عبدالقدیر خان (Dr.Abdul Qadeer Khan) پاکستان

متذکرہ سائنسی ماہرین و مفکرین کی فہرست میں صرف دوناں جدا گانہ حیثیت

برطانیہ کے ایشی سائنسدان آگوہان اور سترسمان Ottohann and Strassmann نے 1939ء میں تجربات سے واضح کر کے ایشی اعزاز حاصل کر لیا۔

امریکی پروفیسر البرٹ کی ہولناک پیشین گوئی

پشنے کے انگریزی اخبار ایک پرلیس مورخہ 23 محرم 1338ھ جغری مطابق 18 اکتوبر 1919ء میں امریکہ کے ایک سائنس داں پروفیسر البرٹ کی جانب سے ایک ہولناک مضمون شائع ہوا کہ

17 دسمبر 1919ء کو عطا رارڈ، مرنخ، بزرگ، ہشتہری، ہائل، اور نیکون قرآن میں ہوں گے اور سورج ان چھ ستاروں کے مقابل میں آتا جائے گا اور یہ ستارے سورج کو اپنی قوت سے کھینچیں گے۔ ان ستاروں کی مقنایی ابھریں سورج میں ہر بڑے بھائے کی طرح سوراخ کر دیں گی۔ سورج کا یہ داغ 17 دسمبر کو ظاہر ہو گا جس کو ہر خاص دعا اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔

پروفیسر البرٹ نے پیشین گوئی کرتے ہوئے بیان کیا کہ سورج کا وہ داغ کہہ ہو ایں تزلزل ڈالے گا۔ طوفان، بجلیاں، بخت باش اور بڑے زلزلے ہوں گے زمین کی ہتھوں میں اپنی اصلی حالت پر آئے گی۔

اس دہشت ناک پیشگوئی کے شائع ہوتے ہی لوگوں میں تجنیب پھیل گئی۔ دوسرا قوموں کے ساتھ بعض ضعیف الایمان مسلمان بھی گھبرا گئے۔ شش الہدی کائن کے پرپل مولا نا سید ظفر الدین صاحب بہاری نے البرٹ کی پیشگوئی سے اعلیٰ حضرت علی الرحمکی جانب سے اس مضمون کا اعلان شائع ہوا کہ مسلمانوں پرے اعمال

حرث اگنیز پلاو آشکار ہوتے ہیں جنہیں جدید سائنسی پیشناوی آج حلیم کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔

متذکرہ قرآنی آیات سے یہ نکات آشکار ہوتے ہیں۔

(1).....ایک کو تو راجستا ہے یا پارہ پارہ کیا جاستا ہے (انٹ کا انشقاق Nuclear Fission)

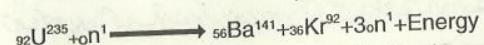
(2).....ایم کو جاہ کیا جاستا ہے (Annihilation of matter)

(3).....اس پروس کے نتیجے میں ایشی تو انی (Atomic energy) حاصل کی جاسکتی ہے۔

الغرض قرآن حکیم 1400 برس قبل ایم، نیکلیٹر فشن ایامک پیشناوی اور جو ہری پروگرام سے متعلق واضح ثابت ہی کرتے ہوئے غور و فکر کی دعوت دے رہا ہے۔

جدید سائنسی تحقیق کی رو سے اس ایشی عمل انشقاق کا عمل کچھ بول ہے کہ ایتم کے نیکھیں (Nucleus) پر جب نیوٹرون کی بمبادرہ منٹ کی جاتی ہے تو اس عمل

انشقاق کے نتیجے میں بیریم (Barium) اور کرپلان (Krypton) وجود میں آتے ہیں اور ایشی تو انی حاصل ہوتی ہے۔



یہ ایشی پروگرام کی بنیاد ہے قرآن مجید چودہ سو سال پہلے واضح کر رہا ہے ”ومزقہم کل ممزق (پارہ 22(19/34))“ اذمز قسم کل ممزق اتکم لفی خلق جدید“ (پارہ 22-7/34)۔

الحاصل قرآن مجید نے ایشی پروگرام سے متعلق نظریہ چودہ سو سال پہلے بیان فرمایا۔

اعلیٰ حضرت علی الرحمہ نے قرآنی ایشی تصور کا استنباط 1919ء میں واضح کیا

کے سب اپنے رب سے ڈر دے۔ 17 دسمبر کی بے اصل بے ہوہدین گئی کا خوف نہ کرو۔ البرٹ کی پیشین گوئی ایک باطل و دوہم سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی تم لوگوں کو اس کی طرف توجہ کرنا ہرگز جائز نہیں البرٹ نے پیشگوئی کی بنیاد کو اکب کے طول و مطابق رکھی ہے۔ جسے بیتِ چدیدہ میں طول بغرض مرکزیت شک کہتے ہیں اس میں چھ کواکب باہم 26 درجے 23 دقیقے کے فل میں ہوں گے مگر بغرض خوبی مطابق و مطورو اور قرآن مجید کے ارشادات سے مردود ہے نہ شک مرکز ہے نہ کواکب اس کے گرد متکر بلکہ زمین کا مرکز اُنل مراکز عالم اور سب کواکب اور خود شک اس کے گرد دائر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

والشمس والقمر بحسیان۔ سورج اور چاند کی چال حساب سے ہے۔
اور فرماتا ہے: والشمس تعجری بمستقر لها ذلک تقدیر العزیز العلیم۔
سورج چلتا ہے اپنے ایک ٹھہراؤ کے لئے یہ حکم ہے زبردست علم والے کا۔
اور فرماتا ہے: کل فی فذلک یسبحون۔

چاند اور سورج سب ایک گھر سے میں تیر ہے ہیں۔
اور فرماتا ہے: وسخر لكم الشمس والقمر دافین۔

اللہ نے سورج اور چاند تمہارے لئے محظی کئے کہ دونوں باقاعدہ چل رہے ہیں۔

1)..... یہ ہے طول بغرض مرکزیت شک کہتے ہیں حقیقت کو اکب کے اوسمائی مغلز بعد میں اول میں جیسا کہ واقع علم زیجات پر واضح ہے اور اوسمائی کو اکب کے حقیقت مقامات نہیں ہوتے بلکہ فرضی اور اعتبار حقیقتی کا ہے۔ 17 دسمبر 1919ء کو کواکب کا نقشہ یوں ہے۔ حقیقتی مقامات یہ ہوں گے۔

تقویم

دقیقہ	درجہ	برج	کوکب
15	11	اسد	پنجم
54	17	اسد	مشتری
39	11	سنبلہ	رُحل
10	9	میزان	مریخ
19	9	عقرب	زهرہ
30	3	قوس	عطارد
30	24	قوس	شم
26	28	لوو	پورنیس

ظاہر ہے کہ ان 6 کا باہمی فاصلہ 26 درجہ میں محدود نہیں بلکہ 112 درجے تک ہے تقویم نمکورہ بالا 17 دسمبر 1919ء کو تمام ہندوستان میں ریلوے وقت سے 1/1 بجے شام اور نیویاک بیز ممالک تکہ امریکہ کے درمیے حصوں میں 7 بجے چھ 25 اور لندن میں دوپہر کے 12 بجے ہو گی یہ فضلان کی تقویمات کا ہے۔ باہمی بعدان قلیل متفہ ہو گا کہ غرض کی قویں چھوٹی ہیں اس کے اختراج کی حاجت نہیں کہ کہاں 26 اور کہاں 112۔

(2)..... کیا ان سب کواکب نے آپس میں صلح کر کے آزار آفتاب پر اتفاق کر لیا ہے۔ یہ تو باطل محسن ہے بلکہ مسئلہ جاذبیت اگر صحیح ہے تو اس کا اثر سب پر ہے اور قریب تر ہے تو یہ تو اور ضعیف تر پڑ دیتے۔ 17 دسمبر 1919ء کو اوسمائی کو اکب کا نقشہ یوں ہے۔

کوکب

وسط

	دقيقہ	درجہ
20	129	مشتری
53	129	نپھان
42	142	زهرہ
50	153	عطارہ
17	154	مرنٹ
43	155	رحل
57	230	یورنیس

ستارے آپس ہی میں کٹ کر قابوں گے نہ آفتاب کے مقابل 6 رہیں گے نہ اس میں زخم پیدا ہوگا۔ حاصل گنتگو یہ ہے کہ البرٹ کی پیشگوئی محض باطل ہے غیب کاظم اللہ تعالیٰ کو بنے پھر اس کی عطا سے اس کے حبیب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ پرے خلق میں جو کچھ چاہے اور جب چاہے کرے۔ اگر اتفاقاً قاتیت اُنیٰ سے معاذ اللہ ان میں سے بعض یا فرض کچھ سب باقیں دفعہ ہو جائیں جب بھی پیشین گوئی تقطعاً یقیناً جھوٹی ہے کروہ جن اوضاع کو اکب پڑنی ہے وہ اصول محض بے اصل مغلوق ہوتی ہیں جن کا مہمل و بنے اڑھونا خود اسی اجتماع نے روشن کر دیا اگر جاذب ہیت صحیح ہے تو یہ اجتماع شچاہے اور اگر اجتماع قائم ہے تو جاذب ہیت کا اثر غلط ہے۔

(5)..... ان دلائل کے علاوہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے خود سائنس جدیدہ کے اصول سے البرٹ کی پیشگوئی کی دھیجان اڑا دی جیسا کہ اس کی تفصیل حیات اعلیٰ حضرت صحنہ نبر 973ء میں ہے اور جب 17 دسمبر کا دن بفضلِ تعالیٰ خیر و عافیت کے ساتھ گزر گیا۔ زمین میں نہ تو زلزلہ آیا اور نہ سورج میں کوئی رواخ ہوا تو دوسرا قوموں پر بھی واضح ہو گیا کہ البرٹ کی پیشگوئی باطل ہے اور غلط تھی۔

(6)..... حضرات مشائخ کرام میں 20 فی صد ایسے ہیں جو نقش مشائث یا مرلح مشہور قاعدہ سے بھرنا جانتے ہیں لیکن پوری چال سے نفوذ کی خانہ بردی کرنے پر تو شاید چار پانچ سو میں دو چار حضرات کو بغیر ہوگا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے خانہ گرد حضرت مولانا سید ظفر الدین صاحب بہاری علیہ الرحمہ کو ایک شاہ صاحب ملتے۔ جن کا ذیال تھا کفرن شکر کا علم صرف مجھ کو ہے۔ دوران گنتگو میں مولینا بہاری نے ان سے دریافت کیا کہ جناب نقش مرلح کتنے طریقے سے بھرتے ہیں۔ شاہ صاحب مذکورہ نے بڑے فخر یہ انداز میں جواب دیا کہ سولہ طریقے سے پھر انہوں نے مولینا بہاری سے پوچھا کہ آپ

ظاہر ہے کہ آفتاب ان سب سے ہماروں درجہ ہر ۱۶ ہے جب اتنے ہر ۱۶ پر ستاروں کی کچھ تان اس کا مندرجہ کرنے میں کامیاب ہوگی تو رحل کہ آفتاب سے نہایت صیری و تحریر ہے پانچ کی کشاش اور ادھر سے یورنیس کی مار مار یقیناً اس کو فنا کر دیے میں کافی ہوگی اور اس کے اعتبار سے اُن کا بھی فاصلہ بھی اور تک صرف 25 درجے۔

(3)..... مرنٹ رحل سے بہت چھوٹا ہے اور اس کے لحاظ سے فاصلہ اور بھی کم ہے یعنی فقط 1/2 درجے تو یہ چار تیل کر اسے پاش پاش کر دیں گے۔

(4)..... عطارہ درجہ میں چھوٹا ہے اور اس کے حساب سے باقی 13 ہی درجہ کے فاصلہ میں ہیں اور یہ درجہ 26 کا آدھا ہے تو یہ تین عظیم ہاتھی میں یورنیس اس چھوٹی کی چڑیا کے ریزہ ریزہ کر دیے کو بہت ہیں اور اگر یہ سب نہ ہوگا تو کیوں۔ حالانکہ آفتاب پر اثر ضرب شدید کا مقتضی نہیں ہے اور ہوگا تو غیشت ہے کہ آفتاب کی جان بھی وہ

کتنے طریقے سے بھرتے ہیں۔ مولیتا نے بتایا کہ الحمد للہ میں نقش مرلح کو گیارہ سو باہن
طریقے سے بھرتا ہوں شاہ صاحب سن کر جو حیرت ہو گئے اور پوچھا کہ مولیتا: آپ نے
فیں تکمیر کس سے سیکھا ہے۔ مولیتا بھاری نے فرمایا حضور پر فروعلی حضرت امام احمد رضا
سے۔ شاہ صاحب نے دریافت کیا کہ اور علی حضرت نقش مرلح کتنے طریقوں
سے بھرتے تھے۔ مولیتا بھاری نے جواب دیا وہ زیر اقتضان موصولة طریقے سے۔

7۔ علم ریاضی، ہدیت اور حجوم میں کمال کے ساتھ ساتھ علم تو قیمت میں اعلیٰ حضرت
علیہ الرحمہ کا کمال درجہ ایجاد میں تھا۔ فن تو قیمت میں علمے محتد میں کی کوئی مستقل
تصنیف نہیں ہے جب جمۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی، مولانا سید غلام محمد بھاری
مولانا حکیم سید عزیز غوث بریلوی اور مولانا سید ظفر الدین بھاری وغیرہ نے اعلیٰ
حضرت سے فن تو قیمت حاصل کرنا شروع کیا تو اس فن میں کوئی کتاب نہ ہونے کے
باعث اعلیٰ حضرت اس کے قادر بانی ارشاد فرماتے ہیں اور یہ حضرت ان کو لکھ لیتے
اور انہیں قواعد کے مطابق نصف النھار، طلوع غروب، صح صادق، خواہ کبری، عشا و اور
عصر کے اوقات نکالتے مولانا سید ظفر الدین بھاری نے اعلیٰ حضرت کے ان بتائے
ہوئے قواعد کو ایک کتاب میں جمع کیا اور اپنی طرف سے تشریح اور مثالوں کا اضافہ
کر کے الجواہر والیویت فی علم التوقيت۔ کے نام سے اس کو شائع بھی کر دیا ہے فن
تو قیمت میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے کمال کا یہ عالم تھا کہ سورج آج کب لٹک گا۔ اور
کس وقت ڈوبے گا اس کو بالا لکھ معلوم کر لیتے ستاروں کی معرفت اور دن کی چاندنی کی
شاخت پر اس قدر عبور تھا کہ رات میں تارہ اور دن میں سورج دیکھ کر گھری ملا لیا
کرتے اور وقت بالکل صحیح ہوتا ایک منٹ کا ہمیشہ فرق نہ پڑتا۔ مولوی برکات احمد بھی
بھتی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ بدایوں تشریف لے گئے حضرت۔

مولانا شاہ عبدالقادر بدایوی رحمۃ اللہ علیہ کے بیہاں مہمان تھے۔ مدرس قادریہ مسجد خرما
میں خود حضرت مولانا بدایوی امامت فرماتے جب فہر کی تکمیر شروع ہوئی تو حضرت
مولانا نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھا دیا۔ اعلیٰ
حضرت علیہ الرحمہ نے نماز میں قراءت اتنی طویل فرمائی کہ حضرت مولانا بدایوی کو بعد
سلام لگ کر اک آنکہ تو طلوع نہیں ہو گی۔ درمرے لوگ مسجد سے لکھ لکھ کر پورب
کی طرف تاکے گے۔ یہ حال دیکھ کر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ آنکہ
میں ابھی تین منٹ اڑتا لیں سیکنڈ باقی ہیں یعنی کرو لوگ خاموش ہو گئے۔

خلا کا واقع ہوتا ممکن ہے:

آئیے اب کھیں کہ خلا کے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کیا فرماتے
ہیں؟ واضح رہے کہ سائنسدانوں کے نزدیک زمین کے چاروں طرف ہوا کا غلاف
ہے جو قریب (45) بیناللہیں کوئی ستر کی بلندی تک ہے اور اس کے بعد غیر تناہی خلا
وائق ہے۔ اس تعلق سے جب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے دریافت کیا گیا کہ کیا خلا
ممکن ہے؟ تو آپ نے فرمایا:

”خلا بمعنی فضا تو واقع ہے۔ اور خلا بمعنی فضا نے خالی عن جمیع الایشاء موجود نہیں
لیکن ممکن ہے فلاسفہ حقیقی دلیلیں بیان کرتے ہیں جزو لا تجزی کہیں گے) اور خلا وغیرہ کے استعمال
سے چونا حصہ جس کی مزید تفصیلیں ہو سائے جزو لا تجزی کہیں گے) اور خلا وغیرہ کے استعمال
میں وہ سب مردود ہیں کوئی دلیل فلاسفہ ایسی نہیں جو ثبوت نہ سکے۔ فلاسفہ حقیقی
دلیلیں قائم کی ہیں وہ سب اتصال اجزاء کو باطل کرتی ہیں وہ جو دلیل کو باطل نہیں
کر سکتے۔ اور ترکیب جسم کیلئے اتصال ضروری نہیں دیوار جسم مرکب ہے اور اس کے
اجزاء متصل نہیں۔“

جوہر کی تعریف

بیہاں ہم سب سے پہلے مشہور سائنسدان جان ڈالن کا نظر یہ جوہر کے متعلق پیش کرتے ہیں وہ لکھتا ہے:

According to John Dalton's theory (1808) "an atom is a particle of matter which is small rigid spherical and indivisible.

جس کے مطابق کسی بھی مادے کے سب سے چھوٹے ہوں، کروی اور غیر منظم جزوں کو جوہر کہتے ہیں۔ اس پس مظہر کو گاہ میں رکھتے ہوئے اب اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں چڑھتے ہیں۔ جب آپ سے اس شعر:

نقشہ شاہ مدینہ صاف آتا ہے نظر

جب تصور میں جھاتے ہیں سرپا غوث کا

کامل طلب دریافت کیا گیا تو آپ نے اس کی خوشی کرتے ہوئے حضور اقدس ﷺ کے متعلق "جوہر حسن" کو کہتے پیارے انداز میں بیان فرمایا ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

اس کے معنی یہ ہیں کہ جمال غوثیت آئینہ ہے جمال اقدس کا۔ اس میں وہ شبیہہ مبارک دکھائی دے گی۔ (پھر فرمایا) امام حسن ﷺ کی مظلہ مبارک سر سے بیدن تک حضور اقدس ﷺ سے مشابہ تھی۔ اور حضرت امام حسین ﷺ کی بیدن سے ناخن پا تک، اور حضرت امام مهدی ﷺ سر سے پاؤں تک حضور اقدس ﷺ سے مشابہ ہوں گے (پھر فرمایا) اور یہ تو ظاہری ثابت ہے ورنہ فی الحقیقت وہ ذات اقدس تو شبیہ سے منہ و

پاک بنائی گئی ہے کوئی ان کے فضائل میں شریک نہیں۔ امام محمد بصیری رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ ہر وہ شریف میں عرض کرتے ہیں۔
ترجمہ:..... حضور ﷺ پسے تمام فضائل و محاسن میں شرکت سے پاک ہیں لہذا "جوہر حسن" آپ میں غیر منقسم ہے۔

اب ملاحظہ فرمائیں اعلیٰ حضرت امام عاشق و محبت نے "جوہر" کی تعریف کیا فرمائی ہے۔ الہامت کی اصطلاح میں جوہر اس جزو کو کہتے ہیں جس کی تقسیم عالی ہو یعنی حضور ﷺ کے حسن میں سے کسی کو حصہ نہیں ملا۔

زمین اور آسمان قیامت میں

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا ﷺ سے جب دریافت کیا گیا کہ یہ زمین قیامت کے روز دوسرا زمین سے بدل دی جائے گی؟
آپ نے ارشاد فرمایا:

"ہاں ان زمین و آسمان کا دوسرا زمین و آسمان سے بدلانا تو قرآن عظیم سے ثابت ہے ارشاد ہوتا ہے:

ترجمہ:..... جس دن بدل دی جائے گی۔ یہ زمین کے سوا اور آسمان اور لوگ سب کل کھڑے ہوں گے ایک اللہ کے سامنے جو سب پر غالب ہے۔

"مگر آسمان کیلئے یہ نہیں معلوم کہ وہ آسمان کا ہے کہ ہوگا ہاں زمین کے بارے میں صحیح حدیث آتی ہے۔ جس میں ہے کہ آفات قیامت کے دن سو ایک پر آ جائے گا۔ صحابی جو اس کے راوی ہیں فرماتے ہیں مجھے نہیں معلوم کہ میں سے مراد میں مسافت ہے یا میں سرمه (پھر فرمایا) اگر میں مسافت ہی مراد ہے تو بھی کتنا فاصلہ ہے آفات

چار ہزار برس کے فاصلہ پر ہے اور پھر اس طرف پیوئے کئے ہیں اس روز سو ایک پر ہوگا اور اس طرف منہ کئے ہوگا اور اس روز کی گرمی کا کیا پوچھنا اسی حدیث میں ہے کہ زمین لوہے کی کردی جائے گی پھر فرمایا اور جنت میں چاندی کی زمین ہو جائے گی اور یہ زمین و سوت کیا رکھتی ہے ان تمام انسانوں اور جانوروں کے لئے جو روز اول سے روز آٹھ تک پیدا ہوئے ہوں گے حدیث میں ہے کہ جن بڑھائے گا زمین کو جھر ج روئی بڑھائی جاتی ہے اس وقت کردی شکل پر ہے اس نے اس کی گولائی اور ہر کی اشیاء کو حائل ہے اور اس وقت ایسی ہموار کردی جائے گی کہ اگر ایک دانہ خشائش کا اس کنارے پر پڑا تو اس کنارہ زمین سے دکھائی دے گا حدیث میں ہے کہ دیکھنے والا ان سب کو دیکھے گا اور سنانے والا ان سب کو سنائے گا۔

پھر لوگوں نے اعلیٰ حضرت علی الرحمتے دریافت کیا کہ یہ صحیح ہے کہ یہ زمین جنت کی شکر بہادی جائے گی اس سوال پر اعلیٰ حضرت علی الرحمتے ارشاد فرمایا "میں نہ دیکھا (مطالعہ میں نہ آیا) بہاں تو یہ ہے کہ مجھ کرہ عرصات میں اگری شدت کی ہوگی۔ پیاس بہت ہوگی اور دن طویل ہوگا اور بھوک کی تکلیف ہمی ہوگی۔ اس نے مسلمان کے لئے زمین میں روئی کے ہو جائے گی کہ اسے پاؤں کے نیچے سے توڑئے گا اور کھائے گا۔"

یہاں تک تو یہ نے اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضاؑ کے نظریات جو سائنس کی ایک اہم شاخ علم غذیات سے متعلق ہیں اس کا مطالعہ کیا ہے کہ اسلامی عقائد و نظریات کے تابع ہے۔ آئیے اب علم خوم پر اعلیٰ حضرت علی الرحمتے ایک زبردست تحقیق تاریخ کے حوالے سے ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت آدمؑ سے قمل زمین پر کی تو مگا و جو دخیل؟

اعلیٰ حضرت امام احمد رضاؑ کی بارگاہ میں ایک مرتبہ صدر کے بیناروں کا تذکرہ

ہوا۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ ان بیناروں کی تعمیر حضرت آدمؑ علی بنی اسرائیل اصلہ دالام سے چودہ ہزار برس پہلے ہوئی فوحؑ کی امت پر جس روز عذاب طوفان نازل ہوا ہے پہلی رجب تھی۔ بارش بھی ہو رہی تھی اور زمین سے بھی پانی اعلیٰ رہا تھا۔ بکرم رب العالمین حضرت فوحؑ نے ایک کشتی تیار فرمائی جو 10 رجب کو تیرنے لگی۔ اس کشتی پر ایسی آدمی سوار تھے۔ جن میں دو نبی تھے۔ (حضرت آدمؑ و حضرت فوحؑ علیہما السلام) حضرت فوحؑ نے اس کشتی پر حضرت آدمؑ کا تابوت رکھ لیا تھا اور اسکے ایک جانب مردا و دوسرا جانب عورتوں کو بھایا تھا۔ پانی اس پہاڑ سے جو سب سے بلند تھا 30 ہاتھ اونچا ہو گیا تھا دو سو یون محرم کو چھ ماہ کے بعد غیبت مبارکہ جو دیوبند پر ٹھہر۔ سب لوگ پہاڑ سے اترے اور پہلا شہر جو بسا یا اس کا شوق المذاہ نام رکھا یا تی جبل نہ بادن کے قریب تصل مصل واقع ہے۔ اس طوفان میں دو مغارتیں مثل گنبد بینار کے باقی رہ گئی تھیں کچھ قصان شپکچا اس وقت روئے زمین پر سوائے ان کے اور مغارت تھیں۔

امیر المؤمنین حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ اکرمؑ سے انہیں عمارتوں کی نسبت متفق ہے۔ ترجمہ:...یعنی دونوں عمارتیں اس وقت بنائی گئیں جب ستارہ نمرنے بر ج سلطان میں تھویل کی تھی۔ نسد و ستارے میں نسرواقع اور نسر طہرا اور جب مطلق بولتے ہیں تو اس سے نسرواقع مراد ہوتا ہے ان کے دروازے پر گدھ کی تصویر ہے اور اس کے پچ میں گلکچہ جس سے تاریخ تعمیر کی طرف اشارہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب نسرواقع بر ج سلطان میں آیا اس وقت یہ مغارت بنی جس کے حساب سے بادہ ہزار پچ سو چالیس سال ساڑھے آٹھ مینے ہوتے ہیں کہ ستارہ چونٹھ برس قمری سات مینے ستائیں دن میں ایک دو رجے طے کرتا ہے اور اب بر ج جدی کے سوابیوں درجہ میں ہے تو

جب سے چھ برج ساڑھے پندرہ درجہ طے کرتا ہے اور اب برج جدی کے سلسلہ میں درجہ میں ہے تو جب سے چھ برج ساڑھے پندرہ درجہ سے زائد طے کر لیا گیا تو حضرت آدم ﷺ کی تحقیق سے بھی تقریباً پونے چھ ہزار برس پہلے کے بنے ہوئے ہیں کہ ان کی آفریش کو سات ہزار برس سے پہلے زادہ ہوتے۔ لا جرم یہ قوم ہن کی تعمیر ہے کہ پیدائش آدم ﷺ سے پہلے سامنہ ہزار برس زمین پر ہو چکی تھی۔

اللہ اکبر یا ہے اعلیٰ حضرت کی علم خوب، علم ہمارا نہ اور علم ہندس پر مضبوط گرفت کی ایک چھوٹی کی مثال، محمد دین امام احمد رضا ﷺ نے اپنی مکرہ الار تصنیف "فوہبین در در حرکت زمین" میں گلیلو کے گرنے والے اجرام کے اصول (Law of Falling Bodies) کشش ثقل کے اصول (Law of Gravitation) کا رد کیا ہے۔

الہ اکبر کی ہے ارشیدیں کے اصول (کہ پانی میں اشیا کے وزن میں ہٹائے ہوئے پانی کے پلٹر کی ہو جاتی ہے) کی تائید کی ہے اسی طرح اس کتاب میں اعلیٰ حضرت نے مدد و زر کی تفصیلات پر بہت طویل بحث کی ہے دیگر سیاروں اور جسم کی اوزان میں کوئی وہ مشی پر تبصرہ کیا ہے Centrifugal (مرکز گردی یا دافع من المركب) کے اصول پر کلام کیا ہے۔ علاوه ازیں سمندر کی گہرائی زمین کے قطر، مختلف سیاروں کے اہم فاصلے، مختلف مادوں کی کشافت سنتی (Relative Densities) ہواؤ کے دباؤ، پرسائنسی دبوے کی تفصیلات اور اعداد و شمار سے نہ صرف واقع نظر آتے ہیں بلکہ اپنے دلائل کے ثبوت میں ان اعداد و شمار کا استعمال بھی کیا ہے۔

زمین و آسمان کا فاصلہ:

اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں سوال کیا گیا کہ زمین و آسمان کا فاصلہ کتنا ہو گا؟ آپ

نے ارشاد فرمایا: "وَاللَّهُ أَعْلَمْ" سب سے قریب تر ثابتہ جو نہ گیا ہے وہ نوارب انتیں کروز میل ہے۔ آپ مرید فرماتے ہیں کہ زمین سے سدراة انتیں تک پچاس ہزار برس کی راہ ہے۔ اس سے آگے مستوی۔ اس کا بعد (یعنی دوری) اللہ جانے پھر اس کے آگے عرش کے ستر ہزار جگاب ہیں۔ ہر جگاب سے دوسرے جواب تک پانچ سو برس کا فاصلہ ہے اور اس سے آگے عرش، اور ان تمام و معقول میں فرشتے بھرے ہیں۔ حدیث میں ہے آسمانوں میں چار انگلی جگہیں جہاں فرشتے نے سمجھے پیشانی نہ رکھی ہو۔ فرمائیے کس قدر فرشتے ہیں۔ وما یعلم جنود بک الا ہو اور تیرے رب کے لکھ کروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔"

درج بالا میان سے یہ تو معلوم ہوتی گیا کہ زمین سے عرش کے درمیان فاصلہ کتنا ہے؟ کہ سب سے پہلا لفکٹ ثابتہ (آسمان) نوارب انتیں کروز میل اس کے بعد سدراة انتیں پھر مستوی، پھر ستر ہزار جگابات اور پھر عرش ہے اب آبیے کے کمی کے مقابل اعلیٰ حضرت امام احمد رضا ﷺ کا بیان ملاحظہ فرمائیں جیسے پڑھ کر ایک مومن کی روح جہاں تر پاٹھتی ہے وہیں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی وسعت مطالعہ کا اعتراف بھی کرنا پڑتا ہے۔

کرسی کی کیا صورت ہے؟

اس ضمن میں اعلیٰ امام احمد رضا محدث بریلوی ﷺ فرماتے ہیں کہ کرسی کی صورت حال شروع و حدیث نے کچھ ارشاد فرمائی۔ فلا غر کہتے ہیں کہ وہ آسمان آسمان ہے (جو) ساتوں آسمانوں کو جیتے ہے تمام کو اکب ثابتہ اسی میں یہیں مگر شرح نے یہ نہ فرمایا اسی طرح عرش کو جہاں فال افسوس کہتے ہیں کہ نہ آسمان ہے اور اس کو "فلک الاطلس" کہتے ہیں۔

یہاں اعلیٰ حضرت امام محمد رضا علیہ السلام کے قلب مبارک کی وسعت بیان کرتے ہیں کہ جس طبق اپنی دو قدم میدان ہو کرتا حدود میدان کے علاوہ چاروں طرف پھر ہے تو اس میں ایک چھلا (گھونٹ) پڑا ہو تو اس چھلکی میدان سے کوئی نسبت نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح عرش، کرسی، زمین، آسمان، ان تمام کی وسعت، حضور اکرم علیہ السلام کے قلب مبارک کی وسعت کے آگے ایک چھلکی (گھونٹ) کے مانند ہے جو لق و دوق میدان میں پڑا ہو۔ اور وسعت قلب سے مراد وسعت علم و نظر ہے۔

آسمان کہاں ہے؟

ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ کیا دور بین سے آسمان نظر آتا ہے یا نہیں؟ آپ نے جواب ارشاد فرمایا:

”ہم اپنی آنکھوں سے تو دیکھ رہے ہیں کیا دور بین لگانے سے انداختا ہے کہ بغیر دور بین کے دیکھتے ہیں اور دور بین سے بھائی نہ دے۔ ہمارا یہاں ہے کہ ہم جس کو دیکھ رہے ہیں یہی آسمان ہے۔“

ترجمہ:کیا انہوں نے اپنے اور آسمان کنہیں دیکھا ہم نے اس کو کیا بنایا اور ہم نے اس کو کسی نہیں دی۔ اور اس میں کوئی شکاف نہیں اور ہم نے اسے خوبصورت بنایا دیکھنے والوں کے واسطے کیا وہ آسمان کنہیں دیکھتے کہما بلند بنایا گیا، فلاسرہ کی میں کہتے تھے کہ جو نظر آتا ہے یہ آسمان نہیں آسمان شفاف بے لون ہے (پھر فرمایا) اس سے برا کذاب (جھوٹا) کون جس کی تکذیب قرآن کرے آپ مزید فرماتے ہیں کہ بخات منحصر ہے اس بات پر کہ ایک عقیدہ اہل مت و جماعت کا ایسا ہو کہ آسمان و زمین میں جائیں اور نہ ملے پھر اس کے ساتھ ہر وقت خوف لگا ہو علاوہ

یہ کہ اس میں کوئی کوب نہیں۔ مگر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمام آسمان و زمین کو محیط ہے اور اس میں پائے ہیں یا قوت کے۔ اس وقت تو چار فرشتے اٹھائیں گے۔ اور یہ قرآن عظیم سے ثابت ہے۔ ویحمل عرش رب فوقهم یو متنہ مہمیتی ”او راخائیں گے تیرے رب کے عرش کو اپنے اوپر اس دن آٹھ فرشتے“۔ اور ان فرشتوں کے پاؤں سے زانوںک پانچ سورس کی راہ کا فاصلہ ہے۔ آپ نے الکری کو اس وجہ سے آپ نے الکری کہتے ہیں کہ اس میں کری کا ذکر ہے۔ وسع کر سیہ السموات والارض اس کی کری آسمان و زمین کی وسعت رکھتی ہے۔

ای محن میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں آسمان ہی کی وسعت خیال میں نہیں آتی۔ حق کا آسمان (چوتھا) جس میں آفتاب ہے ایس کا نصف قطرہ وہ کروڑ میں لاکھیں ہے۔ پانچوں اس سے بڑا۔ پانچوں کا ایک چھوٹا پورہ ہے تدویر کہتے ہیں وہ آفتاب کے آسمان سے (چوتھے آسمان سے) بڑا ہے پھر بھی نسبت پانچوں کو کھٹے کے ساتھ ہے اور اس کو ساقویں کے ساتھ اور چھٹی حدیث میں آیا ہے کہ رب کری کے سامنے ایسا ہے کہ ایک لق و دوق میدان میں جس کا کنارہ نظر نہیں آتا ایک چھلا پڑا ہوا۔ اور ان سب عرش و کرسی اور زمین و آسمان کی وسعت ایسی ہی ہے عظمت قلب مبارک سید عالم علیہ السلام کے سامنے اور قلب مبارک کی عظمت کو کوئی نسبت ہی نہیں ہو سکتی، عظمت عزت علیہ السلام سے یہ غیر متناہی وہ متناہی اور متناہی کو غیر سے نسبت محال سیدی شریف عبدالعزیز علیہ السلام فرماتے ہیں ساتوں آسمان اور ساقوں زمینیں میں کامل کی وسعت نہ ہے میں ایسے ہیں جیسے کی تی دو قدم میدان میں ایک چھلا پڑا ہو۔ اللہ اکبر جب غلاموں کی پیشان ہے تو عظمت مصطفیٰ علیہ السلام کیا کیا ہو گا؟

کرام فرماتے ہیں کہ جس کو سب ایمان کا خوف نہ ہو مرتبے وقت اسکا ایمان سب ہو جائے گا۔

دوازدھہ وینا

آئیے اب عرف عام میں شے دنیا کہا جاتا ہے اس کی وسعت کے متعلق جانے کیلئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رض کی بارگاہ میں چلیں آپ سے جب دریافت کیا گیا کہ دوازدھہ دنیا کہاں تک ہے؟ تو آپ نے وہ جواب عنایت فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے علم غائب نہ مانے والوں کی عقلیں بھی حیران ہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ”ساقوں آسان، ساقوں زمین دنیا ہے اور ان سے دارسرہ لشتنی، عرش و کرسی، دار لشتنی، عرش و کرسی، دار آخرت ہے۔“ اس میں آپ نے فرمایا کہ دار دنیا شہادت (ظاهر) ہے اور دار آخرت غیب (پوشیدہ) غیب کے کہیوں کو مقامیت اور شہادت کی کہیوں کو مقابیل کہتے ہیں۔ قرآن عظیم میں ارشاد ہوتا ہے، وعندہ مقامات الغیب لا یعلمها الا ہو ”اللہ کے پاس ہیں غیب کی مقامات“ (تجیاں) ان کو خدا کے سوا اُنی (بدات خود، نہیں جانتا)۔ اور دوسرا بیکار فرمایا: لہ مقابیل السموات والارض ”خداتی کیلئے ہیں مقابیل (تجیاں) آسان و زمین کی“۔ اور مقامات کا اول حرف میم (م) و حرف آخر (ح) اور مقابیل کا اول حرف میم (م) و حرف آخر (د) وال، انہیں مرکب کرنے سے نام اقدس ظاہر ہوتا ہے، (م+ح+م+د=محمد)۔ اس سے یا تو اس طرف اشارہ ہوتا ہے کہ غائب و شہادت کی کجیاں سب دیدی گئی ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی شے ان کے حکم سے باہر نہیں۔

دو جہان کی بہتر یاں نہیں کہ امامی دل و جان نہیں
کو کیا ہے وہ جو بیان نہیں گرا ک نہیں کہ وہاں نہیں

اور یا اس طرف اشارہ ہو سکتا ہے مقامیت و مقابیلہ غائب و شہادت سب جھرہ خفا یا عدم میں متفق تھیں۔ وہ مقامیت یا مغلہ، جس سے ان کا مقابلہ کھولا گیا اور مسیدان ظہور میں لایا گیا وہ ذات اقدس ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کا اگر یہ تعریف نہ لاتے تو سب اسی طرح مقابلہ جھرہ خفا میں رہتے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہو تو کچھ نہ ہو
جان، میں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

شے اقل درجہ کی تحقیق

جہاں تک ممکن ہو اعلیٰ حضرت اس امری تحقیق فرماتے ہیں کہ سی حالت، کی عمل یا اس کے رکن کا اقل (کم از کم) درج کیا ہے اور وہ عمل یا رکن اپنے لوازمات کے ساتھ اس اقل درجہ میں کیسے ادا ہوتا ہے۔
اس میں ہم فتاویٰ رضویہ سے چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔

(۱)..... عالم کے اقل درجہ کے بارے میں فرماتے ہیں ”عالم کی تعریف یہ ہے کہ وہ عقائد سے پورے طور پر آگاہ ہو اور مستقل ہو اور اپنی ضروریات کو کتاب سے نکال سکے بغیر کسی مدد کے“

(۲)..... کوئی اور بعدے کی اپنی اقل درجہ میں ادا نہیں کی اور اس کے لوازم کے بارے میں فرماتے ہیں۔ ”جس پر قضا نمازیں کثرت سے ہوں وہ آسانی کے لئے یوں بھی ادا کر لے جائز ہے۔

ہر کوئی اور بعدہ میں میں تین تین بار بیان ربی العظیم، بیان ربی الاعلیٰ کی جگہ صرف ایک ایک بار کہہ لے، مگر یہ بھیسہ ہر طرح کی نمازیں یاد رکھنا چاہیے کہ جب آدمی

روکع میں پورا پہنچ جائے اس وقت بیجان کی میں شروع کرے اور جب عظیم کامیم فرم کرے اس وقت روکع سے سراخاۓ اسی طرح بجہہ میں (کرے)

(۳)..... حنفی مہر کا اقل درجہ اور نام (یدر، نام) مہر چاندی = ایک دینار شرعی (فتاویٰ رضویہ جلد چشم، حصہ چہارم)

= ۳۱ گرام چاندی تقریباً

در بارہ مہر ہر یہیں کہ اکثر کے لئے حدیث جتنا بندھے۔

مہر توں زہر ا= ۳۰۰ محتقال چاندی = اکتوبر ۵ گرام چاندی (تقریباً)

اکثر ازاد اونٹ مطہرات کا مہر = ۵۵ درہم یعنی اکتوبر ۳ گرام سے زائد مقام۔

مہر حضرت ام حبیب = ۳۰۰ درہم یعنی ۲۱ کلو ۲۳۸ گرام چاندی (تقریباً) (دوش سے ایک روایت)

(۴)..... داڑھی کی اقل لمبائی۔ شوڑی کے چیخے اونگل۔ تقریباً ۲۲، یہ سنتی گریڈ میٹر۔

(فتاویٰ رضویہ جلد چشم)

(۵)..... عمامہ کی اقل لمبائی۔ ۵ ہاتھ مساوی ہے سر کے گرد ڈھانی چیخے تقریباً ۲۶ میٹر۔ (فتاویٰ رضویہ جلد درہم، بکل)

(۶)..... نماز جاہ کی تین صفح کرنے کی فضیلت کے جواب میں ایک ترکیب درختار کبیری میں یہ لکھی گئی ہے کہ پہلی صفح میں تین دوسری میں دو اور تیسرا میں ایک آدمی کھڑا ہو۔ اس سوال کے جواب میں کہ دو دو کر کے تین صیفیں کیوں نہ کر لیں آپ ارشاد فرماتے ہیں۔

”اقل درجہ صفح کامل کا تین آدمی ہیں۔ اس واسطے صفح اول کی تجوییں کر لی گئی اور اس کی دلیل یہ ہے کہ امام کے برابر دو آدمیوں کا کھڑا ہونا مکروہ ترتیبی اور تین کا

مکروہ تحریکی کیونکہ صفح کامل ہو گئی اور اس صورت میں امام کا صفح میں کھڑا ہوتا ہو گیا۔ (احکام شریعت صفحہ ۱۳)

پھر آخری صفح میں ایک آدمی کے کھڑا ہونے کے جواز میں آپ فرماتے ہیں ”اور چون وقت نماز میں بھی بعض صورتوں میں تھا صفح میں کھڑا ہونا جائز ہے مثلاً وہ مردا در ایک عورت (کی صورت ہو) تو عورت پہلی صفح میں تھا کھڑی ہو گی۔ (احکام شریعت)

ناب اور تول کے شرعی پیمانے

اماں احمد رضا علی احرار نے ناب تول کے شرعی پیمانوں کا لحاظ اور ماشے کے ساتھ تعلق دے کر اپنے فتاویٰ میں متفرق مقامات پر بیوں تحریر فرمائی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم)

(۱) ناب کے پیمانے.....:

ایک گز شرعی (ذراع کر باس یا ذراع عام)= اہاتھ = ۸ گز = ۱۸ انچ = ۴۵.۷۲ سینٹی میٹر۔ گز = ۱۱۳ اونگل، ۱ اونگل = ۱۳۰.۳ اونچ = ۹۰۵ اینٹی میٹر۔

(۲) توں اوزن کے پیمانے اور سکے.....:

ایک صارع = ۳ معد (یا ۳ شرعی نس) = 150 گرام (فتاویٰ رضویہ جلد اول جدید) شرعی سکے بلحاظ وزن اور قیمت (فتاویٰ رضویہ جلد چشم)

ایک دینار شرعی = ایک محتقال سونا (بلحاظ وزن) = ۲/۱۴۱ ماشے سونا

ایک دینار شرعی = 10 درہم (بلحاظ قیمت)

ایک درہم شرعی = 0.0618 گرام چاندی اس طرح ایک دینار شرعی = 2 تو لے ۷-۱/۲ ماشے بھر چاندی۔ (فتاویٰ رضویہ جلد چشم (جدید))

ایک او قیم = 40 درہم (فتاویٰ رضویہ جلد چشم (قدم))

= 10-1/2 تو لے چاندی (بلحاظ قیمت)

ایک اوپری = 10-1/2 تو لے 122.472 گرام (بلحاظ وزن) و مسجد

(فنازی رضویہ جلدی چشم حصہ چارم)

7 مشقال = 10 درہم یہ وزن سبعد کھلاتا ہے جیسے فی المختار کل عشرہ درہم وزن
سبعد مشقل زمان اقدس رسالت ماب پس میں ایک دینار (یعنی ۲۰:۳) یا ایک مشقال
یا ۳۷۴ میٹر۔اس طرح ایک مشقال و نا۔ ۷ مشقال چاندی (بلحاظ قیمت) اور یہی وزن سبعد
ہے یعنی عہد رسالت پناہی میں ۲۰:۳۷۴ گرام سونا بلحاظ قیمت ۳۰:۱۸ گرام چاندی
کے برابر تھا۔ بعد میں سلطان اسلام کے دینار کوئی میہن نہیں رہے بختف ہو گئے۔چاندی سونے کا انصاب برائے زکوٰۃ: چاندی کا انصاب ۲۰:۳ درہم ۵۲:۳ تو لے
چاندی ۱۱:۳۶ گرام چاندی سونے کا انصاب ۲۰:۷ مشقال و نا۔ ۷ گرام سونا
اب ہم امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے ان فتاویٰ میں سے چند کا ذکر کریں گے جن میں
انہوں نے علم ریاضی کا استعمال کیا ہے۔ حوض کبیر یا گول حوض کا درہ مسلک میں کوئی
یا گول حوض کا درہ لکھتے ہاتھ ہونا چاہیے کہ وہ درہ ہو، فیما اسلام امام احمد رضا علیہ الرحمہ
اپنے رسالت "انہیں انہیں فی الماء المسعد یہ" میں فرماتے ہیں: "اس میں چار قول ہیں ہر
ایک بجائے خود جو رکھتا ہے اور حقیقت جدائے"اول: ۳۷۸: ہاتھ، دوم: ۳۶: ہاتھ، سوم: ۳۴: ہاتھ اور چہارم: ۳۶: ہاتھ ان کی تحقیق
انہیں کے مطابق اس کا درہ تقریباً ساڑھے پیشیں ہاتھ ہونا چاہیے۔ تین درجہ اعشاریہ
تک ان کی تحقیق کی رو سے دور۔ ۳۵: ہاتھ اور قطر۔ ۳۶: ہاتھ

یاد رہے کہ ایک ساتھ ذراع عامد سے ڈیڑھٹ کے برابر ہوتا ہے اور ایک انگل

لپاں انجکے برابر۔ پس دور۔ ۵، ۳۵، ۳۹، ۵، افٹ

۲۰:۲۷ میٹر اور قطر۔ ۲۸۲: ہاتھ ۲۸۳: ہاتھ ۲۸۴: ہاتھ ۲۸۵: ہاتھ ۲۸۶: ہاتھ
 اگر قدر و محیط و مساحت کو علی التوالي ق ط م اور ق۔ ط۔ م۔ فرض کریں تو جو
 فارمولے آپ نے اپنے رسالتہ بخوبی بالا میں استعمال کئے ہیں درج ذیل ہیں:

$$\text{1) } \frac{1}{4} \cdot \text{ق} \cdot \text{ط} = \text{م} \quad \text{یعنی } \frac{1}{4}(2r)^2 = M \quad \text{یعنی } r^2 = M \quad \text{م جو دائرے کا نصف قطر ہے۔}$$

2) م ق = ط ("پائی" یعنی م) ہے آپ مقدار محیط با جائزے قدر یہ کہتے ہیں
 کی اختصاریہ میں قیمت کے بارے میں آپ کا یاد رکھنے کی وجہ سے اپ کے خاص معیار
 اعلیٰ رفتہ کا مظہر ہے۔
 "اظہر کا محیط سے 7/22 ہونا حساب میں بہرہن نہیں ہے بلکہ اب تک ان
 دونوں میں تحقیق نہیں بھی معلوم نہ ہو گی ہے۔"

آپ نے اپنی تحریرات ہندیہ میں ثابت کیا ہے کہ دائرة محیط جس مقدار سے
 360 درجے ہے اس دائرة کا قطر اسی مقدار سے 114 درجے (Degree)
 35 دینیت (Minutes) 29 ثانیے (Seconds) 36 ثانیے (Thirds) اور
 45 رابعہ (Fourths) ہے جو دراصل 2 (radian) کی قیمت ہے۔ اسی سے آپ
 نے "پائی" کی قیمت 3.14159265 کو معلوم کی۔ عام سائنسک کیلکولیٹر یہ سات
 درجہ اعشاریہ تک دیتے اور استعمال کرتے ہیں۔ آپ نے یہ قیمت آٹھ درجہ اعشاریہ
 تک صحیح دی اور حسابی عمل میں استعمال فرمائی۔ آپ کی Calculation میں
 موجودہ Scientific calculator سے دی گئی محنت کی مدد سے زیادہ حد تک
 محنت Accuracy پائی جاتی ہے۔ آپ نے شریعت میں علم ریاضی اور علم بیت سے

متعلق سائل کے حل میں ریاضی کی اس وقت کی جدید شاخ لوگاریتم سے کام کیا اور حسابی عمل میں سات ہندی لوگاریٹی (لوگاریٹی) چدول استعمال کئے۔ زیر نظر مسئلہ دور سے متعلق آپ اپنی ڈینی جدولوں سے تصریفات کر کے اسی رسالے "النهی فی الماء المستدیر" میں وجدول میں دیئے ہیں ایک سادہ دوسرا بذیلی لوگاریتم (لوگاریتم) جن کی مدد سے ڈیگر رکھنے والے ناقص فن، بھی یہ مسائل معمولی عمل سے خود حل کر سکتے تھے۔ ان جدول میں سات، آٹھ درج اعشار یہ تک حسابی عمل کا پھیلاوان کے معیار تحقیق کا عکاس ہے۔ آپ 20 دین صدی عیسوی کے Man of the century تھے۔ آپ کام کے مزاج سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نے اس معیار پر تحقیق کی جو اس صدی کا تقاضا ہے۔

امام احمد رضا علی ارجمند اس پر قلم طراز میں:
 رضوی چلدوں (جدید) میں محلہ بالارسالت کی صورت میں پورے 28 صفحات پر پھیلا ہوا ہے بلکہ اس جگہ نتکم بھی رسمی حامل کی جو یا تو کوئی کوئی کے وجود کا باعث ہوئی۔
 اتوال الحکم کا احترام ملاحظہ ہو کر جو، کندہ اور خیال نکل رسائی حامل کرنے کے بعد ہمارے لئے معیار قائم کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: "اسی طرح علماء کے کلام کو سمجھنا چاہیے"۔

اس فقرے سے قلم جو عرق دریزی آپ نے فرمائی وہ قاتل طالع ہے اس رسالے میں ہوادی بخلاف تم پیش کی طرز بھی حسب ذوق امام احمد رضا علی الرحمہماںی داشت ہے۔
 ہم صرف قول چارام پر توجہ کوڑ کریں گے۔ روایات میں ہے:
 (3)....."ان کا قول کے مدور میں چھتیں یعنی اس کا دور چھتیں گز ہو اور اس کا قفتر گیارہ گز اور ایک سو اور اس کی مساحت یہ ہے کہ نصف قفتر یعنی سائز ہے پانچ کو اوار

دوسیں کو نصف دور میں ضرب دی جائے گی اور یہ اخمارہ ہے تو کل سو ہاتھ اور چار چار ذرائع ہو گا۔

اس پر تبصرہ اور بعد کی ساری تحریر بھی عربی زبان میں ہے حالانکہ سوال اردو میں ہی ہے اور جواب کا پھر ا حصہ بصورت حکم شرعی سائل کے لئے اور دو میں ہی ہے۔ گواب مخاطب متعلق سائل نہیں۔ تو پیغمبر سالہ کی امتحانات جامِ الرموز، رواجماحا اور گیگ حوالہ دی گئی تساںوں کی متعلقہ عبارات پران کی اپنی زبانی عربی میں غالباً عالی سطح پر فکر و تدریب اور شرعی ریکارڈ ورست رکھنے کے فرض کفایکی اداگی کی غرض سے پیش کی گئی ہے۔ روایات کے درج بالا اقتباس کے مطابق۔

دور ۳۲-۳۳ ذرائع (گز) اور قطر ۵، ۶۔ اذرائع (گز)

امام احمد رضا علی ارجمند اس پر قلم طراز میں:

(ت) "اولاً جس کا دور ۳۲-۳۳ ہواں کا قفتر اذرائع پر ایک ذرائع پر ایک ذرائع کا صرف پانچواں حصہ زائد ہو گا بلکہ آدھے ذرائع کے قریب زائد ہو گا۔ ثانیاً اگر مذکورہ قطر پر عمل کیا جائے تو سطح ۹۸،۰۵۲ ہاتھ رہ جائے گی تو اس طرح (سو ہاتھ سے قدر) بیاڑی مہاتھ کم ہو گی۔

خلاصہ یہ ہے کہ اگر دور لیا جائے تو مطابق پر تین ہاتھ زائد ہو گا اور اگر قفتر لیا جائے تو اس سے ڈیڑھ ہاتھ کم ہو گا۔ اگر ان دونوں (یعنی قطر اور دور) میں تمحیک کا ارادہ کیا جائے تو تمکن نہ ہو گا۔

آگے ان برائین پر سوال پانچ کرتے ہیں جو ان اعداد و شمار کے حق میں دی گئی ہیں، کہیں قلم کی سبقت کی شاندی کرتے ہیں اور کہیں دور خطا (Circular error) ہونے کی۔ قول اول اور قول دوم میں ده درجہ جوش ہی دائرہ کے اندر واقع ہو جاتا ہے

اور قولِ موم کی ایسی کوئی توجیہ نہیں۔ ۳۶ والے قولِ درود کی صاحت بینی ۱۰۰ مرلے ہاتھ سے برابری پر انحصار کیا گیا ہے جنے ظہیری ملقط اور ذخیرہ میں صحیح قرار دیا گیا ہے۔
۳۶ ہاتھ دور و والے قول میں سراج و شربالیہ کے خیال میں صاحت سو ہاتھ سے بقدر ۱۹ انگل زائد ہے حالانکہ واقع میں یہ صاحت تن ہاتھ سے بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے۔
امام احمد رضا علیہ الرحمہ ۳۶ والے تقریبی عدد ۴۴۹ کی صورت میں تحقیق کے قریب ترین لے آئے ہیں۔ جن سے آگے جانا انصابی دلچسپی کا حال ہو سکتا ہے، عملی اہمیت کا نہیں۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے تحقیق کردہ درویختی ۳۵، ۳۹ ہاتھ سے صاحت ۰۰۱۶
۱۰۰ ہاتھ تھی ہے جو درود سے فقط ۲۲۵ ۱۰۰۰۰ ۱۰۲۵ ہاتھ زائد ہے جب کہ ایک انگل کے وزن کے پیکیوں حصے سے بھی کم ہے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی تحقیق کپیوٹر درود کے معیار پر لاریب صورت میں پوری اترتی ہے۔

صاع کے وزن کی تحقیق.....

صدقہ فطریاً فطران، فدیہ صوم و صلوٰۃ، کفارہ قسم وغیرہ کے سلسلے میں شریعت مطہرہ میں ایک بیانے کا حوالہ آتا ہے ہے صاع کہتے ہیں۔
ایک روزہ یا ایک نماز کا فدیہ، یا روزہ یا ایک قسم توڑنے پر کفارہ میں ایک مسکین کی خوراک یا مطلاقاً ایک مسکین کی خوراک یا ایک شخص کا صدقہ فطرہ کیوں سے آدھا صاع اور جو سے ایک صاع ہے ان صورتوں میں گندم و جو کے سوا، چاول، دھان کئی وغیرہ کو غل کی قسم کا دیا جائے تو اس میں وزن کا لحاظ نہ ہو گا بلکہ اسی ایک صاع جو یا صاف صاع گندم کی قسم طہوڑا صاع رہے گی اور اسی قیمت کی قدر یہ غلہ یا خود قیمت واجب

الادا ہو گی۔ سو ایک صاع یا نصف صاع گندم کے وزن کا تعین نہیں ہے۔
ایک صاع جو کا وزن یعنی صاع شیری کا وزن ۲۷۰ تو لے وزن کے برابر ہوتا
ہے میں پہلے بیان کرائے ہیں۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے زمانے میں برصغیر میں موجودہ
دور کے اعشاری نظام جیسا قول کا کوئی با قاعدہ نظام موجود نہ تھا۔ مختلف علاقوں کے
سیر مختلف بھی تھے۔ مثلاً بیلی کا سیر ۵۰۹۰۶۳ میشے تو لے، رام پور کا سیر ۹۰۹۰
اور دہلی کا سیر ۷۵۷۵۔ تلقے وغیرہ آپ خود فرماتے ہیں: ”سیر مختلف ہوتے
ہیں صاع کا حساب ہر جگہ کے سیر سے بدلتے گا۔“ لہذا سیر کے ساتھ صاع کا تعین
مختص علاقائی ہو گا۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے اپنی فتاویٰ میں چند شروں کے اپنے اپنے سیر کے
حساب سے بھی نصف صاع کا وزن بیان فرمایا ہے۔ بریلی کے سیر سے نصف صاع
۱۔ سیرے چھٹا نکل ۱۲ ماشے ۲۱، ۲۰، ۱۹ تری

رام پور کے سیر سے نصف صاع ۸ سیر ۸ چھٹا نکل۔ چھٹا نکل یقیناً سیر کا سوابوں
 حصہ تھا گھر ۵ تو لے وزن ہر جگہ ایک چھٹا نکل کے برابر تھا۔

فیصلہ اسلام کی حساب میں غایت درجہ باریک بینی تحقیق میں ان کے معیار کے
عین مطابق یا تحقیق میں ان کا محران حساب میں ان کی غایت درجہ باریک بینی کے میں
مطابق ہے۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے فقط فتویٰ ہی نہیں دیا بلکہ فتویٰ دیتے ہوئے یہ لحاظ بھی
رکھا کہ اس پر عمل کرتے ہوئے آسانی ہو اور غیر ضروری دوست کا سامنا نہ کرنا پڑے۔
آپ نے صاع کی مقدار کے وزن میں تبدیل کرنے کے لئے سکر راجح الہدی
کے وزن ہی کو اکائی وزن مانا یا۔

جدول کی طرز:-

امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے علم ریاضی اور اپنے دیگر علوم کے استعمال یا ان کی توضیح کے دروازے اعداویہ تو اعدیان کے اطلاق کی آسان تفہیم کے لئے اپنے قوتوی میں جا بجا جامع جدول (اوراٹکال) دئے ہیں۔ یہ جدول اپنی بناوٹ میں دیہے زیب بھی ہیں۔ جدول یہوں بنایا کرتے کہ استعمال کرنے والائق تو اعدیان کی پیچیدگیوں میں پڑے بغیر بھی آسانی سے مطلوبہ معلومات حاصل کر سکتا ہے۔ پوچک امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی فقہی تحقیق کے اسلوب کا مزاج ریاضیتی ہے، اس لئے عادتاً سوال کی تحقق مکمل صورتوں کا احاطہ کرتے ہوئے انہوں نے ہجھ مناسب جانا جواب فتویٰ کی جدولوں کی مدد سے بھی واضح کیا جس کی ایک خوبصورت مثال آپ کے رسالہ "تجھلی المکشوف لا نادہ اسئلہ النکاح" میں موجود ہے۔ یہ جدول سو لکی تصورتوں میں اشارہ احکام یا ان کرتا ہے جب سونے اور چاندی کی مقداریں ان کی روکہ کی ادا بینگی کے لئے قابلِ ضم ہوں۔

جدول برائے اختلافات زر و کم مع اشارہ احکام اس طرح ہے۔ ہر چند کہ اس جدول کے اختلافات زر و کم کا مسئلہ واضح کر دیا گر بوجہ پیچیدگی عام مسلمین کی تقریب فہم کے لئے آپ نے اس کو اماثاں سے بھی مزید روشن کیا۔ آخر میں لکھتے ہیں "ہم نے ان مسائل کو ایک شرح و تجھیک و بسط حلیل کے ساتھ یا ان کیا ہے کہ شاید ان کی نظر کتب میں نہ ملے امید کرتا ہوں جو شخص (کم علم ہو تو کسی سالم کمال سے استفادہ کر کے) ان سب کو پیغور کامل خوب سمجھ لے گا وہ ہزار مسائل زکوٰۃ کا حکم ایسا بیان کرے گا جیسے کوئی عالم تحقیق بیان کرے۔"

اس وقت کا ایک روپیہ سو اگرہ ماشے کا تھا تو ایک صاع کا وزن ۲۷۰ تو ۲۸۸ روپے بھر وزن اور نصف صاع شیری ۳۲۳ اروپے بھر وزن
لہذا ۱۳۳۱ کروپوں کے ذریعے سے نصف صاع وزن کی مقدار سلطنت ہند میں گاؤں قصبہ شہریں بھی آسانی سے علاقائی سریدوں میں متین کی جا سکتی تھی۔ آپ نے علامہ شامی اس احتیاط کے گیہوں کا صدقہ جو کے صاع سے ادا کیا جائے، جو پسند فرمایا اور صاع کی تحقیق فرمائی۔ ظاہر ہے جتنے بیانے میں ۲۷۰ تو ۲۸۸ جوائیں گے جب وہ گیہوں سے بھر جائے گا تو قول میں گیہوں زیادہ چڑھیں گے۔ آپ نے جو اور گنم کی کثافتوں کا موازنہ کیا تو جو نسبت حاصل ہوئی وہ ۳۵۱:۲۸۸ یعنی 39:37 تھی۔

صاع کی تحقیق میں اپنے تجربے (Experiment) پر آپ یوں رقم طراز ہیں:
"اس بنا پر نظر احتیاط و زیادت لفظ فقرہ، میں نے ۲۷ ماه رمضان المبارک ۱۳۲۷ھ کو ایک سو چوالیں روپے بھر وزن کے نصف صاع ہوئے اور انہیں ایک پیالے میں بھرا۔ حسن اتفاق کرتا چیز کا ایک بڑا کاس گوایا اسی پیالے کو ناپ بنایا گیا تھا وہ جو اس میں پوری سطح محتوی تک آگئے من دون تکویم ولا تعمیر تو وہ کاس نصف صاع شیری ہوا۔ پھر میں نے اسی کاس میں گیہوں بھر کر تو لے تو ایک سو پیچھے روپیہ آٹھ بھر ہوئے۔"

پس امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی علامہ شامی کی احتیاط کر صاع لیا جائے جو کا اور اس کے وزن کے گیہوں دیئے جائیں، پرانی تحقیق کے مطابق نصف صاع گیہوں وزن میں ۵۷ کے اروپا آٹھ آنہ بھر ہوئے۔ چونکہ اس وقت کار روپیہ سو اگرہ ماشے وزن کا تھا، لہذا صدقہ قطر (نصف صاع گیہوں)۔ ایک کلو ۹۲۰ گرام تقریب بیا۔

آپ کے یہاں سے سالانہ حکوم افظار کے نقشے بھی جاری ہوتے تھے جو بر صیری میں مختلف شہروں کے اوقات کے فرق کے ساتھ استعمال میں آتے تھے۔ آپ نے جدول برائے تحیل تاریخ عیسوی پر جبری بھی بنارکھا تھا، اس کی تقول دیا کرتے تھے۔ آپ نے جدول برائے جنتی شصت سال قاری میں تصنیف فرمائی۔

اواقعات صوم و صلوٰۃ اور سمٰت قبلہ: وقت آپ کا خاص موضوع ہے اور فن توقیت پر آپ کی قدرت حد درج تحریت خیر ہے۔ خود فرماتے ہیں:

"اواقعات صحیح کا لئے کافی، جسے علم توقیت کہتے ہیں، ہندوستان کے طالب علم اکثر علماء اس سے غافل ہیں۔ نہ وہ درس میں رکھا گیا ہے شہنشہت کی درسی کتابوں سے آسکتا ہے۔"

فن توقیت پر آپ کی تقریباً "میں تصنیف کتب" رسائل، ترجم اور حواشی کی صورت میں ڈاکٹر حسن رضا خان نے اپنے ڈاکٹریت کے مقالہ ("Thesis") "تفہیم اسلام" میں شماری ہیں۔ آپ نے اواقعات صوم و صلوٰۃ کی تحریت میں کتاب "زیج الاوقيات للصوم والصلوات" تصنیف فرمائی۔

توقیت اور سمٰت قبلہ کی تحریت کے مسائل میں آپ علم ریاضی کے ساتھ ساتھ معلومات کے بعد ڈرائیٹ مٹلا اٹلس (Atlas)، نائکل المانک (Nautical Almanac) اور مشاہدہ فلک کے لئے غالباً دورہ میں وغیرہ سے بھی مدد دیتے۔ لوگوں قمیں آپ جنگر کے سات ہندی لوگوں تھی جدول (Chamber s) (seven-figure logarithmic tables) استعمال فرماتے۔

حکوم افظار کے نقشے کے ایک طالبہ کے جواب میں فرماتے ہیں:

"نقشے بھیجا ہوں الموزے اور بریلی میں اس ماہ مبارک میں حکومی کا اوسط تقویات سنی سوا پانچ منٹ ہے، یعنی اتنے منٹ وقت بریلی سے پہلے ختم ہے اور افظار کا اوسط ثبت سوامنٹ ہے یعنی بریلی سے سوامنٹ بعد۔ لیکن یہ حساب ہموار زمین کا ہے پہاڑ پر فرق پرے گا اور وہ فرق بخلاف بلندی میضا ہو گا۔ اگر وہ ہزار فٹ بلندی ہے تو غروب تقریباً 4 منٹ بعد ہو گا اور طلوع اسی قدر پہلے۔ لہذا جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ وہ جگہ کس قدر بلند ہے جواب نہیں ہو سکتا اگر کسی دن کا طلوع یا غروب کا وقت صحیح گھری سے دیکھ کر کھوٹو میں اس سے حساب کر لوں کہ وہ جگہ کتنی بلند ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ جلد چہارم) (قدیم)

یہاں یا مرقبل غور ہے کہ وہ حکوم افظار کے وقت کا سینڈنڈ حساب فرمائے ہے یہیں اور سینڈنڈ وقت کی بشری تحقیق میں شماری اکامی ہے۔

اس توقیت میں آپ علیٰ لحاظ سے نہایت وجہ دی پیشی داں اور بیہت داں نظر آتے ہیں۔ سہارو ضلع لید سے ایک استفسار کے جواب میں آپ کے جواب کا درج ذیل اقتباس بھی علم توقیت میں آپ کی شرف نگاہی کا شاہد عمل ہے۔

"سہارو میں جس کا عرض شوال 48 (ڈگری) اور طول مشرقی 53° (ڈگری) ہے چشم ماہ مبارک روز شعبہ مطابق 10 ستمبر 1910 کو غروب آفتاب رویے صحیح وقت سے چھوٹ کروسا چھیس منٹ پہلو تو وہ گھری جس سے ساڑھے چھپ افظار کیا گی اگر صحیح تھی روزہ بے تکلف ہو گیا کہ غروب آفتاب کو پونے چار منٹ گزر پکھتے۔ رویے وقت سہارو کے اپنے وقت سے چودہ منٹ اختیاں سینڈنڈ تیر ہے۔" (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم) (قدیم)

اس مقام پر آپ کے فتاویٰ میں سے اہلیت کی شرعی دیشیت کے بارے میں آپ

کے ان دو ارشادات کا بیان ہے مگر نہ ہو گا کہ ”علم فتویٰ ختiram ہے“ اور ”جالب کو طبیب بننا حرام ہے“ سمت قبلہ نکالنے کے لئے آپ نے ایک رسالہ بہت بسط و تفصیل سے تصنیف کیا ہے جس میں متعدد اور خدا آپ کے ایجاد کردہ شال میں۔ ان قواعد کے بارعے میں علم و تقویت کے مابین مولا ناظم الدین بھاری اپنی کتاب ”الجواهر و الیواقیت فی علم التوقیت“ میں رقم طراز ہیں:

”جس مقام کا عرض بلدار طول بلدر معلوم ہوا (ان قواعدے) نہایت آسانی سے اس کی سمت قبلہ نکل آئے۔ آسانی اتنی کہ ان سے کہل تبلکان کے برابر بھی اصلاً کوئی قاعدہ نہیں۔“

مسجد کی سمت قبلہ کی صحت اور ان بنا پر نماز کی درستگی کی دینی اہمیت کے خیال سے آپ نے بر صحیر کے تقریباً تمام اہم شہروں کی جگہ قبلہ نکال کر ایک جدول میں پڑا ترتیب حروف تہجی اس رسالہ میں شامل کر دیئے اور اس جدول میں شال بر مقام کے ساتھ طول بلدار عرض بلدر بھی دے دیا تاکہ اگر کوئی خود نکالنا چاہے تو سہولت ہو۔ آپ نے اپنے رسالہ ”هادیتہ المتعال فی حد الا سبقیال“ (23) میں اپنی تحقیق سے پیش تر کیا ہے کہ کسی مسجد یا مصلی کی جہت قبلہ کا جہت قبلہ ہوئے سے جب تک پینتالیس درجے کا انحراف نہ ہو، اس کی سمت قبلہ باتی رہتی ہے۔

وقت مطلوب شرعی کے سلطے میں آپ فقط بہان ہندے سے پڑی اعتماد نہ کر لیتے بلکہ اس کے نتیجہ کو اتنے ہی قومی مشاہدہ اور تجربہ سے بھی پر کھٹے کیونکہ شرعیہ مطہرہ کا مدار ہی رویت پر ہے۔

خود فرماتے ہیں: ”شریعت مطہرہ نے نمازو زور و حج و زکوٰۃ وعدت و طلاق و ایلہ

وغیرہ ذاں امور کے لئے اوقات مقرر فرمائے یعنی طلوع صبح و شمس و غروب شمس و شفق و نصف النہار و مثیلین روز و ماہ و سال، ان سب کے اور اک کا مدار رویت و مشاہدہ پر ہے۔ ان سب میں کوئی ایسا نہیں جو بغیر مشاہدہ مجرم کی حساب و قانون عقلی سے مدرک ہو جاتا۔ ہاں رویت و مشاہدہ ان سب کے اور اک کو کافی ہے۔“
اس سے صاف ظاہر ہے کہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ رویت و مشاہدہ کو کس درجہ اہمیت دیتے ہو گئے۔ لہذا آپ کے سارے حابات رویت و مشاہدہ پر بحیک ٹھیک پورے اترتے۔

وقت طلوع غروب نکالنے کے قاعدے جو علم بیت کی عام کتابوں میں دیجے ہوتے ہیں، امام احمد رضا علیہ الرحمہ ان قاعدوں کو وقت مطلوب شرعی معلوم کرنے کیلئے ناکافی (Inadequate) سمجھتے ہیں، آپ ان قاعدوں پر اضافے ضروری ہیں، یوں بیان کرتے ہیں: ”شرع مطہر محمد یہ علی صاحبہ افضل اصولہ و اقتیادیہ میں اس طلوع و غروب (جنوی) کا کچھ اعتبار نہیں، طلوع و غروب عرفی درکار ہے یعنی جانب شرق، آتاب کی کرن چکانا یا جانب غروب کل فرض آفتاب نظر سے غائب ہو جانا۔ اس میں بھی اگر صرف نصف قطر آفتاب کا لقدم درمیان ہو تو وقت تھا۔ مگر بالآخر زمین 45 میل سے 52 میل تک علی الاختلاف بخارات و ہواء غلیظ کا محيط ہوتا اور اس نتیجہ پر اس ملأہ غلیظ پھر اس کے بعد ملأہ صافی میں گر کر افی میں پہنچتا حکم ٹھکان کے حکم سے اشعد بصری کیلئے موجب اکساری ہوا جس کے بدب آفتاب یا کوئی کوکب قبل اس کے جانب شرقی افی حقیقی پر آئے ہمیں نظر آنے لگتا ہے اور جانب غرب ہا آنکہ افی حقیقی پر اس کا کوئی کنارہ باقی نہیں رہتا دریک ہمیں نظر آتا رہتا ہے۔

یہ اکساری ہی وہ چیز ہے جس نے صدہ سال موقنین کو پیچ و تاب میں رکھا اور طلوع و غروب کا حساب ٹھیک نہ ہونے دیا اور یہی وہ بھری پیچ ہے جس سے آجکل عام جنتی والوں کے طلوع غروب غلط ہوتے ہیں۔

اس اکساری کی مقدار مدت دریافت کرنے کو عقل کے پاس کوئی قاعدہ نہ تھا جس سے وہ تناج رویت نہ رہتی۔ ہاں سالہ سال کے مکرم شاہدہ نے ثابت کیا کہ مقدار اور سطح 33 دیقائق تک لیے ہے۔ اب ضابطہ ہمارے ہاتھ آگیا کہ ان 33 دیقوں سے اختلاف مظہر کے 9 نانیے منہا کر کے باقی پر اس کا نصف قطر ریس زائد کریں۔ یہ مقدار ارجمند طلاطش ہو گی یعنی طلوع یا غروب کے وقت آفتاب اپنی حقیقی کا اتنے دیقائق پیچ ہو گا۔ جب تک راجمند طلاط معلوم ہو گی تو داڑھے ارتفاع کے اجزاء سے وقت و طالع معلوم کرنے کے تکمیل نے جو علم بینات و زیستی میں دیجے ہوئے ہیں۔ راہ پاٹ اور ہمیں حکم لگانا۔ آسان ہو گیا کہ فلاں شہر میں فلاں دن اتنے گھنٹے، منٹ، سینڈ پر آفتاب طلوع کرنے کا اور اتنے پر غروب۔

موجودہ سائنس اس اشعے کا بصریہ کے اکساری کو دوسرا جانب سے انعطاف نور (Refraction of Light) کے نام سے جانتی ہے۔

بیولائیٹن بام اور میر اسٹل میں اپنی کتاب ”روشنی کیا ہے؟“ میں لکھتی ہیں۔

”سورج کی صبح افتاب پر طلوع ہونے سے قبل اور شام افتاب کے پیچ غروب ہو جانے بعد بھی دیکھ سکتے ہیں۔ اس صورت میں روشنی کو جن راستوں سے گزرن پڑتا ہے وہ خدا اور فرضہ ہیں۔ خلاسے گزر کر ہماری دنیا کی فضائیں داخل ہوتے وقت روشنی کی رفتارست ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اس میں خام جاتا ہے۔“

”ہم میں سے بہت سے لوگوں کو اس بات کی خوشی ہو گی کہ انعطاف نور کی بدولت

ہمارے دن کچھ بڑے ہو گئے ہیں۔“

ای بات کو مرید واضح کرنے کیلئے مصنفوں نے ذیل میں دی گئی شکل بنائی ہے۔

امام احمد رضا علی الحمد نے متذکرہ بالا اکساری کی تحقیق یہیں پر بس نہیں کی، اس

اکساری پر موکی اثرات کا بھی جائز لیا۔ فرماتے ہیں:

”معمول سے زیادہ ہوا میں رطوبت یا کثافت اگر اکساری میں کچھ کی بیشی لاتی ہے جس کا اور اک تھر ماہیت اور بیر و میٹر سے ممکن اور وہ قل ازو قوع نہیں ہو سکتا مگر یہ تقاؤت معتقد نہیں جس سے اکام شرعی میں کوئی فرق پڑے۔ یونی میٹلین و سایہ اور اک (میں) بھی اسی اکساری کا قدم در میان میں ہے کہ کوک جب تک تھیک سمت الراس نہ ہو اکساری کا قدم در میان ہوئے جن کی جدول فقیر نے اپنی تحریکات ہندیہ میں دی ہے۔ اس کے ملاحظے سے پھر انہیں قول نہیں نے راہ پائی اور ہر روز کلیئے وقت عشر پیش از قوع ہمیں بتانا آسان ہوا۔“

طلوع صبح کے وقت مقدار ارجمند طلاطش جانے کی طرف بھی بہان عقلی کو راہ نہیں،

مادر صرف رویت پر ہے لہذا اجتناد ہو گا رویت سے ہی مستفادہ ہو گا۔

امام احمد رضا کے ذاتی مشاہدے اور تجربے کے مطابق:

”صبح صادق کیلئے سالہ سال سے فقیر کا ذاتی تجربہ ہے کہ اس کی ابتداء کے

وقت ہمیشہ ہر موسم میں آفتاب 18 ہی درجے زیر افق پایا ہے۔“

اوقات مکروہ کی مدت.....

طلوع آفتاب سے کچھ وقت بعد تک اور غروب آفتاب سے کچھ وقت قبل نماز کی

مانع نہ ہدیث شریف میں وارد ہے یہ وقت حنفی کے نزدیک طلوع آفتاب سے اس

ناف = 598.42616 میل

= 963.07355 کلومیٹر

امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے اسلوب تحقیقی متعلق یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ انہوں نے اپنی تحقیقات میں زمی کتابوں پر بھروسہ کیا ہے خالی دالک ہندسہ پر اور نہ فقط تحریر پر بلکہ ان سب کو جمع کیا اور احتمال حق کے اس عمل میں بہت کچھ کام اپنی جذبوں سے لیا۔

مسافت قصر کا تعین.....:

مسافت قصر کے تعین کے لئے جہاں آپ نے قول فتحی ہے 111/4 (سو ایگارہ) کوس کو، ہے ظمیر یہ وحیت برہانی و نہایہ و کفا یہ شروح ہدایہ و خزانۃ القیم وغیرہ میں علیہ الفتوی کیا، مظہر رکاوہ باہم اس مقدار کو اپنی بلندی شریع کی شرائط کے مطابق تحریر سے بھی حاصل کیا اور اسے رانج اوقت میں بھی تبدیل کیا۔

فرماتے ہیں ”یہاں قصر ایام یعنی تحویل جدی (این 22 دسمبر) کے دن میں بھر سے زوال تک سات ساعت کے قریب وقت ہوتا ہے اور تکمیل نہیں کہ یادہ اپنی معتدل چال سے سات گھنٹہ میں بارہ توں بے تکلف طے کر لیتا ہے جس پر بارہا کا تحریر شاہد۔“

یہ بات بھی ان کے تحقیقی مفرد اسلوب کی شاہد عمل ہے کہ انہوں نے ان توقيت میں میں حق تک رسائی کیلئے اپنے ارشاد کے مطابق ”زمی کتابوں پر بھروسہ کیا نہ خالی دالک ہندسہ پر اور نہ فقط تحریر پر بلکہ سب کو جمع کیا۔ کہ برہان و عیان مطابق ہو گئے۔“

وقت تک ہے کہ قرص آفتاب پر نگاہ بے تکلف جتی رہے اور غروب آفتاب سے قبل اس وقت سے شروع ہوتی ہے جب نگاہ قرص آفتاب پر تکلف جنتے گے۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے تحریر پر مشاہدے کے مطابق یہ وقت تقریباً یہ میں ہے آپ نے نہ صرف فقط تحریر پر مشاہدے سے یہ عرصہ کراہت معلوم کیا بلکہ اپنی طبیعت میں راجح تحقیقی رویہ میں مطابق اس مظہر طفطرت کی کہنے میں دیافت کی۔ آپ فرماتے ہیں کہ زمین کے سب طرف کہہ بخار ہے جو ہر طرف سطح زمین سے 45 میل یا قول دالک پر 52 میل اوپر جا کیا ہو اس کی ہوا اوپر کی ہوا سے کیفیت تر ہے، جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے۔ تو آفتاب اور نگاہ میں اس کا محتاط امکح حصہ حائل ہو گا اتنا ہی تو رکم نظر آئے گا اور نگاہ زیادہ پڑے گی۔ آپ نے کہہ بات کو 45 میل بلند لے کر ثابت کیا کہ ایک ناظر (ان) اور مشرق سے طبع ہوتے سورج کے درمیان افقی سیدھہ میں (ان سے الف بھک، دیکھنے کا) 598 میل سے بھی زائد اس کوہ باد کے بخارات حائل ہو گئے۔ جوں جوں سورج بلند ہو گا یوں یوں یہ فاصلہ کم ہوتا جائے گا اور تھیک سمت اس پر یہ فاصلہ بن۔ 45 میل ہو جائے گا۔

ظاہر ہے کہ اگر کہہ باد کو 52 میل بلند لیا جائے تو اس کا اور بھی زیادہ حصہ حائل ہو گا۔

آپ کے بیان کا ثبوت حسب ذیل ہے:

زمین کا نصف قطر استوائی = 3963.296 میل

زمین کا نصف قطر طبی = 3949.79 میل

زمین کا نصف قطر معدل = 3956.543 = 7913.086 میل = ۲۳ ملٹ

الف ان میں مسئلہ فی غورت کی رو سے:

ایک منزل کا تین

ایک منزل - ۱۲ کوں

ایک کوں - ۵، ۸ میل

لہذا ایک منزل - ۱۹، ۲ میل

۳۰، ۸۹۹۲ کلومیٹر

مسافت کا قصر کا تین

مسافت قصر = تین منزلوں کا فاصلہ 5-3-57 میل

= 92.6982 کلومیٹر

= 93 کلومیٹر (تقریباً)

فریخ یا فرنسگ میں ایک منزل اور مسافت قصر

3 میل = افرنسگ

مسافت قصر = 19.2 فرنسگ

موسم اور کیلنڈر:

ایک فوئی میں اس سوال کے جواب میں کہ ماہ رمضان شریف کبھی موسم گرم کاما کا اور کبھی موسم سرد وغیرہ میں کیوں ہوتا ہے؟ آپ نے برصغیر میں رانج تینوں کیلنڈروں پر دلچسپ گر غایت درجہ محققانہ تبصرہ فرمایا جو تقویم کے موضوع پر آپ کی گرفت کا عکاس ہے۔

عربی کیلنڈر کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں:

”موسوم کی تبدیلی خالق ﷺ نے گردش توپیں سال ششی، سال دورہ یافتہ سے (تقریباً

ہے“ کے تقریباً 365 دن اور پونے چھ گھنٹے میں کہ پاؤ دن کے قریب ہوا، پورا ہوتا ہے اور عربی شرعی مہینے قمری ہیں کہ ہلال سے شروع اور 30 یا 29 دن میں ختم۔ یہ بارہ مہینے یعنی قمری سال 354 یا 355 دن کا ہوتا ہے تو ششی سال سے دس گیارہ دن چھوٹا ہوتا ہے۔

اس کے بعد قمری اور ششی سال میں دن کا فرق فرض کر کے ساکن کو رمضان شریف کی موسومیں گردش کہاتے ہیں۔ پھر کبھی کیلنڈر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں: ”یعنیہ بیکی حال ہندی مہینوں کا ہوتا اگر وہ لومند نہ لیتے۔ انہوں (یعنی مہینوں) نے سال رکھا ششی اور میئنے لئے قمری۔ لہذا ہر تین سال پر ایک میئنہ کر کر لیتے ہیں تاکہ ششی سال سے مطابقت رہے ورنہ کبھی جیسے چاڑوں میں آتا پوس گرمیوں میں۔“

پھر یہ سوی کیلنڈر پر تبصرہ فرماتے ہیں۔ بلکہ نصاری چنبوں نے سال و ماہ سب ششی لیے یہ چوتھے سال ایک دن بڑھا کر فروردی 29 کا نہ کرتے تو ان کو کبھی بھی صورت پیش آتی کہ کبھی جوں کا مہینہ چاڑوں میں ہوتا اور کبھی گرمیوں میں۔“

اس کی وجہ کے بیان کے وروان آپ نے اعداد و شمار کی مقادروں کی سرارت کو تحفظ دیتے ہوئے تقریباً، زائد کچھ وغیرہ کے الفاظ کا استعمال کیا ہے، ریاضی اور بحیثیت کا طالب علم ان الفاظ کے پس پر وہ ادق احتیاط اور تقویم کے موضوع پر آپ کی دسترس کو بآسانی دیکھتا ہے۔

وجہ کے بارے میں رقم طراز ہیں: یوں کہ سال 365 دن کا لیا اور (حقیقت میں ہوتا ہے 365 دن اور تقریباً پونے چھ گھنٹے کا لہذا) آفتاب کا دورہ ابھی چند گھنٹے بعد کو پورا ہو گا کہ جس کی مقدار تقریباً پچھ گھنٹے تو پہلے سال ششی، سال دورہ یافتہ سے (تقریباً 6 گھنٹے پہلے) ختم ہوا، دوسرے سال (تقریباً) 12 گھنٹے پہلے، تیسرا سال (تقریباً) 18

سائنس، ایمانیات اور امام احمد رضا علی الرحمہ

(پروفیسر اکٹھ مجدد اللہ قادری)

امام احمد رضا خاں محدث بریلوی قدس سرہ کی شخصیت آیت ذیل کی تفسیر اور مظہر تھی: ”انِ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَخَلْقِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْهَمَارِ لَا يُبْلِي إِلَيْهِ الْأَنْبَابِ.. ۱۹۰۔ الَّذِينَ يَدْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُفُودًا وَعَلَى جُنُوبِهِمْ وَيَتَسَفَّكُرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ حَرَثْنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا حَرَثْنَا مَا خَلَقْتَ“ (آل عمران: ۱۹۰-۱۹۱)۔

”بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کی پاہم بدیلوں میں نشانیاں میں علّمدوں کے لئے.. ۱۹۰۔ جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیئے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں ۱۹۱۔ رب ہمارے تو نے یہ بیکار نہ بنایا پاکی ہے تجھے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے.. ۱۹۱۔“ (ترجمہ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن از: امام احمد رضا صاحب بریلوی)

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے ساری زندگی تبارک و تعالیٰ کی یاد اور عبادات کے ساتھ ساتھ اس کا ذکر فکران چاروں طریقوں سے کیا؟ حن کو اللہ تعالیٰ نے سورہ ال عمران کی ۹۱ ویں آیت کریمہ میں بیان کیا ہے۔ چاروں طریقے مندرجہ ذیل ہیں:

آپ نماز کی ادا بھی کے وقت اپنے رب کا ذکر کھڑے ہو کر کرتے۔

آپ جب دارالافتاء میں قیام فرماتے تو اس وقت تمام فتاویٰ قرآن حدیث کی روشنی میں تحریر فرماتے اور بغیر تردود فکر کے فتویٰ نویسی مکمل نہیں اور یہ بات اظہر من

گھنٹے پہلے، چوتھے سال تقریباً 24 گھنٹے اور 24 گھنٹے کا ایک دن رات ہوتا ہے لہذا ہر چوتھے سال ایک دن بڑھا دیا کہ دورہ آفتاب سے مطابقت رہے لیکن دورہ آفتاب پورے چھ گھنٹے زائد نہ تھا بلکہ تقریباً پانچ گھنٹے تو چوتھے سال پورے 24 گھنٹے کا فرق نہ پڑتا بلکہ تقریباً 23 گھنٹے کا اور بڑھا لیا ایک دن کہ 24 گھنٹے ہے تو یہ ہر چار سال میں ششی سال دورہ آفتاب سے کچھ ایک گھنٹہ بڑھے گا، سو رس بحد تقریباً ایک دن۔

الہزادی پر ایک دن گھٹا کر پھر فروری 28 دن کا کریا۔

آخر میں ایک نظرہ پوری ریاضتی گہرائی اور گیرائی سے لکھا، جو فقط ایک ثرف نگاہ محقق ہی کہہ سکتا ہے اور وہ یہ کہ: ”اسی طرح اور دو قسم کریات کا حساب ہے۔“



اپنے سے ہے کہ فتویٰ نویسی کے وقت آپ کی کتاب کو کوکول کرنیں دیکھتے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ میں تمام کتب کے متن کو خوفناک فرمادیا تھا۔ جب آپ روزانہ صرف دو گھنٹے آرام اور سونے کی خاطر اپنے بستر پر لیتے تو اس وقت بھی آیات قرآنی کا ورد اور درود شریف کا ورد کرتے ہوئے سونے کی کوشش کرتے۔ بستر پر آپ وفات کو دوست لیتے، دیالیں باہم رخسار کے لیچے میں سوت کے مطابق رکھتے اور بقیہ حرم کو اس طرح سینتے کہ دور سے یا اوپر سے دیکھتے والے ام ”محمد ﷺ“ کا عکس مجوس کرتا گواہ جاگتے، سوتے اپنے خالق والہ کی عبادت اور ذکر میں ہے وقت مشغول رہتے۔

آپ کا قالم جب فتویٰ نویسی سے فارغ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو جو غور و فکر سے سامنے آتیں اور قلب پر اس کی تجھیاتِ مجوس ہوتیں ان کو قلمبند کر لیتے یعنی غور و فکر کے بعد تاؤں فطرت اور کرشمہ قدرت کو مختلف علوم اور فنون کے عنوانات کے تحت عربی، فارسی اور اردو زبان کے مقالات اور تصنیفات کی شکل میں محفوظ فرمائیتے۔ الغرض آپ کے اس چوتھے طریقہ عبادت اور وظیفہ ذکر و فکر کے باعث بے شمار سائنسی تصنیفات مصنوعہ ہو دپڑا میں ان ہی میں علم صوتیات سے متعلق بھی ایک معربکہ الاراثتیف ”الکشف شافیا حکم فون جوایا“ بھی ہے جو 1328ھ / 1909ء میں ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمائی۔ اس تصنیف میں فتحی جزیبات کے علاوہ علم صوتیات کو فضیل سے بیان کیا ہے۔

جیاں کن امر یہ ہے کہ آج سے ایک صد قلیل یہ مسلمان سائنسدان بریلی شریف کی سر زمین پر فتاویٰ نویسی کے علاوہ وہ سب کچھ جانتا تھا جو کسی زمانے کے ایک ماہر علم صوتیات جان سکتا ہے۔ یہ فقیہہ اسلام صرف علوم دینیہ ہی نہ جانتا تھا بلکہ دیگر

تمام سائنسی علوم کی طرح وہ علم صوتیات کے علم سے بھی مکمل باخبر تھا اور اس پر مکمل درس رکھتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ آواز کی اہریں کیا ہوتی ہیں؟ یہ آواز کی اہریں میں کوئی سنائی دیتی ہیں؟ یہ کچھ دور جا کر کیوں ختم ہو جاتی ہیں؟ یہ تیر ہوا میں کیوں کتیر چلتی ہیں؟ کیوں، کب اور کیسے ان آواز کی اہریں کی رفتار کم ہو جاتی ہے؟ ان اہریں کو کون سے عناصر دوڑتک لے جاتے ہیں لیکن آواز دوڑتک کی کچھ تیکے ہے؟ فنا میں اہریں کیوں کر محفوظ ہو جاتی ہیں اور ان کو کس طرح ریکارڈ کیا جاتا ہے؟ ساتھ ہی فضائیں ان اہریں میں محفوظ الفاظ سے متعلق احادیث کی روشنی میں ایک تنبیہ اخذ کرتے ہیں کہ اچھے الفاظ کی اہریں قیامت تک اس شخص کے لئے مفترضت کی دعا میں کرتی رہیں گی۔ چنانچہ آپ قلم راز ہیں:

”واقع میں تمام الفاظ جملہ اصوات بجاۓ خود محفوظ ہیں۔ وہ ہی اسکے خلوت سے ایک امت ہیں کہ اپنے رب جل علاکی تشیع کرتے ہیں کلمات ایمان تشیع رحمان کے ساتھ اپنے قائل کے لئے استغفار بھی کرتے ہیں اور کلمات کفر تشیع الہی کے ساتھ اپنے قائل پر لعنت کا صرخ بہ امام اہل الحقائق سیدی الشیخ الاکبر رحمۃ اللہ علیہ الشیخ العارف بالله تعالیٰ سیدی الامام عبد الوہاب اشترانی قدس رہ الرابی“۔

(فتاویٰ رضویہ جلد دو، حصہ دوم، ص 14: 14۔ مطبوعہ کراچی)
امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ العزیز کو اللہ تبارک نے سورہ الحلق کی

مندرجہ ذیل آیت کریمہ کا بھی جامِ بنیا تھا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَسْلُوا أَهْلَ الذِكْرِ إِن كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ... ۴۳۔

ترجمہ:..... تو اے لوگو! اعلم ولاؤ سے پوچھو اگر جھیں علم نہیں (کنز الایمان)

قرآن کریم کے حروف کے حافظ کو حافظ القرآن کہا جاتا ہے جو کہ ہر زمانے میں

لکھوں کی تعداد میں دنیا میں رہیں گے۔ قرآنی حروف اور الفاظ کی تھانیت، معنویت، اور مقدمہ تیت جانے والوں کو قرآن نے ”اہل الذکر“ قرار دیا ہے۔ ان اہل الذکر کی بہت ساری اقسام بیان کی جاسکتی ہیں۔ مثلاً:

پہلی قسم:

وہ لوگ یا حضرات جو ایک مخصوص شعبہ علم کے کچھ حصے کو جانتے ہیں، اس کے علاوہ دیگر علوم کو نہیں جانتے۔ مثلاً ایک شور و سرجن دماغ کے علاوہ کسی اور اعضا کا آپ پر نہیں کر سکتا اور دینی علم سے نا مدد ہوتا ہے۔

دوسری قسم:

بعض حضرات ایک مخصوص علم پر بھر پور دسترس رکھتے ہیں مگر دیگر علوم کو وہ سری جانتے ہیں۔ مثلاً علم کیمیا کا بھر پور ماہر ہے مگر باہلو جیکل سائنس وہ نہیں جانتا اور علوم دینی سے بالکل غافل۔

تیسرا قسم:

چند منتفع علم میں اچھی دسترس رکھتے ہیں۔

چوتھی قسم:

دینی علوم سے بعض میں دسترس ہوتی ہے اور دینا دی علوم سے بالکل ناواقفیت۔

پانچھویں قسم:

اکثر دینی علوم پر دسترس مگر دینا دی علوم سے زیادہ تر ناواقفیت۔

چھٹی قسم:

اکثر دینی علوم پر دسترس اور چند دینا دی علوم سے بھی اچھی آگاہی۔
اس طرح کئی اقسام کی جاسکتی ہیں اور ہر شخص اپنی اپنی استعداد کے مطابق ”اہل

الذکر“ میں شارکیا جا سکتا ہے اور لوگ اپنی حاجت روائی کیلئے مخصوص لوگوں کے پاس جا کر اپنے مسائل کا حل صاحل کر سکتے ہیں مگر ایسے اشخاص دنیا میں کم ملتے ہیں جو اس آیت کریمی کیلئے اور جامع تفسیر بن جائیں۔ ایسی مخصوصیات بے شک ہر زمانے میں انبیاء کرام علمِ السلام کو حاصل رہیں کہ ہر فیض اپنے زمانے اور وقت میں اہل الذکر ہوتا کہ اس زمانے کے جو لوگ جس قسم کی معلومات چاہتے وہ نبی اعلیٰ اللہ کی دی ہوئی توفیق اور عطا سے اس کو دیتا۔ ہر زمانے میں نبی کو انتیقوں کے مقابلے میں کمل علم اور اس زمانے کے تمام علوم کا حامل بنا جاتا ہے بیان تک کہ سید الانبیاء علیہ السلام کو کل کائنات کا علم اس لئے عطا ہوا کہ آپ کل کائنات کے نبی تھے اور ہیں الہذا جس نے جو سوال کیا تھی کریم ﷺ نے اس کا حل جواب عطا فرمایا۔ ان علوم کی تصدیق قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات رباني سے ہوتی ہے:

وَعَلِمْكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمْ ۖ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا

..113..(سورة النساء)

(اور جسمیں سکھانا یا جو کچھ کنم میں جانتے تھے اور اللہ کا تپ پر افضل ہے)
نبی کریم ﷺ کی نبوت و رسالت کا سلسلہ قیامت تک رہے گا۔ اگرچہ آپ ظاہری طور پر پرده فرمایا کرو سرے عالم یا عالم برزخ کو رائق پیش رہے ہیں اس لئے دنیا میں قیامت تک علائے ربائیں آپ کے ظاہری نمائندہ خاص اور آپ کے نائب کی حیثیت سے ”اہل الذکر“ کے منصب کو پورا کرتے رہیں گے جو درحقیقت آپ کے ہی فیض و کرم سے اس منصب پر فائز ہوتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہر زمانے میں حضور ﷺ کے نائیں و جن کو خود حضور ﷺ نے بنی اسرائیل کے مثل انبیاء قرار دیا ہے۔ اپنے اپنے زمانے کے علوم و فنون میں میکتے، روزگار بناتا ہے تاکہ جب کوئی

امتی کی بھی علم و فن پر ان سے سوال کرے تو وہ اس سوال کا اطمینان بخش جواب دیں
ورنة قرآن کریم کی تعلیمات پر حرف آئے گا کہ قرآن فلاں علم کی تدبیح نہیں دیتے یا یہ
قرآن فلاں علم کی طرف رہنائی نہیں کرتا بلکہ اسی قرآن کا ارشاد ہے:
كتب انزله اليك مبروك ليديرو ايته ولېيذکر اولو الالباب.

(سورة ص، آیت نمبر 29)

ترجمہ: یہ ایک کتاب ہے کہ تم نے تمہاری طرف اتاری برکت والی تاکہ اس کی آئین کو
سوچیں اور انکلند نصیحت مانیں۔

دوسری گلگار ارشاد ہوتا ہے:

ان فی ذلک لایت لقوم یتفکرون .. .(المرعد)

”بے شک ان میں نشانیاں ہیں وہیں کرنے والوں کو۔“

ایسی عقیری شخصیت، نائب رسول اور ”فسسلو اهل الذکر“ کی جامع تفسیر
امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی شکل میں ملتی ہے جنہوں نے مسلسل 55 سال
اس زمانے کے تمام علم و فنون کے سوالات کے جوابات اس علم کی اصلاحات
کے ساتھ اور بھرپور لائل کے ساتھ دیئے۔ اسلام کے 14 سو طویل دورانیہ میں امام
احمد رضا علیہ الرحمہ جیسے مسلم مدرس و مفکر ہر زمانے میں موجود ہے ہیں جنہوں نے ہمیشہ^۱
قرآن و حدیث کی تعلیمات کی روشنی میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی بے شمار ننانبوں سے
لوگوں کو آگاہ رکھا اور ان اہل اسلام کے فرزندوں نے اسی قرآن و حدیث نبوی میں
غور و فکر کرتے ہوئے ہر زمانے میں لوگوں کی رہنمائی کی ہے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ
چچلی صدیوں کے ایک ایسے ہی نامور مفکر و مدرس ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس
علم نافع کے جو ہر کھانے اور ہر علم و فن میں مندرجہ قابل فرمائی جس کی مثل

بر صغیر پاک و ہند میں نایاب ہے۔ برصغیر میں علوم دینیہ کے بے شمار علماء ہر زمانے میں
موجود ہے مگر اکثریت علوم دینیوں میں دسترس شرکتی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے امام احمد
رضاعلیہ الرحمہ کو دونوں علوم پر کامل و مترس دی تھی۔

رقم یہاں نہ تو امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے 70 سے زائد علم و فنون کی فہرست پیش
کر رہا ہے اور نہ ان کی سیکٹریوں کتابوں اور رسائل کی فہرست تلفیزی کر رہا ہے کہ
پڑھنے والے کو یہ گمان ہونے لگے کلخنہ والا تعریف و توصیف میں بہت زیادہ غلوتے
کام لے رہا ہے لیکن رقم شوقی مطالعہ کرنے والوں کو اس بات کی وعوت فکر ضرور دے گا
کہ وہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے ”فتاویٰ رضویہ“ جو 12 مجلدات پر مشتمل ہے اور مع
ترجمہ و تخریج 28 جلدوں میں شائع ہو چکا ہے اس کی ایک بھی جلد کا مطالعہ ضرور
کریں تو قاری کو رقم کے ذمے کی صداقت کا اعتماد ہو جائے گا۔ احقر تین سے
یہ بات کہہ رہا ہے کہ مطالعہ کرنے والا قوتوی رضویہ کی بر جلد میں ان گستاخ علوم کی
فہرست مرتب کرتا چلا جائے گا اور پھر خود اس حقیقت تک پہنچ جائے گا کہ اللہ تعالیٰ
تعالیٰ نے امام احمد رضا علیہ الرحمہ کو دینی علوم پر دسترس کے ساتھ ساتھ تمام دینیوں کی علم
پر بھی کامل و مترس عطا کی تھی۔

مسلمان سائنسدانوں کی فہرست بہت بہت بیکی ہے مگر امام احمد رضا خاں محدث
بریلوی علیہ الرحمہ ایک منفرد سائنس دان ہیں۔ وہ جب بھی کسی دینیوں، سائنسی علوم پر
بحث کرتے ہیں تو اس بحث کے شروع یا آخر میں یا جہاں مناسب سمجھتے ہیں وہ اللہ
تعالیٰ کی اقدامت پر ایمان اور تلقین کا اظہار بھی ضرور کرتے ہیں اور وہ قاری کو ہبادت
کی طرف ضرور توجہ دلاتے ہیں کہ نظام فطرت (سائنسی قانون) ایک طرف اور اللہ کی
قدرت ایک طرف اور وہی مقدم کہ وہ خالق کل اور ما لکھ تھی ہے۔ اگرچہ کائنات کا

سارا سٹم ایک فطرت کے تخت روں دواں ہے اور عموماً اپنی فطرت کے مطابق چلا جو رہے گا مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ ہر آن اس ستم پر فویت رکھتی ہے اور ایک مسلمان کے ایمان کا تقاضہ ہے کہ اس کی قدرت پر ایمان ضرور رکھ۔ یہاں منصرا امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی دیناوی علم پر ایک بحث کا حصہ ملاحظہ کیجئے جس میں ایک طرف قانون فطرت بتا رہے ہیں تو دوسری طرف اللہ کی قدرت کی فویت کو ظاہر کر رہے ہیں اور یقیناً ایک مسلمان کے ایمان کا تقاضہ بھی یہی ہے۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ فتویٰ رضویہ جلد اول میں ایک مقام پر پانی کی رنگت پر بحث کرتے ہوئے آبی بخارات (Water Vapors) کے اجزاء کے تعلق بتاتے ہیں کہ یہ اجزاء کیکر بادلوں (Clouds) کی صورت میں نظر آتے ہیں اور برف کے اجزاء اگرچہ پانی کے اجزاء سے باریک ہیں مگر کیوں برف اور سے پچھے گرتی ہے؟ بحث ملاحظہ کیجئے:

”شرح موافق میں علوم باخس کی بحث میں موجود ہے کہ برف شفاف اجزاء (Transparent Particles) کا مرکب ہے۔ اس کا کوئی رنگ نہیں بلکہ وہ پانی کے باریک اجزاء (Fine Particles) ہیں۔ پانی کے رنگ کی لونی میں یہ عبارت ظاہر ہے۔ اگر تو کہپے تو ہو سکتا ہے کہ اجزاء کے باریک ہونے کی وجہ سے رنگ ظاہر نہ ہوتا ہو (قول) میں کہتا ہوں کہ ایسا ہر گز نہیں، کیونکہ آپ دیکھتے ہیں۔ کہ بادل کے بخارات میں رنگ ظاہر ہوتا ہے اور یہ رنگ پانی کے اجزاء کا رنگ کا ہے حالانکہ یہ اجزاء برف کے اجزاء سے بھی زیادہ باریک ہیں، لیکن یہ جو ہے کہ برف اور سے گرتی ہے اور بخارات اوپر اٹھتے ہیں اور باریک ذرہ اگر علیحدہ ہو تو وہ نظر نہیں آتا اس کا رنگ کیسے نظر آئے گا اور چھوٹے اجزاء جب ہیں ہوں تو نظر آتے ہیں تو ان کا رنگ بھی نظر آئے گا۔

(فتاویٰ رضویہ۔ جدید ایڈیشن۔ جلد دوم۔ ص: ۲۳۴۔ مطبوعہ لاہور)

(فتاویٰ رضویہ۔ اصل جلد اول۔ ص: ۵۲۷۔ مطبوعہ کراچی)

آگے پہل کر ہر یہ تفصیل میں جاتے ہوئے لکھتے ہیں:
 ”اگر تو کہے کہ جسم کیسے دکھائی دیتا ہے مجہد اجزاء تو نظر نہیں آتے تو اولاً میں کہتا ہوں کہ نگاہ انسانی فطری طری پر انتہائی باریک چیز کا احتاظ کرنے سے قاصر ہے مجہد وہ چیز منفرد (Single Particle) ہو لیکن اگر اس چیز کے ساتھ اس کی متعدد امثال چیز ہوں تو ظاہر ہو جاتی ہے۔ جیسے سفیدیں، کی جلد ہر سوئی کے سر کے برابر یا نظر (Fine Black Spot) (دکھائی نہیں دیتا ہیں اگر متعدد یا نظریت چیز ہوں تو نظر آنے لگتا ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ۔ جدید ایڈیشن۔ جلد دوم۔ ص: ۲۳۷۔ مطبوعہ لاہور)

اس انتہائی تفصیلی بحث کو سمجھتے ہوئے آخر میں قدرت خداوندی پر اپنے ایمان و ایقان کا اطمینان فرماتے ہیں:

”دلیل فلاسفہ کے مذہب کے مطابق اگر مان لیں فہما و گرنہ ہماری دلیل ایمان یہ ہے کہ نگاہیں اور تمام چیزیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے ارادے کے تابع ہیں اگر وہ چاہے تو ایک اندرھا تاریک رات میں یا یہ چیزوں کی آنکھ کو دیکھ سکتا ہے اور اگر وہ نہ چاہے تو دون کی روشنی میں فلک بوس پیڑا سے نیگاؤں آسمان کو بھی نہیں دیکھ سکتا۔ چونکہ اس نے چاہا کہ اجزاء اتفاقاً طور پر نظر نہ آئیں اور جب چیز ہوں تو نظر آنے لگیں لہذا جیسا اس نے چاہا ویسا ہی واقع ہوا۔“ (فتاویٰ رضویہ۔ جدید ایڈیشن۔ جلد دوم۔ ص: ۲۵۔ مطبوعہ لاہور)
 امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی علم صوتیات پر مدرس کو ذرہ غازی خاں کے اس کار اور رضا اسلامک مسیٹر کے ذریکر ذرہ اکثر محمد ماک نے تفصیل سے جائزہ لیا اور ایک کتاب ”امام احمد رضا اور علم صوتیات“ کے نام سے ترتیب دی ہے۔ اس کتاب میں آپ نے

کل (D.H.M) Damped Harmonic Motion کہلاتی ہے۔ مذکورہ بالا فرائیں تحقیق کی شرح انگریزی زبان میں یوں کی جاسکتی ہے۔

"Sound waves travel in the medium in a fashion that a sound source produce sound. The energy is taken by a molecule to molecule and it exhibits simple Harmonic Motion. These Molecules strike/ collides with other molecules. The second molecule now Collides with 3rd molecule or this process of collision carries on. Finally the molecule receives the energy released by the source of sound and transmits this energy to the sound detector which may be human ear. In case of damped harmonic motion, actually the amplitudes of the oscillation gradually decreases to zero, with the passage of time, as a result of friction force. This motion is said to be damped motion by friction and is called Damped Hormonic Motion"

(امام احمد رضا اور علم صوتیات۔ ص 34۔ مطبوعہ کراچی)

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ انگریز علم کو دروسوں تک منتقل کرنے کیلئے اتنے مغلص تھے کہ سائل سوال انگریزی سے نہیں بھی کرتا یا سائل کے سوال میں اس علم کی تحقیق مد نظر نہ بھی ہوتی۔ مگر امام احمد رضا علیہ الرحمہ سائل کے جواب میں آنے

جدید طالبی کی نیکیشن سمیم کو امام احمد رضا کے ہتھے ہوئے تو انہیں سے مقابل کیا ہے اور ڈاکٹر صاحب نے اس کتاب میں امام احمد رضا کی علم صوتیات پر مکمل گرفت ثابت کی ہے۔ مثلاً امام احمد رضا محدث بریلوی نے ایک صدی قبل ۱۳۲۸ھ، ۱۹۰۹ء میں اپنے رسالے "الكشف شافیہ حکم فونو جرافیا" میں اپنے مشاہدات کی بناء پر فکر انگریز تحقیق پیش کی۔

"علم اسباب میں حدوث آواز کا سبب عادی یا قرع (Strike)، قلع (Seprate)، اور اس کے سنتے کا وہ تجویز کو تجوید (Renwed undulation) قرع تا ہوئے جوف (کان) تھے۔ تحریر اول کے قرع سے ملا جاؤ اور میں بوجھکل و کیفیت مخصوصہ بنی تھی، کہ بچل حرمنی ہوئی تو وہی الفاظ و کلمات تھے ورنہ اور تم کی آواز کے ساتھ قرع نے بوجھ لاطفاً تحریر اس بجاو کو جبڑن (حکت) بھی دی اس کی جبڑنے اپنے متصل (Next) کو قرع کیا اور وہی پہلا (Harmonic motion Ware) کیے اس میں بنا تھا اس میں اتر گیا پہنچنی وہی آواز کی کاپیاں ہوتی چلی گئیں۔ اگرچہ جتنا فصل (Distance) پڑھتا اور وسا نکل زیادہ ہوتے جاتے ہیں تجویز (Ware undualtion) و قرع (Next Strike) میں ضعیف آتا جاتا ہے اور ٹھپکا پلاکا پڑتا ہے، والہذا دور کی آواز کم سنائی دیتی ہے اور سرف سمجھنیں آتے یہاں تک کہ ایک حد (Limit) پر تجویز (Wave) ختم ہو جاتی ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ۔ جلد ۱۔ حصہ دوم۔ ص ۱۳۔ مطبوعہ کراچی)

جناب ڈاکٹر مالک رقطار از ہیں کہ ایشی恩 مسلم سائنسدان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے 90 قبل اپنے تجویزات و مشاہدات کی بناء پر فکر انگریز تحقیق پیش کر کے عالم اسلام میں سبقت حاصل کر لی (بجیشت مسلم سائنسدان) اور یہ تحقیق آج

والے زمانے کے تشدیلوجوں کی پیاس کا بندوبست فرمادیئے اور یہ بھی ثابت کردیئے کہ کسی سوال کا جواب سو فیصد اس وقت ہی صحیح ہو سکتا ہے جب اس علم کو مفتی جاتا ہو۔ اگر مفتی اس علم کی گمراہی اور گیرائی سے واقف نہیں تو سرسری جواب تو دے سکتا ہے مگر غلطی کا اختلال رہ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے امام احمد رضا علیہ الرحمہ کو ہر علم کا فہم عطا فرمایا تھا لہذا اللہ کی اس عطا کا دوبارہ مظاہرہ فلم کے ذریعہ فرماتے ہیں۔

مثلاً اگر مفتیان کرام سے یہ سوال کیا جائے کہ تم کیلئے کیا شرائط میں تو سب کا متفق جواب ہو گا کہ پتھر، مٹی، جاک۔ پتھروہ پتھروں کو گواہیں گے کہ یہ پتھر ہے ان پتھروں سے تم ممکن ہے اور جو پتھرنیں ان سے تمہیں بھی نہیں ہے اور جب ایسا کوئی مسئلہ سامنے آیا کہ کوئی شے پتھر ہے یا نہیں تو عمومی فیصلہ یہ دیا جائے گا کہ اگر وہ نسل پتھر سے تعلق رکھتا ہے تو اس سے تم جائز ہے درجہ نہیں۔ مگر یہ جواب کوئی نہ دے گا وہ پتھر کیوں ہے اور کیوں نہیں۔ ہاں وہی مفتی جواب دے سکے گا جس کو پتھرنے کے تمام عمل معلوم ہوں گے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ ان ہی مفتیوں میں شامل ہیں جو پتھر کے بننے کے عمل سے واقف ہیں جنچہرے مرجان یا موٹکا ہے (Coral) بھی کہا جاتا ہے امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے طویل تحقیق کے بعد اس کو جان میں شامل کیا ہے۔ وہ اپنے رسالہ "المطہر السعید علی بنت جنس الصعید" میں ایک جگہ شی رملی کے جواز کا موقف بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"مرجان / موٹکا دوسرے پتھروں کی طرح ایک پتھر ہے جو سمندر میں درختوں کی طرح بڑھتا ہے اس لئے عامہ کتب میں جواز پر جزو ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ۔ جدید ایڈیشن۔ جلد 3۔ ص 686۔ مطبوعہ لاہور)
آگے مزید اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اول! اصحاب اجرار (بہر جمیات) نے اس کے ججر (پتھر) ہونے کی تصریح کی اور اسے ججر شجری (Treelikestone) کہا ہے کہ شجر جمر (tree)" (ایضاً)

آگے جل کر جامیں این بیطار کے حوالے سے اسطوکی عبارت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"بند (شاخ دار موٹی) اور مرجان (باخیر شاخ کا موٹی) ایک ہی مرجان کو کہتے ہیں۔ فرق یہ کہ مرجان اصل ہے اور بند فرع مرجان میں تخلی (Rings) اور سوراخ (Cavity) ہوتے ہیں اور بند درخت کی ڈالیوں کی طرح پھیلتا اور بڑھتا ہے اور ڈالیوں کی طرح اس میں شاخیں بھی لکھتی ہیں۔" (ایضاً)

امام احمد رضا علیہ الرحمہ مرجان کو پتھر کی قسم ہی کہتے ہیں اور اس کو سمندری چنان کا حصہ قرار دیتے ہوئے جنہیں زمین زبردیتے ہیں تمہیں کو اس سے جائز کہتے ہیں چنانچہ اپ کا حکم شرعاً ہے:

"لا جرم اس سے جواز تھم میں تھک نہیں" (فتاویٰ رضویہ۔ جلد سوم۔ ص ۲۸۔ مطبوعہ لاہور)
اسی طرح جب ایک سماں نے ریاست را پور محلہ چاہ شور سے، ۱۲ رمضان

المبارک ۱۳۲۸ھ میں سوال کیا کہ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ "نو گراف سے قرآن مجید سننا اور اس میں قرآن شریف بخرا اور اس کام کی نوکری کر کے یا اجرت لے کر یاد یہی اپنی تلاوت کا اس میں بخرا ناجائز ہے یا نہیں اور اشعار حروفت کے بارے میں کیا حکم ہے اور عورت کے ناتج گاہے یا مرامیر کی آزاد اس سے سننا بھی ایسا ہی حرام ہے جس طرح اس سے باہر سننا یا کیا۔ بینوا تو جروا۔"
(فتاویٰ رضویہ۔ جلد ۱۔ حدود۔ ص ۱۱۔ مطبوعہ کراچی)

(فتاویٰ رضویہ۔ جلد ایڈیشن۔ جلد ۲۳ میں ۳۷۱۔ مطبوعہ لاہور)
امام احمد رضا علیہ الرحمہ ایک مفتی کی حیثیت سے اس کا چار لائنوں میں بھی جواز یا عدم جواز کا فتویٰ دے دیتے تھے لیکن آپ نے علم صوتیات کے ماہر کی حیثیت سے اس بات کا جائزہ لیا کہ آواز کی حقیقت کیا ہے اور یہ کس طرح فضایا میں سفر کرتی ہے اور کانوں تک پہنچتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ اس کا جواب رسالہ کی صورت میں دیا اس جواب کا خلاصہ ملاحظہ کیجیے:

”یہاں ہمیں دو باتیں بیان کرنی ہیں ایک یہ فونوگراف (Gramophone) سے جو آواز آتی ہے وہ یعنیہ (Same) اس آواز کنندہ کی ہوتی ہے جس کی صورت (آواز) اس میں بھری ہے۔ قاری ہو، خواہ متكلّم، خواہ آکہ طرب وغیرہ با۔ دوسرا نیکہ بذریعہ تلاوت جو اس میں ولایت ہوا پھر ستر یک آں (Instrument) جو اس سے ادا ہو گناہیا جائے گا حقیقت قرآن عظیم ہی ہے۔ اب ہم ان دو دعویوں کو دو مقدموں میں روشن کریں گے۔ وباللہ توفیق

مقدمہ اولیٰ کا بیان ان امور کی تحقیق چاہتا ہے:

- ۱)..... آواز کیا چیز ہے؟ ۲)..... کیوں کر پیدا ہوتی ہے؟ ۳)..... کیوں سننے میں آتی ہے؟ ۴)..... اپنے ذریعہ حدوث کے بعد بھی باقی رہتی ہے یا اس کے ختم ہوتے ہی فا ہو جاتی ہے؟ ۵)..... کان سے باہر بھی موجود ہے یا کان ہی میں پیدا ہوتی ہے؟ ۶)..... آواز کنندہ کی طرف اس کی اضافت کیسی ہے وہ اس کی صفت ہے یا کسی چیز کی؟ ۷)..... اس کی صفات کے بعد باقی کہ کتنی ہے یا نہیں؟ (فتاویٰ رضویہ۔ جلد ا۔ ص ۳۷۱)
- مقدمہ اولیٰ پر مندرجہ بالا عروانات کے تحت اپنے طویل سائنسک دلائل کے بعد آخر میں جو نتیجہ اخذ کیا ہے ملاحظہ کیجیے:

”بائبلیک تینیں طبلہ، سارگی، ڈھولک، ستار یا ناچ یا عورت کا گانا یا غوش گست وغیرہ وغیرہ جن کی آواز کا فونو سے باہر سنا حرام ہے بلائیں کافونو سے سنا بھی حرام ہے نہ یہ کہ اسے مجھ تصور و حکایت قرار دے کر حکم اصل سے جدا کردیجئے۔ یہ مجھ باطل و بے معنی ہے“ (فتاویٰ رضویہ۔ جلد ا۔ ص ۳۷۱)



(نام احمد بندر ساری مسیحی تحقیق)

(101)

”واجب تعالیٰ واحد حضن ہے اور جو واحد حضن ہوتا ہے اس کیلئے تعدد بھاجت بھی نہیں ہوتا ہے۔ لہذا واجب تعالیٰ کیلئے بھی تعدد بھاجت نہ ہوگا اور چونکہ خالق اشیاء تعدد فرض کئے جانے کی صورت میں تعدد بھاجت لازم آئے گا۔ اس لئے واجب تعالیٰ سے شے واحد کے علاوہ دوسرا اشیاء کا صدور بھاول ہوگا“ فلاسفہ کے اس اعتراض جس میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کے خالق ہونے اور اس کی صفات عالیہ کا انکار کیا ہے کا جواب دینے سے پہلاً اعلیٰ حضرت امام الہلسنت احمد رضا عالیہ الرحمٰن پر الزاری سوال کرتے ہوئے بدل لائیں جس کے رویں ہمارے اکثر مشکل میں مصروف ہوئے اور لماوا نسلم کا سلسلہ بڑھا۔ حالانکہ اس دعوے و دلیل کو ہاتھ لانے کی اصلاح احتیٰ نہیں کچھ مضر تھا اور نہ ہی ان مشرکین کو کچھ فناخ تھا۔“

یہ تو الزاری سوال تھا جس میں امام احمد رضا عالیہ الرحمٰن فلسفہ بالطلہ کے پیروں سے اپنے اس نکوہ بala دعوے پر دلیل لانے کا چیخن یا ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ کامل ہے کہ یہ عقل کے اندر ہے اور شعور سے پیگاہ قیامت تک بھی اس میں کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ اس کے ساتھ مولا ناجترم نے اس کا بڑا ہی دلیل و مکتوب جواب دیا ہے جو چار بڑے ہی اہم دلائل و براہین پر مشتمل ہے اور اپنے اندر پوری طرح کمل ہے۔ قارئین کی دلچسپی اور اشنازہ معلومات کیلئے اسے بیہاں پر بنی ان کی کتاب ”الكلمۃ الملمهمة.....“ سے لفظ کر رہے ہیں۔

بہان اول.....

ان خبشا سے پوچھا گیا کہ عقل اول بھی تو ایک ہی چیز ہے ان سے دو (۲) بلکہ ابن سینا کے ظاہر کلام پر پانچ کس طرح صادر ہوئے؟ (۱) عقل ثانی۔ (۲) فلک

متکلم اسلام مولانا احمد رضا خاں اور فلسفہ بالطلہ کا ابطال

(ڈاکٹر رضا الرحمن عاشر نسبتی)

فلسفہ کا ایام بالطلہ اور مظہومات فاسدہ نے اسلامی عقائد پر کتنا بڑا اثر ڈالا ہے۔

اس کا اندازہ اہل فکر و فلسفہ کو بخوبی ہو گا۔ قوم و ملت کی اس اہم ضرورت کا احساس فرماتے ہوئے ہی فاضل بریلوی علی الرحمٰن نے اس موضوع پر بھی عمیق تحقیقات کی ہیں۔ اس فن میں بھی یوں تو آپ نے بہت کچھ تحقیقی کام کیا ہے مگر آپ نے تصنیف ”الكلمۃ الملمهمة فی الحکمة المحکمة لوهاء الفلسفه المشتممه“۔

بہت ہی اہمیت کی حالت ہے اس کتاب میں فلسفہ قدیمہ کے ابطال و درمیں بڑی عمدہ تحقیقات میں ہیں جن میں سے ایک کا ذکر بیہاں کیا جاتا ہے۔ خدا نے ذوالجلال اپنی خالقیت میں یہاں واحد ہے اور کوئی بھی اس کا شریک نہیں ہے اس بات کا اثبات اسلامی ولائل کی روشنی میں بالکل واضح ہے لیکن اس کے برخلاف فلاسفہ کا یہ مگان فاسد ہے کہ واجب تعالیٰ کے ساتھ ہی عقول بھی شریک تھیں میں اور یہ بھوکی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے صرف عقل اول کو پیدا کیا ہے اور اس کی تھیں کے بعد (معاذ اللہ) وہ ناکارہ معطل ہو گیا اس کے بعد عقل اول نے عقل ثانی کو پیدا کیا اس کے ساتھ ہی فلک تاسیح کو عالم و جو دنیا لایا گیا۔ عقل ثانی نے عقل بالاث و فلک بنائی ہے مامن کو پیدا کیا۔ یعنی ہر عقل ایک عقل اور ایک فلک بناتی آئی بیہاں تک کہ عقل تاسیح نے عقل شاشر اور فلک و قمر بنائے پھر عقل عاشر نے تمام دنیا کی تھیں کی اور اسے ہی وہ پوری طرح فعال مانتے ہیں اور دنیا کے تمام افعال و تغیرات کا اسے ہی موجود گھرتے ہیں۔ اپنے اس دعوے کے اثبات میں وہ حضرات پیش کرتے ہیں۔

تاجع۔ (۳) اس کی صورت (۲) اس کا نقش مجددہ (۵) نقش منظہ بھر۔

یہ کسی اس کا جواب یہ ہے یہیں کہ عقل اول اگرچہ اپنی ذات میں واحد ہے گروہ جهات و اعتبارات رکھتی ہے۔ اب مضطرب ہوئے کیوں کہ اس پر بھی متفق نہ ہو سکے بلکہ کسی نے وجہتیں رکھیں۔

(۱) مکان ذاتی (۲) وجہب بالغ اور ان دو جہتوں سے ہی فلک اور عقل صادر

ہوئے۔ بعض بولے کہ فلک میں زخمی ہی تو نہیں نقش بھی تو ہے تو کیا دو جہتوں کافی ہوں گی انہوں نے تیسری کا دراضافہ کیا اور اس کا نام رکھا "وجود فی نفسیہ"

اس کے بعد کچھ اور فلسفی چونکے انہوں نے کہا جسم فلک میں دو اور جو ہر ہوتے ہیں جن

کو "ہیوی اور صورت" کہا گیا ہے اس طرح اس میں چونچی صفت کا اضافہ ہوا۔ بعض

نے شاید یہ خیال کیا کہ ابھی نقش منظہ بردہ گیا انہوں نے پانچوں کا اور اضافہ کیا اور

اس کا نام رکھا "عقل کا اپنے آپ کو جانا" فلاسفہ کے اس بے بنیاد ہوئے پر امام فلاسفہ

منطق مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ نے برائیخ اعزز ارض کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں۔

اے شیخو!..... ایسے جہات کی مبداء اول میں نہیں؟ ہمارے نزدیک بھی تو

خدا کا (۱) وجود ہے۔ (۲) وجود ہے۔ (۳) اپنی ذات کریمہ کو جانتا ہے۔ (۴) اپنے

ہر غیر کو جانتا ہے۔ (۵) نہ جو ہر ہے۔ (۶) نہ غرض ہے۔ (۷) نہ مرکب (۸) نہ

متبر جی نہ سہنائی شمع کافی نہ زمانی..... نہ..... نہ..... نہ ای آخرہ۔ خبیث کا صریح ظلم

ک عقل میں جہات لے کر اسے تو موجود متعدد اشیاء مانیں اور بیہاں محال

جائیں۔" (الكلمة المألهمة۔ ص ۲۲)

یعنی یہ ترجیح بالرجح باطل ہے لہذا فلاسفہ کا یہ قول بھی امام احمد رضا خاں علیہ

الرحمہ کی دلیل باعذیل سے ثابت ہوا کہ عقل اول کو چند جہتوں کے اعتبار سے چند اشیاء

کا موجہ بناڑا لیں اور واجب حس میں غیر مقنای ہی جہت ہیں اس کو ان جہات کے اعتبار سے خلق، اشیاء، تسلیم نہ کریں اور ان کے ہی قول کے سبب ترجیح بالباطل ہے لہذا فلاسفہ کا یہ قول بھی پوری طرح ثابت ہوا کہ واجب تعالیٰ صرف خلق اول ہے اور اس کے وہ ناکارہ م uphol ہو گیا۔

قارئین کرام! ان غور فرمائیے کہ امام الباقیت فلاصل یہ بدل احمد رضا خاں علیہ الرحمہ نے فلاسفہ کے اس باطل عقیدے کو کتنے واضح و مدلل طریقے پر غلط ثابت کر دیا ہے۔ آپ کی اس تحقیقت کی روشنی میں فلاسفہ جو ابراہیمات آج تک اہل تماہب پر لگاتے رہے تھے آج خود اسی میں اٹھے ہوئے ہیں۔

اللهم انت السلام

اللجم ہے پاؤں پار کارا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام صیاد آگیا
یعنی فلاسفہ و مرسووں پر بلا وجہ بطلان فساد کا بوجھ ڈالتے تھے آج خود انہی کی گردنوں کیلئے بیال جان بن چکا ہے مولانا احمد رضا علیہ الرحمہ کے ذریعے فلاسفہ کے اس روایت نے اب پورو شدن دلیل کے بعد فلاشفہ کے بطلان کیلئے اب مزید کسی اور دلیل کی ضرورت تو نہ تھی مگر ان کے ٹکست و ریزت کیلئے فلاشفہ کے تابوت میں آخیزی کیلئے شوکنے کے ارادے سے آپ نے مزید دلیلیں پیش فرمائیں ہیں۔ حد تو یہ ہے کہ مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ نے ان دلائل کی روشنی میں پوری طرح ثابت فرمادیا ہے کہ ان فلاسفہ کا قول "لا يصدر عنه الواحد" خودی مجتہد تقصی و شیع فساد ہے۔

برہان ثانی:.....
فلاسفہ کے اس باطل عقیدے کی امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے ایک اور دلیل کے

ذریعہ تردید کی ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

”ان فلسفیوں نے عقل میں پائی جتیں نکالیں۔ (۱) امکانی ذاتی (۲) وجود باخبر (۳) وجود فی نفسہ۔ (۴) اس کا اپنے کو موجود جائز کرنا۔ (۵) عقل کا اپنے آپ کو پہنچانا۔

ان تمام جیتوں کے اعتبار سے انہوں نے اسے پائی اشیاء کا موجود میں ان فلاسفہ سے پوچھتا ہوں کہ عقل اول میں جہت تفہیص بھی ہے لہذا امکان کو جہت ایجاد کردار دینا درست نہ ہوا۔ سے خالق کیوں نہ بنایا؟ ترجیح بلا مردج کیسی؟ (الكلمة المهمة۔ ص ۲۳)

والمستلزم للمحا ل محال نفسه فقولك باطل“

مندرجہ بالا اقتباس میں مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمۃ ثابت بنیان چاہتے ہیں کہ فلاسفہ ترجیح بلا مردج باطل فرار دیتے ہیں حالانکہ اگر خداون کے کلام کا جائزہ یا جائے تو ترجیح بلا مردج سے بھرا پڑا ہے کیوں کہ انہوں نے عقل کو جہت باخبر کے اعتبار سے مثلاً خالق بنایا مگر باوجود یہ شخص کی جہت بھی موجود تھی۔ لیکن اس کے اعتبار سے خالق نہ بنایا۔

مرہان ثالث.....

اس صحن میں تیری دلیل کے طور پر امام فلسفہ مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمہ اس طرح رقطراز ہیں:

فلسفہ کے اس اشد ظلم کو دیکھنے کے عقل اول میں اس کا امکان جہت رکھا۔ حالانکہ انتقامی الوجود ہے نہ جہت افلاطون و جو..... المکملۃ المهمۃ من (۳۳) اس دلیل کی وضاحت یہ ہے کہ فلاسفہ نے عقل اول میں امکان کو جہت خالقیت

و ایجاد بنایا حالانکہ یہ امکان محتاج الوجود ہونے کا سبب وجہت ہے اور جو سب احتیاج الوجود ہو وہ سبب عدم احتیاج الوجود (ای الایجاد) کیسے ہو گا۔ یہ اجتماعی تفہیصیں و انتقالات میں ہیں۔ لہذا امکان کو جہت ایجاد کردار دینا درست نہ ہوا۔

امام اہلسنت جامع علمیت مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمہ کے فلاسفہ بالطلہ کے غیر فرسودہ نظریات کے روایتیصال کے سلسلے میں یہ چند دلائل تھے۔ اب آئیے۔ اُندر میں آپ کی اس دلیل کا بھی جائزہ لے لیں جس میں آپ نے فلاسفہ کے قول ”الواحد الا يصدر عنه الواحد“۔ یعنی کوپری طرح باطل و ناتاریہ تھا بت کر دیا ہے۔

مرہان رابع.....

اس موضوع پر فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی یہ عظیم الشان دلیل ہے جس نے فلاسفہ بالطلہ کے اس مجموعہ ولاعیین نظریے کی دھیان اڑا کر کھو دیں۔ اور اسلام کے عقیدہ الہی، اور اس کے واحد و تام مطلق ہونے کا پورا پورا ثبوت دے دیا ہے۔ جس کے بعد اس سلسلے میں کسی طرح کے نتیج و انشکال کی ذرا بھی جگہ نہ رہی۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔

”اس سلسلے میں ہماری گنتیگو واحد محض موجود من جیٹ المخوازیں ہے اور یہ بات حقیقت ہے کہ ایجاد کیلئے وجود خارجی شرط ہے کیونکہ جو خود موجود خارجی نہ ہو وہ کسی دوسرے پر افاضہ جو دیکھا کر۔ لہذا موجود کیلئے وجود خارجی شرط ہے اور تمہارے ہی قول کے مطابق ہر فاعل و مصدر کیلئے مصدریت ضروری ہے۔ اب واحد محض کیلئے دو چیزیں ضروری ہو گئیں (۱) وجود خارجی (۲) مصدریت۔ اس کے علاوہ وہ تمام خصوصیات مثلاً ذات تقریر و جو تین یعنی جو شرائط ایجاد ہیں ان کا بھی اعتبر ہو گا۔ اب دریافت طلب امریہ ہے کہ کیا اب بھی موجود من حیثیت ہو موجود واحد محض رہا؟ بلاشبہ

فلسفہ کا جواب یہ ہوگا کہ وہ واحد محقق نہ رہا کیونکہ اس کے متعدد جهات پر ہاگیں الہندا یہ لازم آیا کہ جسے واحد محقق نہ رہا تو تمہارے قول "الواحد لا يصدر عنه الا الواحد" کا منفیوم اب یہ ہوگا وہ واحد محقق نہیں اس سے ایک بھی شے صادر ہوگی اور بھی اجتہاع تحقیقیں ہے۔ اور ایسا جامع تحقیقیں کام خود ہی محل ہوگا۔ نہ یہ کہ اس سے کسی شے واحد کے صدور اور عدم صدور بھی سے بحث کی جائے۔ (الكلمة المأهولة، ص ۲۶)

مندرج بالا تفصیلات کی روشنی میں بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کتنے دل اور پیشہ طریق سے امام الكلام جامع فلسفہ و اسلام فاضل بریلوی علیہ الرحمہ فلسفہ بالطلہ کے اس موبہم نظریے کی وہیں اڑا دی ہیں جس میں خاصے تعالیٰ کو دل کی گئی ہے۔ ناکارہ و بے لیس خیال کر کے اس کے متعدد قائم مقام ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

آپ نے نہایت مصبوط و پیشہ طریق سے اس خلاف اسلام نظریے کا درکار تھے ہوئے اسلام کے عقائد و نظریات کا تحفظ کیا ہے اور اس پر چار علم الشان برائین پیش کر کے فلسفہ بالطلہ کے ماننے والوں کو دمن ان شکن جواب دیا ہے۔ اور پوری طرح سے ثابت کر دیا کہ دوسرے اسلام کے مطابق اللہ تعالیٰ کو واحد ارشیک لہ اور قادر مطابق قرار دیا جانا ہر طرح سے صحیح اور حق ہے۔ اس طرح مولانا موصوف نے باریک مبنی اور عقل و شعور سے کام لیتے ہوئے فلسفہ کے غیر اسلامی نظریے کو تحقیقی انداز سے پرکھا اور نہایت قوی برائین دلائل سے اس کا ابطال کیا۔ اور آپ نے کس ندر تحقیق اور گہرائی کے ساتھ فلسفہ کا وہ اصلی پیر ہے نقاب کر دیا ہے جو اسلامی لغویات و خرافات کا مجھ پر ہے۔ ان سے جہاں آپ کے بے مثال تحقیق ہوئے کاشیوں ملتا ہے دیں یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ دیگر علوم و فنون کی طرح فلسفہ و مطقہ پر بھی آپ کی گہری نظر تھی اور اس امید میں بھی آپ کی گراں ندر خدمات ہیں۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ اور تحقیق زلزلہ

(پروفیسر اکٹھر مجید اللہ قادری)

اس سے قبل کہ سائنسدار امام احمد رضا قادری بریلوی (1340ھ - 1921ء) علیہ الرحمہ کا زلزلہ سے متعلق یہ محقق پیش کروں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ پہلے انحضر کے ساتھ زلزلے سے متعلق بنیادی معلومات فراہم کروں تاکہ مطالعہ کرنے والے قارئین حضرات یہ جان سکیں کہ بر صغیر پاک و ہند کے علم سائنسدان علم کے ہر گوشے سے بھر پورا واقعیت رکھتے تھے اور ہمیشہ اپنا موقف قرآن و حدیث کی روشنی میں پیش کیا افسوس اس بات کا ہے کہ دور حاضر میں ۹۹ فیصد مسلمان اور مسلم سائنسدان آج صرف اور صرف مغربی افراد کا مطالعہ کرتے ہیں اور ان خیالات اور تحقیق کو حرف آخر سمجھتے ہیں وہ بھی نہیں جانتے کہ آج دنیا کی ساری ترقی پہلے مسلمان سائنسدانوں کی مر ہوں مدت کے کاش کے مسلمان فی زمانہ بھی قرآن و حدیث کا عین مطالعہ کریں اور علم سے متعلق اپنا عیندہ موقف قرآن و حدیث کی روشنی میں پیش کریں اور دنیا کا علم بلند رکھیں۔

زلزلہ کیا ہے؟

زمین میں اگر قصر تراہیست پیدا ہو یا زمین میں درازی پڑ جائیں یا چاک زمین پہاڑ کا کچھ حصہ ایک دوسرے سے میلوں دور کرک جاتا ہے زمین الٹ جاتی ہے کہیں کہیں زمین پھٹ جاتی ہے جس کے باعث بعض دفعہ زمین ایسے بھلاتی ہے جیسے کوئی جھوکے پر بیٹھا ہو، گر کر اٹھتی زیادہ ہوتی ہے کہ بعض وقت امورات اسی آواز کے باعث ہو جاتی ہیں یہ سب کیسے ہوتا ہے اس کیلئے وہ اقتضایات ملاحظہ کرنے۔

معلومات کے مطابق انسان کی بیدائش سے 6 دن پہلے اللئے تعالیٰ نے زمین و آسمان اور جو کچھ اس کے اندر ہے تحقیق فرمایا لیکن اس حقیقت کا کوئی تعمین نہیں کیا اللہ تعالیٰ کا ایک دن جمارے کتنے سالوں کے برابر ہے اگر ایک دن 1000 لیٹن کے پر ابر ہو جائے تو سائنس کا اندازہ صحیح ہو سکتا۔ بہر کیف جب زمین و جوہ میں آئی آگ کا ایک دھلتا ہوا گولا تھی آہستہ آہستہ بخشندری ہوئی جس کے باعث اور تو آٹھی چنانیں بن گئیں مگر اس کے نیچے یا زمین کے خول میں لا و ما تک کی صورت میں موجود رہا جو وہ وقت اس طرح گھوم رہا ہے جس طرح کوئی انسان ہاتھ سے لی جاتا ہے تو وہی گھومتا ہے اور اپر کا نیچے اور نیچے کا اپر ہوتا ہے رہتا ہے بالکل اسی طرح یہ لا و ما زمین کے اندر گھوم رہا ہے اور اپر کی چنان پارکر گھرتا ہجی ہے اور کہیں کہیں سے آتش نشاں کے پھنسنے کا باعث بھی ہو جاتا ہے۔

آٹھی پہاڑ زمین پر (Continetal crust) اور سمندر کے تہہ کے نیچے میں اور یہ خخت موئی تہہ دوسرا سے دور ہوئی میں گئیں یہ Crust plate کی صورت میں چاروں طرف سے لا و ما کو ڈھانپنے ہوئے میں ہیں اور یہ خخت موئی تہہ دوسرا سے دور ہوئی میں گئیں یہ Margines پر دباؤ دوسرا کے نیچے جا رہی ہے جس کے باعث ان کے سروں Fault بہت زیاد ہو جاتا ہے تو اب یہ خارج ہونا بھی چاہتا ہے پہاڑوں کی روگوں zones سے اس کا خارج آسان ہوتا ہے یہ ہی وہ جگہ ہوتی ہے جہاں زلزلہ محسوس کیا جاتا ہے کیونکہ زلزلہ ہم اس وقت محسوس کرتے ہیں جب یہ کہ سائنس اس دباؤ (Strain) یا اس الگی کے خارج کو جب زلزلہ بناتی ہے گرام احمد رضا علی الحساس کے خلاف ہیں آپ کا کہنا ہے کہ Stored energy کا خارج سب زلزلہ میں

A sudden motion or trembling in the Earth caused by the abrupt release of slow accumulated by faulting of volcanocanose)(Glossary p.151 Earth quake:a shaking of the ground caused by the sudden dislocation of material with in the earth some earth quakes are so slight that they are bare.felt, others are so violent that they cause extensive damage.

the focus of an earthquake is the centre of the region where the earth quake originates and it usually less than 20 miles below the earth,s surface-The greatest record is 450 miles below the surface of the earth. The point on the earth,s surface directly above the focus is called the Epicentre near which most earth quake damages occurs(the webstar Encyclopedia.vol.6p.186)

زلزلے کا مرکز

زلزلہ اگرچہ کہیں بھی کسی بھی وقت آسکتا ہے گرماں کے کچھ ملاتے ایسے ہیں جہاں پر اکثر آتے رہتے ہیں میلانی اور جنوبی امریکہ کا مغربی ساحلی علاقہ اور جاپان، فلپائن کا علاقہ 85% نیصد زلزلہ کی روڈ میں جبکہ ہنایہ، کوہ قاف، کوہ الپائن پورپ تک پہاڑی سلسلہ 10% نیصد زلزلے سے متاثر رہتا ہے جبکہ بقیہ 5% نیصد زلزلہ دنیا میں کہیں بھی آسکتا ہے۔

زمین کا وجہ سائنس کی تحقیق کے مطابق 4500 لیٹن سال قبل ہوا تھا جبکہ قرآنی

بلکہ یہ اخراج زلزلہ resultant ہے زلزلہ کا سبب ان پہاڑی سلسلوں میں موجود Root میں کسی قسم حرکت کے سبب آتا ہے آئیے امام احمد رضا علیہ الرحمہنی تحقیق اور جتنوں سے آگاہی حاصل کریں۔

رقم امام احمد رضا علیہ الرحمہنی فتاویٰ رضویہ کی جلد 12 کا مطالعہ کر رہا تھا اس کے دروان استثناء ایسے نظر آئے جس میں سوالات کرنے والوں نے زلزلے کے سبب سے متعلق سوالات کئے ایک سوال کا جواب توہہت مختصر تھا دوسرا خاص طور پر جس کو انҳصار کے ساتھ بیہاں تحریر کروں گا تاکہ قارئین کی وضیحی بھی قائم رہے اور ضمنوں میں ربط بھی برقرار رہے۔ تفصیل اگر کسی کو درکار ہوتی فتاویٰ رضویہ کی جلد 12 کا 189 میں فخر کیا گی اس کا مطالعہ کرے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہنی کے جواب میں جو عبارات تو میں میں نظر آئے وہ اس احتکری ہے جو صرف قاری کو سمجھانے کی خاطر تحریر کی ہے تاکہ امام احمد رضا علیہ الرحمہنی بات آسانی سے سمجھ سکے آئیے اب دونوں فتاویٰ کا جائزہ لیں۔

سوال:.....مرسلہ مولوی شاہ

زلزلہ آنے کا سبب کیا ہے؟

جواب:.....اصلی بات یہ ہے کہ زلزلہ آنے کا باعث آدمیوں کے گناہ ہیں اور پیدائیوں ہوتا ہے کہ ”ایک پہاڑ تمام زمین کو محیط ہے (غالباً اس سے مراد Oceanic and Continental Crust کرتا ہے) جو یقیناً پوری زمین کو محیط ہے اور یہ سب آتشی چٹانیں ہیں اور اس کے ریشے (اس سے مراد اندر کی Crust ہیں جو پوری زمین کو محیط ہے اور کہیں اس کی تہ سوکل سے کہیے اور کہیں یہ تہ 500 میل سے بھی زیادہ ہے) زمین کے اندر اندرون سب جگہ پھیلے ہوئے ہیں جیسے بڑے درخت کی ہیڑیں دور تک اندر اندرون

پھیلیں۔ جس زمین پر (معاذ اللہ) زلزلہ کا حکم ہوتا ہے وہ پہاڑ اس جگہ کے ریشے Roots کو جیسی دیتی ہے زمین بلے گئی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 12 صفحہ ۱۸۹ مطابق محمد بن امیہ)

دوسرے امثلہ سردار حبیب الرحمن خان نے 26 صفر 1332ھ میں خلائق کی تحریر سے کیا تھا۔

سوال:.....(1).....نسبت زلزلہ مشہور ہے کہ زمین ایک شاخ (سینک) گاؤ پر ہے کہ وہ ایک مچھلی کو کھڑی رہتی ہے جب اس کا سینک تھک جاتا ہے تو وہ سرے سینگ پر بدلت کر رکھتی ہے اس سے جب جیش و حرکت ہوتی ہے اس کو زلزلہ کہتے ہیں اس میں استثناء یہ ہے کہ (2).....سچل زمین ایک ہی ہے اس حالت میں جیش سب زمین کو ہونا چاہیے۔ (3).....زلزلہ سب جگہ کیسا آنا چاہیے۔ (4).....گزارش یہ ہے کہ کسی جگہ کسی جگہ زیادہ اور کہیں بالکل نہیں آتا۔ (5).....جو کیفیت اور حالت صحیح ہو اس سے معزز فرمائیے (جلد ۱۲ ص ۱۸۹) یہ مگان باطل ہے کہ زمین گائے کے سینگ پر اور وہ پھولی پر (4-3-2) کا جواب دیتے ہوئے قطر اڑا ہیں۔

زمین اجرائے مفترقہ کا نام ہے (زمین ذرات کے آپس میں جڑے رہنے سے میں ہے اگر غور سے دیکھا جائے (خود زمین کے ذریعہ) تو یہ مفترقہ ایجاد اظہار میں گے اور ان کے درمیان جگہ Voids ہوتے ہیں) حرکت کا اثر بعض اجزاء کو پہنچانا بعض کو نہ پہنچانا مستعد (دور از قیاس) نہیں (زلزلہ اس لئے کہیں کہ اور زیادہ محض ہوتا ہے کہ یہ پہاڑ کوئی ایک جسم تو نہیں ذرہ ذرہ بڑا ہوا ہے اور اس میں بھی سوراخ یہیں اس لئے جیش جب کہیں شروع ہوتی ہے تو وہ آگے جا کر کم سے کم ہوتی چل جاتی ہے اس لئے زلزلہ مختلف گجرات کا ہوتا ہے۔)

عقیدہ تو یہ کہ کاظم رکتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اہلسنت کے نزدیک ہر چیز کا سبب اصلی محض ارادۃ اللہ ﷺ ہے جتنے اجراء کیا ارادہ تحریر کیا ہو انہیں پر اثر واقع ہوتا ہے اور اس۔ (ص ۱۹۰)

آگے چل کر امام احمد رضا علیہ الرحمہ سبز زرزلہ پر گنگوہ فرماتے ہیں ملا حظی تکہ:
خاص خاص موقع میں زرزلہ آنا دوسرا جگہ نہ ہونا اور چہاں ہونا بھائی بھی شدت
و خفت میں ملٹ ہونا اس کا سبب وہ نہیں جو گواہ بتاتے یہی سب حقیقی تو ہدی ارادۃ اللہ
اور عالم اسے اصلی بندوں کے مخاص۔
”ما اصحابک من مصیبته بما کسبت ایلیکم و یغفار عن کبیرا“ (شوری)
ترجمہ:..... تمہیں جو مصیبہ پہنچی ہے تمہارے ہاتھوں کی کامیابی کا بدله ہے اور وہ بہت
پکھ معاف فری بادتا ہے۔

اور وجہ واقع کوہ قاف (یہ چینیاں لک کے پہاڑ کا سلسلہ ہے جو ایک طرف ہمالیہ سے
جاتا ہے اور دوسری طرف یہ کہاں سے ملتا ہے اور پرے پورپ سے گزرتا ہے) کے ریشے
(Roots) کی حرکت سے حق بجانہ و تعالیٰ نے تمام زمین کو چھپا دیا ایک پیہاڑ پیدا کیا ہے
جس کا نام قاف ہے (یہاں قاف سے مراد Crust پری زمین کو چھپا ہے جس کی جزیں
Sial لک ہوتی ہیں اور یہ Sial ادا مانع کی حالت میں ہے) کوئی جگہ اسی نہیں جہاں اس
کے ریشے زمین پر نہ پھیلے ہوں جس طرح یہ کی جزا ہے تمام زمین تھوڑی سی جگہ میں
ہوتی ہے اور اس کے ریشے زمین کے اندر اندر بہت درستک پھیلے ہوتے ہیں کہ اس
کے وجہ ارہوں جمل قاف جس کا تمام کرہ زمین کو اپنے پلیٹ میں لئے ہے اس کے
ریشے ساری زمین میں اپنا جال پھانے ہیں اور کہیں اور پر طاہر ہو کر پیہاڑیں ہو گئے
(لئنی ہیں) Mountion chains بن گئے ہیں ہالیہ، الپائن، دنیبر وغیرہ کہیں سطح تک
اک کھم رہے ہے زمین سنگاخ کہتے ہیں (یہ shield علاقتے ہوتے ہیں جہاں پیہاڑ تو
نہیں گرد پاہاں کی زمین آتشی نویعت کی ہوتی ہے جیسے اٹیا، راجستان، کا علاقہ یا پاکستان میں تھر
پاکر کا علاقہ جہاں کی زمین پر آتشی زمین Granite Rocks کی کہیں زمین کے اندر

بے قریب ہیدا یے کہ پانی کے ان (Shore line) سے بھی پیچ آتشی پیہاڑ کے سلسلے زمین
پیچ کی گہرائی یا بہت گہرائی کے بعد بھی آتشی چنانیں (Oceanic Crust) کی ٹکل میں
 موجود ہوتی ہیں۔ ان تینوں حالتوں Oceanic Continental Crust کے اوپر زمین
رسوی Sediment چنانیں پانی جاتی ہیں (ان مقامات میں زمین کا بالائی (پی
(حصہ) درستک زمینی رہتا ہے ہمارے قرب کے عام علاقوں ایسے ہیں (کہا درستک زمینی
کے پیہاڑ میں جمل پوری نیتیں یا پیہاڑی علاقوں) گنبد اندر (لئنی پیچ آتشی
پیہاڑوں کے) قاف کے رو گوریش سے کوئی جگہ خالی نہیں (کہ اس زمین پیہاڑوں کے پیچے
آتشی پیہاڑیاں Oceanic crust Continental Crust میں موجود ہے جس کی
شانیں پیچ کی جاتی ہیں اور ہاں تک جاتی ہیں جہاں ادا مانع (Sail) کی حالت موجود ہے اور
یہ ادا حرکت کرتا رہتا ہے اور یہ حرکت ان Roots میں حرکت پیدا کرتی ہے اور یہ اپنے منتقل ہوتی
جاتی ہے اور اپنے کی سطح تک کھینچ کر ہاں زرزلہ کا سبب ہوتی ہے)۔

جس چکر زرزلہ کیلئے ارادۃ اللہ تھی ہوتا ہے قاف کو ہم بتاتا ہے کہ وہ اپنے ہاں
کے ریشے کو جنتیں دیتا ہے صرف دیں زرزلہ آئے گا جہاں کے ریشے کو حرکت دی
گئی (لئنی) جہاں لا ادا کے حرکت سے Roots Crust میں حرکت ہو گی اور انہی
پیہاڑی علاقوں میں زرزلہ آئے گا پھر جہاں خفیت کا حکم ہے اس کے محاذی ریشے کو اپنے
ہلاتا ہے اور جہاں شدید کامن ہے ہاں بتوت ہے۔ جہاں تک کہ یہاں کے بعض جگہ
صرف ایک دھکا سالگ کر ختم اور اسی وقت درستے قریب مقام کے درود پوچھ جو لو
لیتے ہیں اور تیری گجر زمین پھٹ کر پانی کلکی آتا ہے یا بعض دفعہ مادہ کر تیں مشتعل ہو کر
شعلے لکھتے ہیں جیوں لی اواز پیدا ہوتی ہے امام احمد رضا علیہ الرحمہ سبز یہاں
intensity or Earthquake magnitude کے متعلق گنگوہ فرماتے ہیں اور اس کے اسکیل

تے ہیں۔

”اللہ تعالیٰ نے ایک پیارا پیدا کیا جس کا نام قاف ہے وہ تمام زمین کو محیط ہے اور اس کے ریشے اس چنان تک پھیلے ہوئے جس پر زمین ہے جب اللہ تعالیٰ کی گجراز لہ لانا چاہتا ہے تو اس پیارا کو حکم دیتا ہے اور وہ اپنے اس جگہ کے تصل ریشے کو زلزلہ ایک ہتھی میں آتا ہے دوسرا سی میں نہیں۔

(”تماویٰ رضویہ جلد 12 ص 191: بحوالہ خطاب احتقبات امام ابوکبر ابن ابن الدین،“)



کے تعلق ہتا ہے میں کہ جب زلزلہ آتا ہے تو کہیں بالکل خوس ہوتا ہے کہیں زمین پھٹ جاتی ہے وہ پانی اگل دیتی ہے یا پھر بعض دفعہ آتشی مادہ نکلنے لگتا ہے جو کہ آگ کی صورت میں ہوتا ہے اور ساتھ ہی گردگڑا ہٹ کی بہت تیز آوازیں آتی ہیں۔

زمین کے نیچے ربوتوں (Liquid magma) میں حرارت شیش کے عمل سے بخارات سب جگہ پھیلے ہوئے ہیں (جو کہ پتوں کے سوراخ میں (Voids) موجود ہوتے ہیں) اور بہت دخانی مادہ (Gaseous vapours) ہے جیش کے سبب زمین سچ ہو کر بخار و دخان نکلتے ہیں (یعنی جب زمین میں حرکت شروع ہوتی ہے تو اس کے سبب زمین میں حرکت شروع ہو جاتی ہے تو اس کے سبب میں زمین میں دراڑیں پیدا ہوتی ہیں اور ان دراڑوں کے ذریعہ gases یا بخارات جو اندر سچ ہتے باہر نکلتے ہیں دھواں و دھواں ہو جاتا ہے (طبیعت میں پاؤں تسلی دیکھنے والے (یعنی علم طبیعت کے ماہرین) انہی کے ارادہ خود کو سبب زلزلہ سمجھنے لگے حالانکہ ”ان کا خود بھی سبب زلزلہ ہے۔“ (جلد 12 ص 191)

یعنی ماہرین طبیعت تو یہ سمجھ رہے ہیں کہ زلزلہ اس لئے آتا ہے کہ یہ چنانوں سے ان کے اندر کی گیس یا اور قسم ازرجی نکلنے کا سبب زلزلہ آتا ہے جب کلام احمد رضا علیہ الرحمہ کا موقف یہ ہے کہ زلزلے کے نتیجے میں کہیں سے پانی نکلتا ہے کہیں آتشی مادہ نکلتا ہے گیس و بخارات خارج ہوتے ہیں اور وجہ زلزلہ کی اصل یہ ہے کہ ان Roots کی جب Crustat rock ہتی تو پر سطح پر ان کے اثرات مرتب ہوتے ہیں جس کے باعث اور نتیجہ میں اشیاء خارج ہوتی ہیں یا آوازیں پیدا ہوتی ہیں یا زمین ہٹتے ہے اور سونا گلٹی ہے۔

آخر میں امام احمد رضا علیہ الرحمہ سیدنا عبداللہ ابن عباس سے ایک روایت نقل

اعلیٰ حضرت کی پھرول اور پانی کے رنگ پر تحقیق

(از قلم: علامہ ذوالقریئین قادری)

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدة و نصلی على رسوله الكريم

اما بعد! امیر جماعت المحدث حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری دامت

برکاتہم العالیہ نے چند سال قبل اپنے امریکہ کے تبلیغی دورے سے واپسی پر دارالعلوم
امجدیہ کی بزم امجدی روایت کی طرف سے دیے گئے استنبالیہ میں دہان کے کچھ تبلیغ
حالات سے متعلق اظہار خیال فرمایا ہے میں قلم بند کر کے قارئین کی خدمت میں پیش
کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

قبلہ شاہ صاحب نے فرمایا کہ میں نے امریکہ میں ایک جگہ در ان تقریر کہا کہ
لوگ اعلیٰ حضرت امام بلہست مولانا الشاہ احمد رضا خان فاضل بر بیلوی رحمۃ اللہ علیہ کو
فقط ایک عالم دین کیجھ کران کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں، فتاویٰ روایہ وغیرہ میں تو صرف
مطالعہ کر کے لوگ سمجھتے ہیں کہ آپ کی کتب خصوصاً فتاویٰ روایہ وغیرہ میں تو صرف
نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، طلاق، بیع، غیرہ کے شرعی مناسک کا کیا کیا ہے۔ آج کل کے اس
جدید سائنس (SCIENCE) اور پیشناولی (TECHNOLOGY) کے دور
میں بہت ترقی ہوئی لوگ چاند پر پہنچ گئے، مریخ پر کنڈاں رہے ہیں لیکن ہم ابھی تک
وہیں کھڑے ہیں۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت امام المحدث محمدث بربیلوی
رحمۃ اللہ علیہ ایک عالم دین تھے لیں جنہیں جدید و قدیم علم پر ان کی درس کا یہ علم تھا کہ کسی
بھی شبیہ زندگی سے متعلق کوئی بھی مسئلہ دریافت کیا جاتا تو اعلیٰ حضرت اس کا بھی مدل

اب عطا فرماتے اور ہاتھ کو تو چھوڑ یعنی فقط ایک مسئلہ تیم سننے کے لئے کے بارے
میں اعلیٰ حضرت سے سوال کیا گیا کہ تیم کن چیزوں سے چاہیز ہے؟ تو اعلیٰ حضرت کی
تیم کا دریا جو شہ میں آیا اور اس بارے میں زمین سے لٹکنے والی معدنیات پر ایک
تیم تحقیق (RESEARCH) اپنے فتاویٰ روایتی میں کی۔ اور فرمایا کہ تیم ہر اس
شے کے چاہیز ہے جو زمین کی جنس سے ہو تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون کون سی
اشیاء زمین کی جنس سے ہیں جن سے تیم چاہیز ہے۔

تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنے فتاویٰ میں (311) تین سو گیارہ چیزوں کا بیان
کیا، ایک سو اکیاں (181) سے تیم چاہیز جن میں (74) چوتھے منصوص
اور (107) ایک سو سات کے متعلق فرمایا یہ زیادات فقیر میں اور (130) ایک سو تیس
اشیاء سے تیم چاہیز جن میں (58) اخداون منصوص اور (72) بہتر زیادات فقیر، اس
کے بعد اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایسا جامع بیان اس تحریر کے غیر میں نہ ملے
گا بلکہ زیادات در کنارہ اتنے منصوصات کا اختراب بھی کہل نہ ہو سکے گا۔ شاہ صاحب
نے فرمایا کہ تم 1985ء کی تو قی اکملی میں تھے محترم حاجی محمد حنفی طیب صاحب
ہمارے گروپ سے پیرویم کے مرکزی وزیر تھے ہمیں اپنی منشی میں معدنیات سے
واسطہ پڑتا تھا مگر یہ تحقیق ہے کہ ہماری وزارت تدقیقی و سائل و معدنیات کے پاس
بھی اتنی جنوں کی معلومات نہیں تھی، مگر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا تحقیق و بیحیں کہ زمین
کی ایسی اجناس کے نام گوائے کہ جن کی طرف ذہن منتقل نہیں ہوتا، اور یہ کوئی
چھوٹی بات نہیں، کسی ہماری معدنیات سے باکر کوچھیں کر زمین کی اجناس میں کون کون
کی اشیاء داٹلیں تو وہ ہمارے بھی پچا سا ساٹھ سے زیادہ اشیاء کے نام نہیں تاکے گا، مگر
یہ ہمارے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کا تحقیقی کارنامہ ہے کہ کتب فقیر میں جنس زمین سے

اجسام کا پسے مرکز کی طرف کھینچ رہی ہے اور اگر کوئی جسم کی قوت کی وجہ سے اوپر جائے تو پھر زمین میں اس جسم کا پسے مرکز کی طرف کھینچ لے گی۔ مثلاً آپ کسی گینڈ کو اوپر کی جانب قوت لگا کر پھیک دیں تو وہ اوپر جا کر پھر پیچ آجائی ہے تو اس پر قیاس کرتے ہوئے جاں سائنسدان بولا کر حضور ﷺ کا جسم اپنا مرکز چھوڑ کر اور کس طرح گیا؟ اور اگر براق پر سوار ہو کر گئے تو براق کے ساتھ جسم کا وزن اور بڑے گیا پتاخ پر اپنی کچھ قوت لگانے کے بعد اوپر جلا جاتا تو اس کو پھر پیچ میں کی طرف آنا چاہیے تھا جب کہ ہم کہتے ہیں کہ حضور ﷺ تو آسمانوں سے اوپر تشریف لے گئے تو مرکزِ ثقل چھوڑ کیسے گئے؟ یہ ہے حضور ﷺ کی محبت کے بغیر سائنس پڑھنے کا نامہ جناب! سائنس پڑھ پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی شان اور اس کے محبوب ﷺ کے مرتبے کو بھول گئے، تو جو سائنس اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے محبوب ﷺ کے فرمان سے ہٹ کر ہو تو اس سائنس کو ہم نہیں مانتے۔ بہر حال بات چل رہی تھی مرکزِ ثقل (CENTRE OF GRAVITY) کی کہ حضور ﷺ مرکزِ ثقل چھوڑ کر اوپر کیسے گئے؟

ہم کہتے ہیں کہ بقول آپ کے آج سائنسدان چاند پر بیٹھ گیا ہے تو اس سائنسدان کا بھی تو جنم تھا یہ کیسے بیٹھا.....؟ اگر تم کہو گے کہ یہ سائنس کا کمال ہے تو ہم کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کا آسمان پر تشریف لے جانا اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کا کمال ہے، اسی طرح تمہارا چہاز (AEROPLANE) اگر نہیں کہ تیرے قانون حرکت (NEWTON'S THIRD LAW OF MOTION) کے مطابق اور اڑ جاتا ہے اور دور اوزن مقامات کی طرف جاتا ہے اور پھر وہاں آ جاتا ہے اور یہ جہاز سائنسدانوں کا بنا ہوا ہے تو ہمارے رب کی طرف سے آیا ہو چہاز (براق) قدرت کے بنائے ہوئے تو اسی حرکت کے مطابق مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ اور پھر وہاں سے

174 کی اشیاء مذکور ہیں جن سے تم جائز ہے لیکن ہمارے امام احمد رضا علیہ السلام اپنی تحقیق مزید سے ان (74) پر 107 کا اضافہ فرم کر اس تعداد کو 181 تک پہنچانا جو کہ ایک عظیم کارنامہ ہے۔

آخر میں شاہ صاحب نے فرمایا کہ مدد نیات سے تعلق رکھنے والے ماہرین اپنے کو وہ ہمارے امام، امام احمد رضا خان محمدث بربیلی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ اور مرطاب الحکم کریں اور اس سے استفادہ کریں تاکہ ان کو مدد نیات پر تحقیق کرنے میں آسانی ہو اور وہ خود فیصلہ کریں کہ فتاویٰ رضویہ شریف علم و معارف اسلامیہ کا بخوبی ہونے کے ساتھ ساتھ سائنسی علوم میں بھی کسی نقد بلند مقام کا حامل ہے۔

اب آئیے ہمارے امام کی مزید سائنسی تحقیقات (Research Scientific) کی طرف کہ جن کو پڑھ کر فیصلہ ہو جاتا ہے کہ ہمارے امام ایک عظیم سائنسدان (Scientist Eminent) بھی تھے۔

ایک بات یاد رکھیں کہ سائنسدانوں کی ہر بات درست نہیں ہوتی کیونکہ تحقیق کے ساتھ ساتھ ان کے قول میں بدلتے رہتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے قول میں اور اصول نہیں بدلتے۔ یہ جملہ مفترض اس لئے لایا کہ آج زیادہ تو ہمارا معاشرہ سائنس کی باقی کو مانتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے محبوب ﷺ کے فرمان کو نہیں سمجھتا مثلاً بدمنہ ہوں کی طرح پہلے بچھ زیادہ پڑھ کر کہ (جاں) سائنسدانوں نے سائنس کے نقطہ نظر سے حضور اکرم ﷺ کی معراج کی رات آسمانوں اور پھر وہاں سے لامکا پہنچنے کو اس طرح توواہ کے طبیعتیات (PHYSICS) کی ایک شاخ سکونیات (STATICS) ہے اس کے مطابق کوئی ثقل جسم اپنا مرکزِ ثقل (CENTRE OF GRAVITY) چھوڑ کر نہیں جاسکتا کیونکہ زمین تمام

آسمانوں پر کوئی نہیں جا سکتا؟ بتانا یہ مقصود تھا کہ سب سے پہلے ہمارا ایمان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کے فرمان پر ہے کہ جو وہ ارشاد فرمائیں ان کے فرمان کے آگے ہم کسی سائنسی نظریہ یا کسی سائنسدان کی (علم) بات کو تسلیم نہیں کر سکتے۔ ہر حال موضوع کہیں اور نکل گیا میں بتارہ تھا کہ زمین کی حضروں کے علاوہ ہمارے امام احمد رضا حنفی اللہ علیہ کی مزید سائنسی تحقیقات کو آپ فتاویٰ و ضوییہ میں دیکھ سکتے ہیں کہ من پر ہمارے امام نے نئی تحقیق کی ہے۔

اسی طرح سائنس پڑھنے والے لوگ اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ پانی (WATER) کے متعلق سائنسی نظریہ ہے کہ پانی پر رنگ (COLOURLESS) ہے لیکن پانی کا کوئی رنگ نہیں جس برتن میں رکھا جائے اسی کا رنگ اختیار کر لیتا ہے، لیکن امام احمد رضا علیہ الرحمہ پانی کے رنگ سے متعلق اپنی سائنسی تحقیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ پانی بے لوں یعنی بے رنگ (COLOUR LESS) ہے خوب کوئی رنگ نہیں رکھتا جیسا کہ احمد بن ترکی المکی نے جواہر زکیہ میں پانی کی تعریف یہ کہ پانی ایک ایسا بہن والا ہو جیر طفیل ہے جس کا اپنا کوئی رنگ نہیں بلکہ وہ برتن کے رنگ سے رنگدار رکھا ہی دیتا ہے۔

لیکن اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحقیق فرماتے ہیں کہ ان (صاحب جواہر زکیہ) پر لازم تھا کہ وہ یوں تعریف کرتے کہ وہ ملنے والی بیٹھنے سے رنگ دار ہوتا ہے۔ کیونکہ آخری جملہ بیان کا محتاج ہوتا ہے اسی لئے اس کتاب کے مشی شفیعی ماکی نے کہ شفاف ہونے کی وجہ سے برتن کا رنگ اس میں ظاہر ہوتا ہے جب سبز برتن میں ڈالنے تو سبزی پانی کو نہیں لگتی بلکہ وہ رفت کی بنابر برتن کے لئے حاجب نہیں ملتا۔ فرماتے ہیں اسی طرح پانی کے رنگ کی نئی میں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ رنگ شفاف اجزاء سے مرکب ہے

اس کا کوئی رنگ نہیں ہے بلکہ وہ پانی کے باریک اجزاء میں اپنے اجرا جب برف کا کوئی رنگ نہیں ہے تو پانی کا بھی رنگ نہیں ہوگا اس لئے کہ ایسا ہو سکتا ہے کہ اجزاء باریک ہونے کی وجہ سے رنگ ظاہر نہ ہوتا ہو۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ ایسا ہر گز نہیں، کیونکہ آپ دیکھتے ہیں کہ بادل کے بخارات میں رنگ ظاہر ہوتا ہے اور یہ رنگ پانی کے اجزاء کا رنگ ہے حالانکہ یہ اجزاء برف کے اجزاء سے زیادہ باریک ہیں بیکی وجہ ہے کہ برف اپر سے گرتی ہے اور بخارات اپر کو اختنے ہیں اور باریک اجزاء جب اعلیٰ بیجہ ہوں تو نظر نہیں آتے تو اس کا رنگ کیونکہ نظر آئے گا لیکن جب یہ باریک اجزاء جمع ہوں تو نظر آتے ہیں تو اس وقت ان کا رنگ بھی نظر آئے گا جیسا کہ بخارات اور دھوکیں میں۔ (ایذا پانی کے بچھے گلے جو گلے اجزاء جمع ہو کر ان میں رنگ نظر آئے گا اور یہی چیز پانی کا رنگ کھلا جائے گی جو عقل سے بید نہیں) اگر پھر بھی پانی کا رنگ دار ہونا بچھو میں نہ آئے تو اب پانی کے رنگ کے اثبات کے لئے آپ ایک ایسا قاعدہ کہیے بیان فرماتے ہیں کہ اگر اسے سمجھا جائے تو ان شاء اللہ پانی کے رنگ کا اثبات خود بخوبی ہو جائے گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ ”ابصار عادی و نیادی کے لئے مریٰ ذی لون ہونا شرط ہے بلکہ مریٰ ذی لون ہونا تو پانی بے لون کیونکہ ہو سکتا ہے۔“

یعنی دیا میں کسی چیز کو عادتاً میکھنے والے کے لئے اس چیز کا رنگ دار ہونا شرط ہے اور اس چیز کا رنگ دار ہونا تو بطور رنگ کے ہو گایا بطور چک کے یعنی اس چیز میں یا تو کوئی نہ کوئی رنگ ہو گایا کوئی نہ کوئی چک۔ اسی طرح پانی بھی ایک غایری چیز ہے تو اس کو دیکھنے کے لئے وہ کس طرح بے رنگ ہو گا، ہاں ہوا کے بارے میں کہہ سکتے ہیں کہ اس کا کوئی رنگ نہیں کیونکہ اسے ہم عادتاً دیکھنے سکتے جب کہ پانی کو تم عادتاً

دیکھ سکتے ہیں۔

مثلاً کوئی کہے کہ میں گھر کے پیچھے ہواد بچ کر آیا ہوں تو سب اس کو بے دوقف کیں گے کہ وہ اکس طرح دیکھا جا سکتا ہے بلکہ انگریز کسی نے ہمارے میں گھر کے پیچھے پانی دیکھ آیا ہوں تو پھر کوئی نان لے لے گا کیونکہ وہ دیکھا جا سکتا ہے اس لئے کہ ضرور اس کارنگ سے اگر رنگ نہیں ہوتا تو دیکھا بھی نہیں جاسکتا بخاف ہوا کے کہ اس کارنگ نہیں اس لئے دیکھی بھی نہیں جاسکتی۔ لہذا ثابت ہوا کہ پانی رنگ دار ہے (COLOUR LESS) نہیں۔ یہ ہے ہمارے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی سائنسی تحقیق (SCIENTIFIC RESEARCH) جس سے پانی کا رنگ دار ہوتا ثابت ہوا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر پانی کا رنگ کیسا ہے؟ تو پانی کے رنگ کے بارے میں اختلاف ہوا ہے بعض نے کہا سفید (WHITE) ہے اور بعض نے کہا سیاہ (BLACK) ہے جب کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سفید کہتے ہیں نہ خاص سیاہ بلکہ سواد خیف، وہ کیسے؟ آئیے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی سائنسی علمی تحقیقات پر غور کرے ٹیں۔

اعلیٰ حضرت محمد بریلوی علیہ الرحمۃ سب سے پہلے سفید کشندالوں کے دلائل کو پیش کیا اور بھر ان کا جواب دیا فرماتے ہیں کہ بعض نے کہا پانی کا رنگ سفید ہے جیسا کہ فاضل یوسف بن سعید اسماعیل مالکی نے حاشیہ متنیہ میں بھی اختیار کیا اور تین دلیلیں لائے۔

(1)..... مشاہدہ (OBSERVATION) :

(2)..... حدیث شریف کہ پانی کو دودھ سے زیادہ سفید فرمایا۔

(3)..... برف (ICE) کم کر کیسا سفید نظر آتا ہے۔

پناہ نصیح فاضل یوسف کہتے ہیں کہ اگر کوئی کہے کہ پانی کا رنگ کیسا ہے؟ تو میں

کہتا ہوں کہ جو نظر آتا ہے وہ سفید ہے اور اس کی دلیل ایک حدیث سے ملتی ہے جس میں پانی کی صفت میں لکھا ہے کہ وہ دودھ سے زیادہ سفید ہے اور حقیقت پر یہ بات بھی دلالت کرتی ہے پانی تم کر جب برف کی صورت میں زمین پر گرتا ہے تو اس کا رنگ انتہائی سفید آتا ہے۔ اب ان کے دلائل کا جواب دیتے ہوئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

(1)..... مشاہدہ (OBSERVATION) :

فرماتے ہیں کہ مشاہدہ سے پانی کا سفید ہوتا ثابت نہیں ہوتا بلکہ مشاہدہ شاحد ہے کہ وہ سفید نہیں لہذا جب غیر پانی کا کوئی حصہ دھویا جائے تو جب تک وہ نہ کرنے والوں کا رنگ یا مالکی بات گا، یہ پانی کا رنگ نہیں تو کیا ہے؟ اسی طرح دودھ جس میں پانی زیادہ ملا ہو سفید نہیں رہتا بلکہ نیلا ہٹ لے آتا ہے (اگر پانی سفید ہوتا تو دودھ کے رنگ میں نیلا ہٹ کیوں آتی؟) تو ان دو مشاہدوں سے ثابت ہوا کہ پانی کا رنگ سفید نہیں بلکہ کچھ اور ہے۔

(2)..... حدیث رسول ﷺ :

فضل مالکی کی پیش کردہ حدیث شریف کے متعلق گنتگو سے قبول کیا پیاری بات ارشاد فرمائی کہ اس حدیث شریف میں آب کوثر اطہر کا ذکر ہے (ذکر مطلق پانی کا) اللہ تعالیٰ اپنے احسان اور هم برانی اور اپنے حبیب اکرم، فاقیم نعمت ﷺ کے وسیلہ جلیلہ اور آپ کے آل واصحاب کے طفیل ان کی امت پر کرم فرماتے ہوئے ہمیں بھی حوض کوثر سے سیراب فرمائے۔ دیکھا آپ نے کہ حدیث شریف سے مسدیط دلیل کافورا جواب نہیں دیا کیونکہ یہ سرکار دو عالم کا فرمان ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے بہت بیاری

دعا کی اور پھر اس کا جواب دیا، اس کو ادب کہتے ہیں تو یہ ہے ہمارے امام کا ادب بارگاہ رسالت علی صاحبها اصلہ و اخیز میں، تو نیجی تحقیقت سائنسدان وہی ہے جو فہم و فراست عقل و ندبر اور سائنسی قوت و صلاحیت عطا فرمانے والی ذات اللہ رب العالمین کے محبوب کریم قاسم ہر نعمت حضور ختمی مرتبت ﷺ اور ان کے صحیح فرمودات کا ادب و احترام اپنی تمام سائنسی تحقیقات میں ہر وقت طوفانی طارکے جیسا کہ امام اہل زمان دنیاۓ اسلام کے عظیم سائنسدان سیدی اعلیٰ حضرت عظیم المرتب علیہ الرحمہ کے تحقیق کلمات نافذ سے ظاہر ہے۔ غرض آپ فرماتے ہیں کہ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مطلق پانی کا رنگ سفید کہنا درست نہیں ورنہ خون کے رنگ کو سیاہ کہنا پڑے گا حالانکہ ایسا نہیں۔ اسی طرح قابلین سیاہ کے دلائل من جوابات ارشاد فرمائے جنہیں فقیر نے بخوب طوات ذکر نہیں کیا۔ من شاء تفصيلاً فليس جع الی فتاویٰ الامام العطا یا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ۔

ذکرہ تحقیقات ایقہ کے بعد اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کاظمیہ اور قانون پانی کے رنگ کے بارے میں کیا ہے؟

فرماتے ہیں ”تحقیقت امر یہ ہے کہ پانی خالص سیاہ نہیں مگر اس کا رنگ سفید بھی نہیں میلانا میک یہیں گونہ سواد خفیہ ہے اور وہ صاف سفید نہیں وہ کے مقابل آکر کھل جاتا ہے جیسے کہ تم نے سفید پٹرے کا ایک حصہ دھونے کی حالت بیان کی۔“

تو ثابت ہوا کہ پانی نے رنگ (COLOUR LESS) نہیں۔ جیسا کہ سائنسدانوں کا نظریہ ہے بلکہ رنگ دار ہے یہ ہے ہمارے امام کی پانی کے رنگ دار ہونے پر منظر سائنسی ڈائی تحقیق مزید معلومات کے لئے ان کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے۔

اسے اس آگ کی طرح سرخ نہ جانو اسی طرح آپ کوثر والی حدیث شریف سے بھی یہ لازم نہیں آتا کہ مطلق پانی یا ہر پانی سفید ہو۔

(3) برف (ICE) کی سفیدی :

اب آپ فاضل مالکی کے برف سے استدال پر جواب فرماتے ہیں کہ بعد اجماد کوئی بیانگ کپڑہ ہونا سپر دلیل نہیں کہ یہ اس کا اصلی رنگ ہے۔ مثک ہونے پر خون سیاہ ہو جاتا ہے اور چھپلی کی سرخ رطوبت سفید۔ تو معلوم ہوا کہ برف کی سفیدی پر استدال کرتے ہوئے پانی کا رنگ سفید کہنا درست نہیں ورنہ خون کے رنگ کو سیاہ کہنا پڑے گا حالانکہ ایسا نہیں۔ اسی طرح قابلین سیاہ کے دلائل من جوابات ارشاد فرمائے جنہیں فقیر نے بخوب طوات ذکر نہیں کیا۔ من شاء تفصيلاً فليس جع الی فتاویٰ الامام العطا یا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ۔

ذکرہ تحقیقات ایقہ کے بعد اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کاظمیہ اور قانون پانی کے رنگ کے بارے میں کیا ہے؟

فرماتے ہیں ”تحقیقت امر یہ ہے کہ پانی خالص سیاہ نہیں مگر اس کا رنگ سفید بھی نہیں میلانا میک یہیں گونہ سواد خفیہ ہے اور وہ صاف سفید نہیں وہ کے مقابل آکر کھل جاتا ہے جیسے کہ تم نے سفید پٹرے کا ایک حصہ دھونے کی حالت بیان کی۔“

تو ثابت ہوا کہ پانی نے رنگ (COLOUR LESS) نہیں۔ جیسا کہ سائنسدانوں کا نظریہ ہے بلکہ رنگ دار ہے یہ ہے ہمارے امام کی پانی کے رنگ دار ہونے پر منظر سائنسی ڈائی تحقیق مزید معلومات کے لئے ان کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے۔

طبیعتیات (PHYSICS) پڑھنے والے اعراو، ابن سینا اور ابن ابیثم وغیرہ سائنسدانوں کے نام بخوبی جانتے ہیں جن کا سائنسی نیایں برواتام ہے ان کے ایک سائنسی نظریہ کو اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حکماء یعنی قدماء میں سے بعض بے دوقوف ہیں جن کی پیدوی اپنے سینا اور ابن ابیثم ن کی ہے۔ ابن سینا اور ابن ابیثم کی پیدوی حکماء کے اس قول میں ہے جس میں حکماء نے تمام رنگوں کے پیدا ہونے میں روشنی کو شرط قرار دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں مثلاً رات کو اندر ہیمرے میں کمرے سے چراغ کو نکال دیا جائے (یعنی لائٹ آف کری جائے) تو کمرے میں تزوییک معدوم ہونے کے بعد کسی چیز کا اعادہ محال ہے (لہذا پہاڑنگ دوبارہ عدد نہیں کرے گا بلکہ اس کی شش پیارنگ پیدا ہوگا)۔

فرماتے ہیں میں کہتا ہوں کہ بے شک یہ بات ان کے قول کہ "شفاف اجزاء میں کسی مزار کے بغیر ہوا کے ملنے سے روشنی پیدا ہوتی ہے۔" سے بھی بیدر ہے۔

چنانچہ مسلمان سائنسدانوں کو حدیث پاک سے دلیل دیتے ہوئے لکھا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ چشم کی آگ انتہائی سیاہ ہے میری آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ چشم میں ایک ہزار سال آگ جاتی گئی تو سرخ ہوئی پھر ایک ہزار سال حتیٰ کہ سیاہ ہو گئی۔ پس چشم کی آگ انتہائی سیاہ (رنگ) ہے جس کا شعلہ روشن شہ ہوگا۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ وہ آگ انتہائی سیاہ ہے جیسے اندر ہیری رات۔

فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف میں چشم کی آگ کے لئے اندر ہیری ہونے اور روشن شہ ہونے کے باوجود رنگ کا اثبات فرمایا (یعنی چشم کی آگ میں اندر ہیری اپنے اور روشنی نہیں ہوتی لیکن پھر بھی اس میں رنگ موجود ہوتا ہے۔ اسی طرح کرسے میں لائٹ

آف کرنے کے بعد اندر ہیری اپنے ہوتا ہے اور روشنی نہیں ہوتی مگر شیاء میں ان کا رنگ موجود ہوتا ہے (صل سے بیدر ہیں)

توت:..... جہنم کی آگ کی سیاہی کا ذکر بھی حدیث شریف سے نہیں معلوم ہوا کہ مسلمان، حضور پور نور ﷺ کی ولادت القدس کی خوشی میں جو روشنی کرتے ہیں اس کی بجھت میں بر ایں قاطعہ میں یہ بارت مولوی لکھوی کی کہ "جو روشنی زائد حاجات ہے وہ نار جہنم کی روشنی دکھانے والی ہے۔" محض جہالت اور احادیث صحیح کے خلاف ہے کہ رسول اللہ ﷺ تو فرمائیں کہ وہ کامل رات کی طرح اندر ہیری ہے مگر اس کو اس میں روشنی موجود ہے۔

اسی طرح روشنی کی اشاعت اور انکاس (PROPAGATION AND REFLECTION) کے ماہرین کے لئے نہایت واضح تو نہیں اپنے فتاویٰ شریف IMAGE FORMED BY PLAIN MIRROR میں مرتب کئے۔ مثلاً مستوی آئینے سے شیبیہ بننا (REFLECTION) فرماتے ہیں شفیق اجرام کا قاعدہ ہے کہ شعاعیں ان پر پرکروائیں ہوتی ہیں اور انہا آئینے میں اپنی اور اپنے پس پشت چیزوں کی صورت نظر آتی ہے کہ اس نے اسکے بصر کروائی اپنے پلاٹیاو اپنی میں نکاہ جس چیز پر پڑی نظر آئی گمان ہوتا ہے کہ وہ صورتیں آئینے میں ہیں حالانکہ وہ اپنی جگہ ہیں نگاہ نے پلتے میں انہیں دیکھا ہے وہیں اور اسی میں وہی جاہب با تکمیل معلوم ہوتی ہیں اور بائیں وہیں وہیں دیکھا ہے وہیں آئینے سے بختی دوہوائی اقت درود کھائی دیتی ہے اگرچہ سو گز فاصلہ ہو حالانکہ آئینے کا دل جو پھر ہے سبب وہی ہے کہ پلٹن لگاہ اتنا تھی فاصلہ طے کر کے اس تک پہنچی ہے۔

سراب (MIRAGE) کا عمل:

کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دھوپ میں جب ہم دور سے دیکھتے ہیں تو ہمیں زمین پر پانی نظر آتا ہے حالانکہ وہ پانی نہیں ہوتا اسی کو سراب کہتے ہیں۔ طبیعت جاتے والے عمل کو سائنس کی کتابوں میں درج کرتے ہیں اور تو انہیں مرتب کرتے ہیں تو ہمارے امام نے بھی اپنی سائنسی تحقیقات میں اس کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ جس طرح برف کے باریک مفصل اجزاء کے شفاف ہوتے ہیں نظر کی شعاعوں کو والیں پلانٹے ہیں پلٹتی شعاعوں کی کرنیں ان پر چھتی ہیں اور دھوپ کی حالت پیدا ہوتی ہے جیسے کہ پانی یا آئینے پر آفتاب پکے اس کا عکس دیوار پر کیسا سفید برائق نظر آتا ہے چنانچہ زمین شور میں دھوپ کی شدت میں دور سے سراب نظر آنے کا بھی باعث ہے خوب چکلتا جگشت کرتا پالی دکھائی دیتا ہے کہ اس زمین میں اجزاء صیقلہ شفافہ دوڑکنک پکھلے ہوتے ہیں نگاہ کی شعاعیں ان پر پڑ کر واپس ہو گیں، اور شعاع کا قاعدہ ہے کہ واپسی میں لرزتی ہیں جیسے آئینے پر آفتاب پکے دیوار پر اس کا عکس جھل جھل کر نظر آتا ہے اسی لئے ہمیں سراب جھل جھل کر نظر آتا ہے اور قاعدہ ہے کہ زاویہ انکاس ہمیشہ زوایا نے شعاع کے پر ابر ہوتے ہیں اسکے بعد یہ زاویوں پر پلٹتی ہیں جتنوں پر گئی تھیں ان دونوں امر کے اجتماع سے نگاہیں کے اجزاء بجیدہ صیقلہ پر پڑی تھیں لرزتی جھل جھل کرتی چھوٹے زاویوں پر زمین سے ملی پلٹتیں لہذا وہاں پچکدار پانی جنبش کرتا تھیں ہوا۔ (حالانکہ وہ پانی نہیں ہوتا) اور فقط یہی نہیں بلکہ آپ غوثاً علی رضویہ کو سائنسی نظر سے دیکھیں تو آپ کو بہت سائنسی تو انہیں معلوم ہوں گے کہ عام سائنس کی کتابوں میں ان تو انہیں کاملاً بھی مذکول ہے۔ اسی طریقے سے

MATHE (MATICS) کے متعلق بھی کافی تحقیق کی ہے فتاویٰ رضویہ اور راجحی حضرت علی الرحمہ کی دیگر کتابوں سے کافی معلومات ہو جائیں گی۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ جو سائنسی نظریہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمان سے ہٹ کر ہو، ہمارے قابلی قبول نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے محبوب کریم ﷺ کا سچا اور پاگل عاشق صادق بننے کی توفیقی رفتہ مرحمت فرمائے۔ آمين۔ بجا و سید المرسلین ﷺ



اعترافاتِ رضا

محاشیات، سائنس، ریاضی، تقابل ادیان

تحریر: ڈاکٹر سید عبداللہ طارق

(ام) اے بی ایس ای انجینئرنگ (میگ)، برکن مورچ عالم (اسلامی)

(ڈاکٹر سید عبداللہ طارق، راپوری درجنوں کتابیوں کے مصنف میں۔ آپ تقابل ادیان کے معرفہ اسکارا روشنق میں۔)

بہالت اندر حیرا ہے۔ علم اچالا ہے، ملالت تاریکی ہے، اسلام نور ہے، اللہ رب
العزت آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے۔ وہ اہل ایمان کو تملقات سے بکال کرنے کی طرف
لے جاتا ہے۔ کائنات کی تخلیق سے پہلے رب اسموات والارض نے اپنے نور کی
قدرت سے کائنات کی تخلیقات کا سیلہ تخلیق فرمایا۔ وہ ایک نور تھا۔ نور جو تخلیق تھا اس
کے ذریعہ ہی نور جو خالق ہے، اس کی بہچان ممکن ہے۔ سفیدی کی شاخت کے لئے
سیاہی کا وجوہ ضروری ہے۔ رب ذوالجلال نے کائنات میں اندر حیروں کو کمی و حیود بخشنا
تا کر تمام تملقات ان سے دامن بچاتے ہوئے نور کو بچاپا کراس کے دامن میں پناہ
لے لیں۔ خلد میں تملقات کی نور سے کش کش کا تحریر کروا کر چادم سیدنا آدم ﷺ کو
زمین پر اتارا۔ بطور انبیاء جیسا کہ گمراہ عیسیٰ یوسف کا عقیدہ ہے بلکہ خلافت کی صاحبت
اور نعمت سے سفر فراز کر کے کہ ان کی پیدائش ہی خلافت فی الارض کے واسطے تھی۔
الاسماعیلیہ کے انوار انہیں عطا فرمائے گئے تھے۔

علومِ آدم نسلی آدم میں منتقل ہوتے رہے۔ ہر انسان کے تحت الشعور میں وہ علوم
 موجود رہے ہیں۔ مشاہدات کی دنیا آہستہ آہستہ بذریع اس علم کو انسان کے تحت

اعشور سے بکال کر شعور و احساسات میں لاتی رہی ہے اور لاتی رہے گی۔ میہر بیکل
سائنس ہیں بہتی ہے کہ انسانی دماغ کا ارتقاء ابھی ۲۵۰ فی صد بھی نہیں ہوا ہے۔ آج جو
بچے بیدار ہوتے ہیں وہ ابتدی حیات میں اوسطاً اپنے ۲۵ فی صد دماغ کا استعمال ہی
کر پاتے ہیں بالفاظ و بگرنے انسانی کے لئے جو علم متفقور تھے ان کا ابھی ۲۵ فی صد
سے کم حصہ ہی کھل سکا ہے۔ تین چوتھائی سے زائد ابھی اس کی پیوڑی میں محفوظ ہے ہے
انسانی دماغ کہتے ہیں۔ لیکن وقت کے ارتقاء کے ساتھ ساتھ ترقیہ ۵۰ فی صد علوم کو بھی
بذریع کی تبلیغ میں آتا ہے اسی کا نام سائنسی ترقی ہے۔ لیکن ادھور عالم بھلک بھی ہوتا ہے،
تملمتوں سے بکست کھاتا رہتا ہے، اس لئے رب کائنات نے دھیر دھیر سے ارتقاء
پڑی عالم کو پوپن ہی نہیں چھوڑ دیا کہ وہ تاریکیوں سے بکست کھاتا رہے۔ ایک انتظام اور
فرمایا، وہی اور عالمِ دُنی کے نزول کا سلسہ جاری رکھا تاکہ ناکمل علم کی رہنمائی ہوئی
رہے۔ ان انوار کا دامن جس نے تھا وہ دنیا کے پل صراط سے کامیاب گز ریا۔ جو
بے نیاز ہوا سے محبوب تاریکیوں نے لگلیا۔ نور کی موجودگی کے باوجود ایک بڑی
تعوادا جاپاں کا دامن کیوں نہیں تھام لیتی؟ اس لئے کلکت ایڈیشن، بھی شرار بھی کا
لبادہ اوزر کھر آتی ہے اور نگاہوں کو خیرہ کر کے فریب میں بتلا کر دیتی ہے۔ اسی کا تحریر
کرانے کے لئے تو نسل انسانی کے پہلے فرد کو تخت خلافت پر اتارنے سے پہلے
آسمانوں میں روکا گیا تھا۔ ایڈیشن یعنی ان کے پاس فریب کی قبا اوزر کر آیا تھا، فریب کا
تحریر ہو گیا۔

مومن ایک بُل سے دو بار بھی ڈساجھاتا۔ شراروں سے پہلو بچا تے ہوئے نور
حقیقی سے استفادہ ہی مومن کی فراست ہے۔ شرار بھی کا روز ازل سے نویں صفوی
کے خلاف ریشه و دنیوں کا سلسہ جاری تھا کہ انسانیت کے ارتقاء کا دور اپنے عہد

طولیت سے نکل کر عفوان شباب میں داخل ہو گیا۔

عفوان شباب

انسانی عقل کے ارتقاء کا جب تک بیچن تھا تو راول تحقیق کو مجسم کر کے نوراول خالق نے دنیا میں نہ بھیجا تھا کیونکہ ابھی انسان میں اس سے استفادے کی صلاحیتوں کی مکمل نسبیتیں ہوئی تھیں۔ ریکارڈ کا دور ابھی نہیں آیا تھا۔ تاریخ تو یہی کامپلین نہ تھا، پچھلے انبیاء علمیں اسلام کے انوار کو انسان صرف سینوں میں محفوظ کر سکتے تھے۔ اور امیمی شرار کو مداخلت کرنے کے موقع پر ابر ملتے رہے تھے۔ پھرے کے ٹکڑوں اور درخت کی چھالوں پر وحی کے الفاظِ قلم کی جاتے تھے، لیکن حفاظتِ علوم کافن ابھی ایجاد نہ ہوا تھا اور وہ پارچ جات امتداد زمانہ سے پھیلنا شروع ہوا جاتے تھے اور کچھ ایں چیزوں کے ہاتھ پر جاتے تھے کروہ ان میں حصہ خواہیں رو دہل کردا ہیں۔

آج ریکارڈ کا دور ہے جو کچھ کسی نے ایک بار کہہ دیا اور لکھ دیا وہ ہزاروں لاہسیر یوں میں کتابوں اور کیسٹوں کی شکل میں محفوظ ہو جاتا ہے۔ اس کی تردید میں فتنی کوئی بات کہ دی جائے، یہ تو ممکن ہے لیکن سابقِ قول کو محدود کر دیا جائے۔ یا اب ممکن نہیں رہا کیونکہ ارتقاء نسل انسانی کی جوانی کے دور میں حفاظتِ علوم کافن اپنی معراج کو پہنچ چکا ہے۔

تاریخ میں اگر بیچھے کی سمت لوٹیں تو یہ حقیقت بالکل روشن ہو جائے گی کہ عقل کے ارتقاء کا سلسہ جوں ہی اس دور میں داخل ہوا ہے ریکارڈ کا دور کہتے ہیں، اسی لمحے رحمت پر درودگار نے تو رخیق اول کو مجسم کر کے نسل انسانی کے درمیان بیچ دیا۔ انسانیت نے بیچن سے جوانی میں قدم رکھا۔ سروکائنات نے آمنہ رضی اللہ عنہا

لام احمد رضا اور سانچی تحقیق

کی آنوش سے سرا بھار۔ مجبوسیوں اور ہندویوں کے آتش کدوں کے شرارے بجھ گئے، نور مجسم آگیا تھا۔ رہنمائے علم کامل آگیا تھا، چالیس بھاروں نکل پڑھت کے قاب میں رب کائنات کی برآہ راست گھرانی میں اس کی تربیت ہوئی تاکہ ایمیں کی پھیلانی ہوئی چار سو سلطنت کی فریب کاریوں کو نکالت فاش دینے کا خوب خوب تجربہ ہو جائے۔ چالیس سال کے بعد ظہور کا وقت آیا۔ پھیل وحی قرآنی کامزول ہوا۔ غار حراء سے علم آخر کی ابتداء ہوئی محبوب خدا کے پاس خدا کا حکم آیا۔ ”پڑھو..... پڑھو“ پر رب کے نام سے جس نے بیدار کیا۔ آدی کو خون کی پیچک سے بیان۔ پڑھو اور تمہارا بھر ہی سب سے بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم سے لکھنا سکھایا آدی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔ پھیل وحی کا نور علم کی تاکید ساتھ لایا تھا۔ حلالات تاریکی ہے، اسلام نور ہے۔ جہالت اندر ہمراہ ہے عالمِ اجالا ہے۔

داستانِ عروج و زوال

درو دو سلام ہو فخر انبیاء پر جبل نور سے آپ اترے اور اوثنوں کے چانے والوں کو تو موں کا امام بنایا۔ اسلام کی بدولت، نور کی بدولت، علم کی بدولت، جنگی قید یوں کی رہائی کا تاداں مقرر ہوا۔ مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں۔ تاکید فرمائی کہ گودے گورنگ علم حصل کرو۔ اعلان فرمایا کہ عالم (عل) کے قلم کی سیاہی شہید کے خون سے افضل ہے۔ عمل نے قلوب کو فتح کیا۔ علم نے دماغوں کو وجہتا۔ اسلام نے قوموں کو خر کیا اور اسلامی پر چم دیکھتے دیکھتے نصف دنیا پر اپنے لگا۔ قرطبہ اور بغداد کے کتب خانے وجہ رشک بن گئے۔ طب، طبیعتات، کیمیا، بحریات، فلکیات، نجوم، حساب، بیراضی، الجبراء، انسانیات، معماشیات، عمرانیات، یاست، اخلاقیات،

المہیات، تواریخ، جغرافیہ، سوک، فقہ، تصوف، علم کلام، مفہوم، انشا وغیرہ علوم کے خزانے عالم انسانی سے ابلیں رہتے تھے۔ یہ مسلمانوں کے عروج کا دور تھا۔ ابلیں کی لاکھوں برس کی محنت رایگاں جاری تھی جو رحمت خداوندی سے مالیوں ہو گیا تھا وہ انسان کی فریب خودگی سے مالیوں نہ ہوا۔ علم کی ترقی کے ساتھ مل کے میدان میں غفلت ہوئی تھی کہ اسے موقع مل گی۔

اپنیں پر عیسائیوں کا طلاق ہو گیا اور بغداد کی تاتاریوں نے اپنیت سے اپنیت بجاوی۔ یہ دھنکتے اتنے شدید تھے کہ صد بیوں بعد آج بھی مسلمان اکے اڑاث کو مکمل راکنے میں کامیاب نہیں ہو سکے ہیں۔ اپنیں میں چون چون کر مسلمان قتل کیے گئے۔ بغداد میں دہشت کا یہ عالم تھا کہ ایک تاتاری عورت ایک مسلمان مرد کو راستے میں روک کر دیں تھیں نے کا حکم دیتی تھی اور اپنے گھر سے توار لارکاہی جگہ مہبوت کھڑے مسلمان کی گردن اڑا دیتی تھی۔ کھوپیوں کے بیانوں کے پیشہ کر شاید پی گئیں اور بغداد کے کتب خانوں کے نوادرے سے رویاؤں کو پاٹ کر پلی بنائے گئے۔ آہ! وہ ہمارا تاریک ترین دور تھا۔ اسلام اپنے پیروؤں کی ناامی کی باعث دب تو جاتا ہے فانہیں ہو سکتا۔ وہ پھر ابھرا۔ تاتاری مسلمان ہو گئے لیکن قوم مسلم کا ذہن ماڈف ہو چکا تھا۔ اشاعت اسلام کے علم برداروں نے خلافت اسلام کا مجاز نہیں بھال لیا۔ اشاعت علم کی بلندی سے زوال ہوا تو خلافت علم ہی میں خیریت نظر آئی۔ اقدام کے مجاہدے مدافعت ہماری زمینت ہن گئی جو زوال پذیر یوں کی نشانی ہے۔ ترقی پذیر یوں مولیں کی نشانی یہ ہوتی ہے کہ نہن چاہے جتنا بڑا انسان داں رہا ہو آئندہ آنے والے دہان سے شروع کرتے ہیں جہاں اس نے چھوڑا تھا۔ اس کے پیش نظریات اس دوران روکھی کیے جاتے ہیں لیکن اس سے اس کی عظمت اور بیانے چدید سائنس

کھلانے میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔

زوال پذیر یوں اپنے اسلاف کے کارناموں کو ریک کی نگاہ سے دیکھتی رہتی ہیں۔ اس کے افراد کا یہ عقیدہ ہے جو اپنے کارناموں کے علم کو محفوظ رکھ لیں اتنا کافی ہے، ان سے آگے پڑھتا تو در کاران کی برابری بھی ناقابل تصور ہے۔ اس احساس کمتری کی نسبت کے زیر اثر وہ اپنی تمام قوتیں صرف خلافت میں صرف کرتی ہیں اور ظاہر ہے کہ جب کوئی تجدید یہی کام نہ ہو تو ارتقا مکا تصمیم تو در کاران کی حالت بھی برقرار رہیں رہتی کیوں کہ مکمل خلافت (بجز الفاظ قرآن) ممکن نہیں ہے۔ فن اس اراء الرجال کے اپنیاں بلندی سک پہنچنے کے باوجود پرشپندوں نے احادیث کے ذخیرے میں گڑ بڑی۔

زوال کے اس طویل دور میں بھی رحمت دوال بجالان نے وقت کے ہر تھوڑے فاصلے پر کوئی نہ کوئی روشنی کا بیزار نصب کیے کہا اور یہ اُنمی لائست ہاؤس (light Houses) کا طفیل ہے کہ امت مسلمہ ایک مرتبہ پھر زوال کے آخری کنارے کو عبور کرنے کے سرے پر ہے اور عروج کے میدان میں انشاء اللہ تعالیٰ قدماً رکھنا اب زیادہ دوسریں۔

جہاں میں اہل ایماں صورت خور شید جیتے ہیں
ادھر ڈو بے ادھر لکھے ادھر ڈو بے ادھر لکھے

وقت کی شاہراہ پر نصب ان روشنی کے بیانوں میں سے ایک قریب ترین اور روشن بیان "احمر رضا" کے نام سے معروف ہے جس کی روشنی آج 70 سال کے فاصلے سے بھی نہیں کامیاب ہوئی جو بیان حق کو عروج کی سرحدوں کی جانب زوال دواں رہنے میں معاون ہے۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ

امام احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی علمی عظیمتوں کے کس پہلو کا بیان کروں۔ وہ علم کا سمندر تھے ایک مونج نیک پنچھی کی کوشہ ہی کرتا ہوں کر لگی سرسراتی ہوئی ہوا سر کے اوپر سے گزر جاتی ہے اور حد لگاہ نیک ایسی موجیں ہی موجیں نظر آتی ہیں۔ کیا سمندر کو کچھی کوڑے میں بند کیا جا سکتا ہے؟ اور پھر یہ خاک سارہ تو ابھی تازہ تازہ ان کے مداخلوں کی فہرست میں وارد ہو اے۔

علوم قرآنیہ سے گھر کے محل کے باعث چین ہی سے کچھ منابت رہی ہے۔ مگر ایک طفل کتب کے لئے یہ ممکن نہیں کہ امام صاحب کی علم دینیہ پر درست کے تذکرے نہ احاطہ بھی کر سکے۔ امامان وقت نے جس کا لہاہا اس کے اس میدان کے جواہر سے آشنا کرنے کے لئے اس علم موجود ہیں اور حق ادا کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ میں اس تذکرے کو چار مضمون، معاشیات، سائنس، ریاضی اور تقابلی ادیان تک محدود رکھوں گا کیوں کہ اسے میں اپنے لئے کہل پاتا ہوں۔

معاشیات

معاشیات سے بھی خصوصی ذاتی دل چھپی رہی ہے۔ اس میدان میں داخل ہو کر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے قدیر لگاہ والی تیہاں ہی وہ بہت بلند نظر آئے۔

یہ حقیقت ہے کہ دینی علم سے بے نیاز ہو کر دینی علم کی تکمیل ممکن نہیں ہے۔ کم از کم ایک نقیہ اور مفتی کے لئے تو یہ اخضوری ہے کہ اسے بر قرقاری سے تغیر پذیر دنیا میں پیش آنے والے نئے مسائل سے عہدہ برائے ہونے کے لئے گرد و چیل کا علم ہو۔ مثلاً مسائل حاضرہ کا ایک معمولی سوال ہے کہ روپے کے عوض ڈال

خریدے اور یچھے جا سکتے ہیں یا نہیں، اور اس خرید و فروخت کے نتیجے میں منافع کیا تھیں جائز ہے یا نہیں؟ بظاہر معمولی نظر آنے والے اس سوال کا جواب دینے کے لئے دارالعلوم اور جامعات کا موجودہ اصلی کو رسنا کافی ہے۔ جواب دینے والے مفتی کو یہ علم ہوتا کہ یہ کافی نہ کیا ہے تم نوٹ یا ذرا رکبتی ہیں کیا چیز ہے؟ اس پر حکومت کے کشور کی تو یقینت کیا ہے؟ حکومتی غریب اور امیر کیوں ہوتی ہیں؟ غریب حکومتیں بہت سے نوٹ چھاپ کر مالدار کیوں نہیں بن جاتی؟ روپے کی قیمت میں کی بیش کیے ہوتی ہے؟ ایک ملک کی کرنی کا دوسرے ملک کی کرنی سے باہم کیارہ شدہ ہے؟ ریزرو بینک اور عالمی بینک اس میں کیا کردار ادا کرتے ہیں؟ افراط زار و اوقت زر کا کیا مطلب ہے اور ان کے ملکی میثاق کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟ وغیرہ۔ ان تمام امور سے واقعیت کی بغیر مندرجہ بالا سوال کا صحیح جواب ممکن نہیں ہے۔

ہمارا ملیہ یہ ہے کہ معاشیات کے ماہرین قرآن و حدیث سے بے بہرہ ہوتے ہیں اور مفتیان کرام بالاعجم اکنام کی الف ب سے بھی واقع نہیں ہوتے۔ ایسی صورت حال میں چدیہ مسائل پر دیے گئے قناؤن اگرچہ تعلیم یا نتیذ ہیں کو مطمئن کرنے میں ناکام رہتے ہیں، اور دین پر فرسودگی کا الزام عائد ہوتا ہے، تو اس میں الزام لگانے والوں کا کچھ بہت زیادہ قصور نہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا اس موضوع پر لکھا ہوا سالہ اٹھا کر دیکھ لیجئے، کرنی نوٹ کے مسائل کے عنوان سے یہ رسالہ جو ایک اچھی خاصی کتاب ہے اردو زبان میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ امام صاحب نے چاڑ کے اپنے ایک سفر میں بارہ سوالات کے جواب میں یہ رسالہ فی البدیل یہہ عربی زبان میں تحریر فرمایا تھا اور لطف یہ کہ دوران سفر حوالہ جات کے لئے کسی قسم کی کتب ساختہ نہیں۔ اس میں جوئی البدیل

سکھاتا کر تین پارہ بھائیوں کے بعد پنک اتنی اہمیت اختیار کر جائیں گے۔

سائنس

سائنس زمانہ طالب علمی میں بہرائی خاص صور محسوس تھا۔ جدید دور میں کئی عالم ایسے گزرے ہیں جن کو سائنس سے نالبد نہیں کہا جاسکتا اور سائنس کے ہر طالب علم کے دل میں ایسے ہر عالمی وقت پیدا ہونا ناگزیر ہے جس نے سائنس کا مطالعہ بھی کیا ہو۔

ستمبر ۱۹۹۶ء میں برادر عزیز محمد شہاب الدین رضوی صاحب (جو اس وقت تھی دنیا بریلی کے درمیں) نے مجھے ایک کتاب مطالعے کے لئے دی (فوجہ زمین درروز حرکت زمین، جو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی تصنیف تھی۔ وسائل قلم (فت و زوہ) ہجوم نئی دہلی کے ذریعہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی طرف سے وہ ملکوں و شبہات رفع ہو چکے تھے۔ جو میرے حلقہ تعارف کے باعث شروع سے میرے دماغ میں بے تھے۔ جاوید بھائی (محترم جاوید جیبی صاحب مدبر ہبہم اور سائبیکوپر باری مسجد ایکشن کیمپ) کا منون ہوں کانہوں نے بیری آنکھیں کھوئی تھیں اور شہاب صاحب میرے محسن ہیں کہ اعلیٰ حضرت کے مقام کی طرف مجھے متوجہ کر گئے۔ ان کی دی ہوئی کتاب کے اوراق الالتارہا اور حیرت کے سندھر میں غوطے کھاتا رہا۔ تقریباً ایک صد قلب اس وقت کی جدید سائنس کی اتنی عجیت و اقیمت رکھتے والا عالم دین اور اہل سائنس اسے صرف ایک فرسودہ عالم سمجھتے تھے۔ (ان کے ساتھ اس نا اضافی میں ان کے بیروؤں کا بھی حصہ ہے۔ اس موضوع پر اثناء اللہ اعزیز پھر کبھی اظہار خیال کروں گا) بعض علمائے دین کی سائنس دانوں کا انہیں کی زبان میں مدل تعارف میرے لئے ایک حیرت ناک تجربہ تھا۔ امام صاحب نے اس معمرکتہ الاراء تصنیف میں گلیلو کے Laws of

تفصیلی حوالے تحریر فرمائے ان کا تعلق تو علم فرقے سے ہے لیکن کسی ماہر معاشیات کو اگر یہ مطلعے کے لئے دیا جائے اور یہ بتایا جائے کہ یہ ایک عالم دین کے قلم سے لکھنے والے وہ الفاظ ہیں جو چند گھنٹوں میں معرض و جزو میں آگئے تھے توہہ اسے ایک کرامت سے کم تصور نہیں کرے گا۔ اس دور کی معاشیات، مختلف میشتوں کا باہم تعلق نوٹ اور روپے (اس زمانے میں پا نمی کے درپر رائج تھے) کا باہمی ربط، ان دونوں کی پیش میں فرق کے باعث ان کے باہم تبادلے کی فقیری نوعیت، نوٹ کا خیرہ کرتا بولٹ کے بدلوپے خریدنا اور بیچنا، نوٹ مال ہے یا دستاویز وغیرہ پر امام صاحب نے ایسی سیر حاصل بحث کی کہ وہ ایک وقت ایک فقیر اور ماہر معاشیات نظر آتے ہیں اور یہی ان کا اتیاز ہے۔ اکمیں ان پکڑ لکھوڑ مختصر ظہور افسر صاحب نے اپنی کتاب a glance Ala Hazrat at an (اٹا حضرت ایک نظر میں) کے ایک باب

(اٹا حضرت ایک نظر میں) میں اعلیٰ حضرت بھیشت ایک ماہر معاشیات (economist Ala Hazrat as

اعلیٰ حضرت کی ۱۹۱۲ء کی ایک تصنیف کا مختصر تجویز پڑھ کیا ہے، جس میں انہوں نے ملک کے مسلمانوں کے سامنے چاریش قیمت مشورے رکھنے کے ان میں سے ایک مشورہ یہ تھا کہ بھائی، نکلنے، رگون، مدرس اور حیدر آباد کے خوشحال مسلمان دیگر غریب مسلمانوں کے لئے بیک قائم کریں۔ جناب ظہور افسر صاحب کے تجویز کا ایک جملہ اردو میں ترجمہ کر کے قلم کر رہا ہو۔ جس سے اعلیٰ حضرت کی معاشری بصیرت پر روشنی پڑتی ہے۔

”اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ایک ایسے وقت میں بیکاری کی بات کی اور اس کا مشورہ دیا جب ملک میں بیک کوئی خاص کردار ادا نہیں کر رہے تھے۔ ۱۹۱۲ء میں ہندوستان کے بڑے شہروں میں صرف چند بیک شخے اور اس وقت کوئی یہ سچ نہیں

اللہ اکبر! اللہ نے اپنے حبیب کی معرفت اپنے کلام میں ڈیڑھ ہزار سال قل مطلع فرمادیا تھا کہ۔
القرآن:.....”اے شفیع والے کیا تو نے ندیکا کہ اللہ رات لاتا ہے دن کے حصے میں اور دن کرتا ہے رات کے حصے میں اور اس نے سورج اور چاند کام میں لگائے۔ ہر ایک مقرر میعاد تک چلتا ہے.....” (قمر: ۲۹، کنز الایمان)
نیز، اور سورج چلتا ہے اپنے ایک ٹھراوے کے لئے۔ یہم ہے زبردست علم والے کا۔ (یتین: ۳۸)

یا ہزار امام احمد رضا علی الرحمہ کا مقدور ہوا کہ سائنس کے سکون ٹش کے نظر یہ کہ پیش ہونے کے بعد وہ پہلا شخص تھا جس نے سائنسی دلائل ہی سے اس کا تردید کیا اور سورج کو ہر کوت پذیرا اور ٹوکری ٹوکری ٹھراوے کیا۔
آج حق ثابت ہو چکا۔ باطل ملیا میت ہو گیا۔ ان الباطل کان ز هو قا۔ یعنی افسوس! حق پرست امام احمد رضا علی الرحمہ کو بیرون امام، امامان سائنس سے ٹائم کروانے میں ہبھوڑنا کام ہیں۔

امام صاحب کی عظمت کا ایک اور زندہ ثبوت یہ ہے کہ بابائے جدید سائنس سر آئزک نیشن کے پیشتر نظریات میں آج سائنس نے ترمیم کر لی ہے۔
دوسرے دن کی شروعات کے بعد سے آج تک میرے علم میں ایک بھی عالم دین ایسا نہیں ہے جس نے بارہا اپنے وقت کی سائنس کو اسی کے میدان میں اسی کی زبان میں چیخ کیا ہو اور بالآخر کامران رہا ہو۔ لفظ ”بارہا“ میں نے اس لئے استعمال کیا کہ از کم ایک اور ادھر اسی نوع کا امام صاحب کے تذکرے میں جگہ جگہ میں نے پڑھا ہے اور نیقیناً تاریخ میں کی نظر سے وہ پہلے ہی اگر رچا ہو گا کہ امریکی بیٹری لو جست البرٹ پورٹا

(Falling Bodies) (گرنے والے اجسام کے اصول) کو پر نیکس اور کپڑے کے گردش سیارگان کے نظریات اور آئزک نیشن کے (Law of inertia) (کلیج جمود) اور (Law of gravitation) کش قل کا اصول کا روکیا ہے۔ البرٹ آئکٹن اس کی (Theory of Relativity) نظریہ اضافت پر گفتگو کی ہے۔ اور ارشمیدس کے اصول (پانی میں اشیاء کے وزن میں ہٹائے ہوئے پانی کے بقدر کی وجہی ہے) کی تائید کی ہے۔ کتاب میں حضرت مولانا نے مدوجر کی تفصیلات پر بہت طویل تکمیلی بحث کی ہے، دیگر سیاروں پر اجسام کے اوزان میں کیا یہی پر تبصرہ فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں کتاب مذکورہ میں وہ سمندر کی گہرائی، زمین کے قطر، مختلف سیاروں کے اہم فاصلے، مختلف مادوں کی Relative Densities ہوا کے دباؤ کے سائنسی دوڑوں کی تفصیلات اور اعداد و شمار سے مصروف واقع نظر آتے ہیں بلکہ اپنے دلائل کے ثبوت میں ان اعداد و شمار کا استعمال کرتے ہیں۔

آج اعلیٰ حضرت کی عظمت کا جیتا جا گتا ثبوت خود سائنس نے ہمیں فراہم کر دیا ہے۔ مذکورہ کتاب میں حضرت امام احمد رضا علی الرحمہ نے سکون ٹش کا مدل روز فرمایا تھا اور آج سائنس کو اعتراض ہے کہ سورج ساکن نہیں ہے بلکہ گردش میں ہے۔ سورج اپنے نجور پر ایک چکر ۲۵ دن میں پورے کرتا ہے اور اپنے دار (Orbit) میں ۱۵۰ میل فی سینٹر کی رفتار سے گردش کر رہا ہے۔ جدید سائنسی تحقیقات نے اب یہ بتایا ہے کہ سورج اور چاند کی زندگی ایک روز ختم ہو جائے گی اور یہ کہ سورج ایک مخصوص سمت میں بیٹھا چلا جا رہا ہے۔ آج سائنس اس مقام کا محل وقوع بھی بتاتی ہے اور جہاں تک سورج جا کر ختم ہو گا اسے Solar Apex کا نام دیا گیا ہے۔ سورج اس سمت 12 میں فی سینٹر کی رفتار سے بہر رہا ہے۔

نے پیشین گوئی کی تھی کہ ۱۹۱۹ء کو سیاروں کے انتخاع اور کوشش کے باعث دنیا میں زلزلے اور طوفان آئیں گے۔ امام صاحب نے اس کے بعد میں ایک رسالہ تحریر فرمایا اور امام صاحب کی بات صحیح ثابت ہوئی۔ پورتاکی پیشین گوئی گھٹ لٹکی۔

ریاضی

ایک بیکل انجینئرنگ کی تعلیم کے دوران سائنس کے ساتھ یاد و انس میتھمیکس بھی میرا مضمون تھا۔ میں بھی سمجھتا کہ ایک بی ایس ہی کے درجہ تک کاریا ضی کا طالب علم بھی ”فوزیہن در ز در حکمت ز میں“ میں امام احمد رضا علی الرحمہ کی حسابی باریکیوں کو پوری طرح سمجھنے کا اہل ہو گا۔ اسے سمجھنے کے لئے کم از کم ایم۔سی (ریاضی) کی استعداد کی ضرورت ہے۔ ریاضی ایسا مضمون نہیں ہے جو بغیر استاد کی مدد کے پڑھا جاسکے لیکن تاریخ میں کچھ شخصیات ایسی ہوتی ہیں جنہیں عام لوگوں کے لئے وضع کردہ اصولوں پر کھانا ملکن نہیں ہے۔ امام صاحب ان میں سے ایک تھے۔ اپنی اس کتاب میں وہ اثرباء، جیون میری، ٹرگو میری، لوگو ریتم Applied Logarithm اور Maths کے مضامین انجینکس اور دیائنکس کا ایک انتاری کی حیثیت سے انتقال کرتے نظر آتے ہیں اور لطف یہ کہ سائنس اور ریاضی کے مختلف مضامین کی بحث کے دروان جامعمند رجڑیں طرز کی ادبی چاشی بھی دیکھنے کو ملتی ہے۔

”وہی بات آئی جو ہم نے ان کی دانش پر گمان کی تھی کہ نیچے دیکھا تو جذب سمجھ اوپر نگاہ اٹھی تو اسے بھول گئے۔ فرار پر قرار ہوا۔“

تفہیل ادیان

رقم الحروف کی موجودہ دل چسیاں تفہیل ادیان کے شعبہ سے وابستہ ہیں۔

گوکر اس موضوع پر کوئی پا قاعدہ رسالہ یا تصنیف امام صاحب کی میرے علم میں نہیں ہے لیکن مجھے ایک خوش گواری جرت سے دو چارتب ہوتا پڑا جب فتاویٰ رضویہ میں چکر جگد امام صاحب کی دیگر ادیان سے واقفیت کی بھلک نظر آئی۔
ایک صاحب نے فری میں تحریک سے متعلق سوال پوچھا۔

فری میں ان چند خیز تحریکوں میں سے ایک ہے جس سے واقفیت رکھنے والا کروڑوں میں کوئی ہوتا ہے۔ فری میں کے رموز اور اصولوں کو اس کے بہرائی کسی پر کبھی ظاہر نہیں کرتے۔ مجھے واقعی حیرت ہو گی اگر آج ہندوستان کا کوئی ایک عالم دین بھی فری میں سے واقفیت رکھنے والا امیر علم میں آئے گا۔
امام صاحب نے جواب دیا۔ گو جواب مفصل نہیں ہے لیکن سائل کو اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں تھی۔

جواب فتاویٰ کی جلد و ہم نصف آخر کے صفحے ۲۵۸ پر تحریر ہے۔
ایک صاحب نے سوال پہنچا کیا گندمی کو مہما کہنا کیا ہے؟
کوئی فرود و حالم ہوتا تو جواب دیتا کہ شرکیں کی زبان استعمال کرنا احتیاط نہ رہا ہے۔
اوسط فرم رکھنے والے علماء تہذید فرماتے کہ شرک غیر مسلم کی تعظیم جائز نہیں ہے
اس لئے اجازت نہیں۔

ترقی پسند ہیں، ان رکھنے والا عالم اس میں کوئی حریج نہیں سمجھتا کہ رائج الوقت زبان کا جز ہے اور بعض مواقع پر خود اخضارت نے غیر مسلم سربراہان قبائل کی دعویٰ نقض نظر سے عزت افزائی فرمائی ہے۔

لیکن جس پارکی کی طرف امام صاحب نے متوجہ فرمایا اس طرف اسی کی نگاہ جاسکتی ہے جو تقابل ادیان سے دل چھپی رکھتا ہو۔ جواب میں فرمایا کہ مہما تکا مطلب

ہے روحِ عظیم اور لفظِ روحِ اعظم جس سنتی کے لئے مخصوص ہے اس کے سوا کسی کے لئے روائیں۔ کسی مسلمان کے لئے بھی نہیں۔

مندرجہ بالا سوال و جواب بھی فتاویٰ رضویہ جلد و تم میں درج ہیں۔

”فُوْزِمَيْنِ دَرَرَ حَرَكَتْ زَمِينَ كَا آغاَزِ آياتِ قرآنِ اُنِّي اُور عَرَبِي زَبَانِ مِنْ حَدَثَاءِ وَ دَعَاءَ كَيْ بَعْدَ رَأْيَنَ الْفَاظَ سَيْ هَوَتَاهَ بَهَ۔

”اُخْمَلَدُوْهُ نُورَكَ طُورِسِنَا سَيْ آيَا اُور جَلِ سَاعِيرَ سَيْ چِكَا اُور فَارَانَ كَيْ مَعْقَلَهَ كَيْ پَيَارُوْنَ سَيْ فَائِضَ الْأَوَارِدَ عَالَمَ آخَكَارَهُوا۔“

مندرجہ بالا الفاظ کا استعمال حضرت مولانا امام احمد رضا خاں رحمہ کے باشکن کے مطابعے کا نماز ہے۔ مولانا آزاد جیسے شخص نے امام صاحب کے یہ الفاظ اپنے تقلیلی مطابعے کے ایک مضمون کی تہذیب کے لئے (مسئلہ روبدل کے ساتھ) مستعار لئے۔ بعض عالم کہلانے والے کم علم لوگ اس خیال کی اشاعت کرتے نظر آتے ہیں کہ سابقہ کتب آسمانی اور دیگر مذاہب کی نہیں کتب کا مطالعہ گناہ ہے۔ وہ سیدنا عمرؓ سے مردی اس حدیث کو نہیں جانتے کہ

”قَرِيبٌ هُوَ وَ شَفِيفٌ إِلَيْهِ أَيْكَ كُلُّ كُلُّ عَلِيَّدَهُ كَوْدَهُ جَسْ نَإِسَلامَ مِنْ هِنَّ أَكَعْصِنَ كَهُولِينَ اُور جَاهِيلَتَ سَيْ بَلَكَ نَآشَاهَهَ۔“

وہ صحیح بخاری کی اس روایت سے بھی واقع نہیں ہیں کہ حدائق عن بنی اسرائیل ولا حرث یعنی بنی اسرائیل کی روایتیں۔

(حسب ضرورت دین) بیان کر سکتے ہو اس میں حرج نہیں ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں احمد زادہ اہب غیرہ کے پیر و ذیں کے اعتراضات کا رد انہیں کے اعتقادات اور انہیں کی تسلیم شدہ کتب کے ذریعہ بے حد موثر انداز میں دیا

کرتے تھے۔ امام صاحب کے علیٰ تحریر کا یہ پہلو ایجھی تکن نہیں تھا غیر معروف ہے کہ فیر نہ مذاہب کی نہیں کتب کا نہ صرف مطالعہ بلکہ اس کا استحضار اور بوقت ضرورت اس کا استعمال انہیں تقابل ادیان کے شعبے میں بھی ایک ممتاز مقام کا حوالہ ثابت کرتا ہے۔ بریلی یا سینڈھی کی مولاوی سید غلام قطب الدین صاحب پردوں بھی بریجخاری نے ان سے سوال کیا کہ ”رَأَىْكُمْ فِي قُرْآنِكُمْ كَيْ تَيْمَنَ آيَاتَ كَوْدَلَهُ دَرَرَهُ كَيْ رَمَجَهُ رَسُولُ اللَّهِ كَوْ (محاذِ اللَّهِ) گَنْهَكَارَ قَرْ قَرْ دَرَيَا ہے۔“

امام صاحب نے 15 دلائل کے ذریعے اس کا تردی فرمایا لیکن قابل ذکر بات یہ ہے کہ دلیل نہیں ہے میں ہندوؤں کی نہیں کتاب و پیدا کے ان تراجم کا حوالہ دے کر جو اپناتھی ممکن ہیں، یہ ثابت کیا ہے کہ تفسیر معتبر اور ہر مفسر مصیب نہیں ہے کہ کشاف وغیرہ کی مدد رہے بالا آیات کی تفسیر کی خیال پر محاذ اللہ نبی کریم ﷺ کو بے ادبی سے گنجانہ رکھا جائے۔ امام صاحب کے طرزِ استدلال کی خوبی یہ ہے کہ راما نگھنم پوچکلہ آریہ تھا اس نے اس پر یہ بھی واضح فرمایا کہ دیانت دسرسوئی (بنی آریہ سان) نے ان تراجم کا انکار کر کے اپنے ترجمے کئے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام صاحب کی نظر پر وید کے ایک سے زائد تراجم تھے۔ استدال نہیں کے الفاظ اذلیں میں فارسی میں نہیں ہیں۔

”(۷) نہ ہر تفسیر معتبر نہ ہر مفسر مصیب۔ مشرک کا ظلم ہے کہ نام لے آیات کا اور دامن پکڑے تا معتبر تفاسیر کا ایسا ہی ہے تو وہ غویات و بزرگیات و فیضیات کو لیکی مہذب آدمی کو انہیں بکتے بلکہ دوسرا سے آدمی سے لقل کرتے عاریے جاؤ ایسے جاؤ آریہ کے پیروں میں اپنی کپڑی پھرہی ہیں اور خود بندگاں دیدنے اس کے ترجموں میں وہی حدیث کے گندے گھونے گوش لکھنے کا اون سے آریہ کی جان کیوں کر چھوٹے گی مثلاً بیکرویدیں ایشور کی بیماری کا حوالہ کھا ہے کہ بستر بیماری پر پڑے پکار ہے ہیں کہ او بیکروں طرح

کے باکل کے مطالعہ کی گہرائی بھی ہمارے سامنے عیاں کرنی تھی۔ مولوی صاحب نے تحریر فرمایا کہ ”رہا ملکم آریہ سے فراہی ہو گیا ہے۔ روئے جواب چاہب نصاصری ہوتا چاہیے۔“ امام صاحب نے جواہر فرمایا ”الحمد للہ وہ جواب کافی دوافی ہے۔ صدر کلام میں آریہ کی جگہ نصرانی لکھ لجھے ہاں نمبرے بالکل تبدیل ہو گیا۔ اسے یوں لکھئے“

آن کل تو بہت سے مولوی صاحبان بالکل اور ان اجیل کے فرق ہی سے واقف نہیں ہیں۔ کبھی کچھ حوالے پڑ کر نقل کرتے ہیں تو بالکل کی جگہ انجیل لکھ دیتے ہیں اور علم خوام پر اپنی قابلیت کا سکر بنھاتے ہیں! اس کے لفظ بالکل کا استعمال ہوا اور کہاں انجیل۔ یہ اہتمام توہی کر سکتا ہے جس نے صرف کچھ تھے پڑ کر نقل نہ کر دیئے ہوں بلکہ بالکل کی تفصیلات اور باریکیوں سے واقف ہو۔

امام صاحب نے اپنے جواب میں بالکل کا ایک بھل واقع نقل کیا جس میں بیٹھ کی عمر باب سے شریعت کو ایمان سے کچھ نسبت نہیں اور مسیح ﷺ کے راست بازو کامل ایمان ہیں تو ضرور شریعت سے جدا ہیں تو کہنگار ہیں کتاب یرمادیا باب ۹ درس ۱۲۳ میں ہے۔ سر زمین کس لئے ویران ہوئی اور بیان کے مانند بلی گئی۔ خداوند کہتا ہے اسی لئے کہ انہوں نے میری شریعت کو ترک کر دیا اور اس کے موافق نہ چلے۔

(۱۸) بلکہ ترک اولی یا کسی صغیرہ کا صدور یا بد ہونا بھی درکنار بالکل تو مسیح ﷺ کو محاذ اللہ صاف ملعون بتاتی ہے خطہ کو باب ۳ درس ۱۳، مج نے ہمیں مولے کر شریعت کی احتت کے چیزیا کروہ ہمارے لعنت ہوا کیوں کہ لکھا ہے جو کوئی کام کو لکھا کیا گیا ہو اس لعنتی ہے۔ ”الحیاۃ بالله تعالیٰ۔“ ایسے پوچھ و پوچھ مذہب کے پانید کیوں دین حق اسلام کے خدام نے اجھے ہیں اپنے گریبان میں منہڈ ایں اور اپنی پوچھی کہ کبھی نہ سمجھ لے گی

کی علم و عمل رکھنے والو! تمہاری سیکڑوں ہزاروں طرح کی بوئیاں ہیں ان میں سے میرے شریکوں کو رواے ابا جان تو بھی ایسا ہی کر۔ ”نیز یہ بھی فرمائے ہیں کہ ”اے بوئیوں کے مانند فائدہ دینے والی دیوبی ماٹا میں فرزند تھکہ کو بہت محمدہ نصیحت کرتا ہوں ماتا جی کہتی ہیں اے لائق بیٹے میں والدہ میرے گھوڑے گائیں زمین کپڑے جان کی خفاظت و پروش کرتی تو مجھے نصیحت مت کر۔ اسی سیگر وید کے ادھیسائے ۱۳ متر اول میں الشور کے متعلق ہے اس کے ہزار سر ہیں ہزار آنکھ ہیں ہزار پاؤں ہیں، زمین پر وہ سب جگہ ہے الٹا سیہ طاقت بھی اس انگلی کے فاصلے پر اڑاوی آگے بیٹھا ہے نیزو دیوں میں اس کا نام سردیا پک لیتھی ہر شے میں جاری و ساری ہے یعنی ہر جگہ سالماں ہوا ہر چیز میں رہما ہوا ہر خلا میں گھسا ہوا ہے ہر جانور کی مقعدہ رہا وہ کی فرج ہر پا خان کی ڈھیری میں الشور ہی الشور ہے۔ دیانتہ نے محض زبردست ان کی کایا پلٹ کی اور انہیں فرش سے نکلا گمراہ متر مسجد کہاں مٹ جائے گا مفتر تو اپنی طرف سے مطلب کہتا ہے اور مترجم خود اصل کلام کو دوسرا زبان میں بیان کرتا ہے ترجمہ کی نظری اگر ہوتی ہے تو دو ایک لفظ کے معنی میں نہ کسارے کاسارا کلام محض فرش سے حکمت کی طرف پلٹ دیا جائے اور اگر سلکت ایسی ہی پیچیدہ زبان ہے جس کی سطروں کی طریق چاہے فرش سے ترجمہ کر دخواہ حکمت سے تو وہ کلام کیا ہوا۔ بھان تی کا گور کھدنا ہوا اور اس کے حرف پر اعتناد ہو سکتا ہے معلوم نہیں کہ مالاچی ہے یا گالی بکی ہے؟

ویدوں کے مختلف مترجمین اور مفسرین کے اختلافات کے منتوڑتہ کرے سے اعلیٰ حضرت نے جنت تمام کر دی لیکن یہ سوال و جواب مندرجہ بالا دلیل نمبرے کے ساتھ ۵ ادالاں پر ہی ختم نہیں ہو گیا حکمت اللہ کو کچھ اور بھی منظور تھا اور امام صاحب

حوالے بھی اس کی نوک زبان پر رہا کرتے تھے۔ (بیکریہ "یادگار رضا" ۱۹۹۵ء)

علوم سائنس اور امام احمد رضا علیہ الرحمہ

(مولانا شاہ محمد تمیری القادری - پاکستان)

علوم مشاہدات (سائنس) پر اہل اسلام (مسلمانوں) نے جوا حسان ناقابل فرمائش کئے ہیں اس کا اندازہ علوم سائنس پر ان کی چھوڑی ہوئی یادگار نگارشات (تایففات و تینیفات اور سودات) اور جدید تحقیقات و تصدیقات کی روشنی میں ہونے والی آج کی ایجادات و اختراعات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

ایک سائنس پر ہی کیا محصر؟ علم و فن کا کوئی میدان ایسا نہیں جس کے شہروار مسلمانوں میں نظر نہ آتے ہوں۔ انہی شہرواروں میں ایک نام علامہ مولانا قاری حافظ مفتی مدح عظیم شیخ الحدیث امام احمد رضا خاں قادری بریلوی افغانی حدیث بر صیفی کا بھی ہے۔

چودھویں صدی کے نصف میں ہندوستان کے شہر بریلی میں 10 شوال المکرم 1272ھ بمقابلہ 14 جون 1856ء کو ختم یعنی والا علوم سائنس کامابر مسلمان سائنس داں جسے لوگ (فتیع اعظم) "امام الوقت" اور "چودھویں صدی کا مجدد" کہتے ہیں۔ جب کہ بعض لوگ اسے "علوم دخون کا حمالہ" کہہ کر پکارتے ہیں اور بعض اسے "بر العلوم" کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ شیخ موسیٰ الشافی الازھری کی طرف سے آپ کو "امام الائمه احمد و ابن احمد" کا خطاب ملا۔ اور حافظ کتب الحرم سید اساعیل خیل نے آپ کو "فناخ المحتبا و اوحذ میں" کا خطاب دیا۔

علم کا یہ سحر بے کراس، ایک تجزیہ عالم دین، حدیث و مفتی، مکفر و ادیب، مصلح

سننجالیں سے اللہ یہدی من یشاء الى صراط مستقیم واللہ تعالیٰ اعلم
من درجه بالاسوال و جواب فتاویٰ رضویہ کی جلد ہم اس ۲۳۷ نامہ درج ہیں۔
مخالفین بھی استفادہ پر مجبور.....

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے علم اور تفہیق کا اقراران کے مخالف اہل عمر کی زبان سے قارئین کے لئے کوئی نئی دریافت نہیں ہے بلکہ ان کے طویل القامت کا ناقابل تردید یہ ہے کہ صرف زبانی اعتراض ہی نہیں روشنہ کی عملی زندگی میں بھی امام صاحب کی خدمات سے ان کے بخال فیض کے لئے بے نیاز ہونا ممکن نہیں ہے۔ بر صیرہ ہندو پاک کی مسجد میں نقشہ نظام اوقات صلاوة سے استفادہ کرنے والے پیغمبر حضرات شاہید اس سے بے خبر ہیں کہ یہ نظام اوقات امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کی دین ہے۔

عالم اسلام میں علوم دخون کی ترقی کے دور میں جیرت انگیز استعداد اور کھنے والے ہمارے اسلاف میں لکھنے والی روشن ستارے ایسے ہیں جو یہی وقت اتنے علوم کے ماہر تھے کہ ان کی نظر نہ اہب غیر میں نہیں لیکن دور زوال میں اگر نظر دوڑا کیں۔ اور اس سے ہرگز باعظمت بزرگان دین کی تفسیر مقصود نہیں ہے کہ ہر ایک کامیدان جدا ہے۔ تو امام احمد رضا علیہ الرحمہ کچھ لئی کی صدیوں کی تاریخ میں دو احادیث ہے جو یہی وقت تفسیر، حدیث، نقد، تصوف، ادب، تعلیم شاعری، علم کلام، منطق، فلسفہ، بیت، نجوم، توقیت، جغرافیہ، تقابلی ادیان، مختراء، سائنس، بریاضی، معماشیات، عمرانیات، لسانیات، الغرض الہیات، ارثیات، فلکیات اور بھرپریات (ماہرین کے اندازے کے مطابق) کم و بیش 50 علوم کا نہ صرف ماہر تھا بلکہ اتحنخاز کی کیفیت یہ تھی کہ فی الید یہ

و مذہب ہونے کے ساتھ ساتھ ایسا محقق بھی تھا جس میں کئی سائنس دان گم تھے۔ اس میں ایک طرف تو ابوالیشم کی فکری بصارت علمی روشنی تھی تو دوسری جانب جابر بن حیان جیسی صلاحیت و قابلیت۔ اس میں ایک طرف موی الحواری اور یعقوب الکندی جیسی کہنہ مشقی تھی تو دوسری جانب الطبری، فرغانی، رازی اور بعلی سینا جیسی دانشمندی، اس میں فارابی، الایوبی، عمر خیام، امام غزالی میاں الحسرو اور ابن رشد جیسی حداد و ذہانت تھی تو دوسری جانب امام الفتحاء امام اجل امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے فیض سے فقیہانہ و سیع النظری اور حضرت غوث العاظم دیگر شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے روحاںی و ایشی اور قلبی لگاؤ کے سبب اعلیٰ ظرف امام احمد رضا علیہ الرحمہ کا بزرگ علم و فن کا شیخ اور ہر پیاو علم کا سرچشمہ تھا۔ آپ کو علوم قرآن و حدیث و فقہ، علوم صرف و خود و فلسفہ، علوم عقائد و کلام و بیان اور منطق و اسان اور ترقیاتیں ادیان سینیت علوم سائنس پر بھی کمل عبور مدرس حاصل تھی۔ آپ نے دیگر علوم کی طرح علم رسانی کے ہر گوشہ اور ہر پیاو کو اپنے منصب علم و عمل اور پہنمہ فیض سے سیراب کیا۔ سائنسی علوم پر آپ کی تحقیقات تحریرات، مشاہدات، تجربات انجینئرنگ اور آنے والوں کے لئے بدایت و مدخل راہ ہیں۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے کم و بیش چھپن علوم حاصل کئے تھے۔ آپ نے جو علوم فنون اساتذہ سے حاصل کئے ان کی تفصیل یہ ہے:

- (۱) علم قرآن (۲) علم حدیث (۳) اصول حدیث (۴) نقد حنفی
- (۵) کتب فقہ جملہ مذاہب (۶) اصول فتنہ (۷) علم تفسیر (۸) جدول، نزہب (۹) علم العقائد والکلام (۱۰) علم صرف (۱۱) علم نحو (۱۲) علم معانی
- (۱۳) علم بیان (۱۴) علم بدیع (۱۵) علم منطق (۱۶) علم مناظرہ

- (۱۷) علم فلسفہ (۱۸) تکمیر (۱۹) علم بیت (۲۰) علم حساب
- (۲۱) علم ہندسه۔
- مندرجہ ذیل علم کسی اسٹاد سے حاصل نہیں کئے البتہ ان علوم و فنون کے ماہرین سے اجازت حاصل کی۔
- (۲۲) قرأت (۲۳) تجوید (۲۴) تصوف (۲۵) سلوک
- (۲۶) اخلاق (۲۷) اسامہ الرجال (۲۸) سیر (۲۹) تواریخ (۳۰) لغت
- (۳۱) ادب معجم جملہ فنون (۳۲) ارشاد طبقی (۳۳) جبر و مقابلہ (۳۴) حساب سینی (۳۵) لوگاریتمات (۳۶) علم انوتیقت (۳۷) مناظرہ مریا (۳۸) علم الاکر (۳۹) زیجات (۴۰) مشلت کروی (۴۱) مشلت مطہر (۴۲) بیانہ جدیدہ (۴۳) مربجات (۴۴) جذر (۴۵) زائرچ (۴۶) نظم عربی (۴۷) نظم فارسی (۴۸) نظم ہندی (۴۹) نثر عربی (۵۰) نثر فارسی (۵۱) نثر ہندی (۵۲) خط نفع (۵۳) خط نستعلیق (۵۴) تلاوت مم تجوید (۵۵) علم الفراخیں۔

اس قدر علوم و فنون کا ذکر کرنے کے بعد امام احمد رضا علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

و حاشا للہ ماقبلته فخر و تمدح اب تحدثا، بنعمت الکریم المنعم.
ترجمہ: اللہ کی پناہ میں نے یہ باتیں خواہ دخواہ کی خود سنتی کے طور پر بیان نہیں کیں بلکہ معمم کریم کی عطا فرمودہ بخت کا ذکر کیا ہے۔
امام احمد رضا علیہ الرحمہ ارشاد طبقی، جبر و مقابلہ (ALGEBRA)، حساب سینی، زیجات، لوگاریتم (LOGARITHM)، مشلت کروی۔
TRIGONOMETRY SPHERICAL)

زیجات (حکمات یارگان) پر پاچ، جرم و مقابله پر دو، ارشادی پر دو، علم التوقیت پر دو، علم التوقیت پر پاچ، علم نجوم پر نو، فلکیات پر پاچ، علم صوتیات پر دو، علم نور (طبیعت/بصیرات) پر چار او علم تقویم پر دو کتابیں یادگار چھوڑی ہیں۔ اس کے علاوہ علم الکیمیا، (CHEMISTRY)، علم الطبع (PHARMACY)، علم الدویہ (MEDICINES)، علم بین اللوای (POLITICAL SCIENCE)، سیاست (PHARMACY)، علم بین اللوای (PHONETICS) اور علم اخلاقیات (ETHICS) پر بھی امور (INTERNATIONAL TION) کی کوشش موجود ہیں۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے علم ریاضی کی بیشتر شاخوں مثلاً الجبرا، جیوبیٹری (علم مثلثان)، علم تکونیات (TRIGONOMETRY)، علم الاعداد (NEOMEROLOGY) اور لوگاریتم کی مدد سے بے شمار مسائل حل کئے۔ اور لوگاریتم کے اندرونی (CONVENTION)، ایجاد کئے۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جب لوگاریتم کا علم پوچھنے والوں تک محدود تھا اور لوگوں کا طالب علم غالباً خال نظر آتا تھا۔

عظیم فتاویٰ کی خفیہ کتاب ”الخطای الشجیری فی الفتاوی الرضویة“ کی جلد اول صفحہ ۳۲۱ تا ۳۲۰ میں درج فتاویٰ مسیٰ ”احسن“ لامبرت فی الماء الحستیر (۱۹۱۵ء برابر ۱۴۳۲ھ) پر باب المایہ میں اپنے فتاویٰ میں ”احسن“ لامبرت فی الماء الحستیر کا نادر غمود اور اپنے فن کے لحاظ سے ناقابل پیش ہے۔ یہی تین اس کے علاوہ بھی کئی اتحاد فتاویٰ ایسے ہیں جن کے جوابات امام احمد رضا نے لوگاریتم و دیگر علم سائنس پر بنیت، فلسفہ، طبیعت، کیمیا، فلکیات، معماشیات و معدنیات، کی روشنی میں نہیاہت ہی ثابت و مسکت اور شافی و کافی پیش کئے۔ آپ نے علم سائنس کی ان شاخوں کو نہیاہت مدلل اور بڑے مفصل انداز سے استعمال کیا اور یہ ثابت کیا کہ آپ ان

(TRIGONOMETRY)، علم التوقیت، علم الکسیر، فلکیات، علم المریعات (SQUARES) (علم جذر، علم ریل، زاویہ، حساب (MATHEMATICS)، علم بیانہ جدیدہ و تدریبہ (ASTRONOMY)، علم الہندسہ، علم الجرم (ASTROLOGY)، فلسفہ قدریہ وجدیدہ، علم التقویم، علم الطبیعت (PHYSICS)، علم الارضیات (GEOLOGY)، علم معدنیات، علم الصوتیات (MINEROLOGY) اور علم بصریات (PHONETICS) (OPTICS) جیسے قائل و دیغور قابل و موثق علم و فنون پر بطوریٰ رکھتے تھے۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے مستند و معتبر، موثق و مؤثر سائنس دان ہونے کا مبنی ثبوت یہ ہے کہ آپ نے ہر فن پر کوئی نہ کوئی کتاب یادگار چھوڑی ہے۔ آپ کی تحریرات لازوال اور ناقابل پیش ہیں۔ آپ کی خاصیت تحریر یہ ہے کہ آپ نے جس موضوع پر قلم اٹھایا اسے اس کی انتہائی پہنچایا۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے علم سائنس پر ایک سو سے زائد کتب (رسائل و دو اش و مقالات) تصنیف و تالیف فرمائیں جب کہ آپ کی تحریر کردہ مختلف موضوعات پر تصنیف کی تعداد (معنی فتقد حدیث و ترجیح قرآن مجید) ایک ہزار سے زائد ہے۔ جو کم و بیش ستر علم پر کامی گئی ہیں۔ جس میں چوتھیس کے قریب علم و فنون ایسے ہیں جو آپ نے اپنے ذاتی مطالعے اور اپنی ذاتی استعداد و قابلیت اور اپنی تھاد و صلاحیت سے حاصل کئے تھے۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے علم ہیئت و فلسفہ قدریہ وجدیدہ پر ایک، علم بیانہ/طبیعت پر تین، ہیئت جدیدہ پر تیرہ، علم ریاضی پر چھ، علم ہندسہ پر تین، علم عکس پر پانچ، علم مثلثان (جیوبیٹری اور زیکو میری) پر پانچ، علم جذر پر پانچ، لوگاریتم پر دو، علم

علوم پر ماہر اند و تاہر اند دسترس رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کی بہت اور سب سے بڑی جدید اسلامی یونیورسٹی ”الجامعة الازهر“ (تاہرہ ہسوس) کے متاز عالم حدیث اور پروفیسر ڈاکٹر محمد الدین الاولی نے اپنے مقابلہ حضرت امام احمد رضا مطبووع صوت الشرق، (فروری ۱۹۷۸ء صفحہ ۱۲-۱۳) میں فرماتے ہیں۔

”مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمہ تصنیفات قریباً! بچپن فتوں میں ہیں۔ جن فتوں میں آپ نے اتحاد اور مل تصنیفات کی ہیں ان میں سب سے زیادہ نادر علم زیبات (دھوپول جن سے ستاروں کی رنگان پچانی جاتی ہے)، جبر و مقابله علم الارض ہے۔“ امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے علم سائنس پر جو تحقیق فرمائی اور علم ریاضی پر جو خصلت و کمل کتاب تحریر فرمائی ہیں ان کے مطالعہ کے بعد متاز ماہر ریاضیات پروفیسر ابرار حسین (علام اقبال یونیورسٹی۔ اسلام آباد) نے فرمایا ”بے شک اعلیٰ حضرت بہت بلند پائی ریاضی داں تھے۔“

متاز ریاضی داں واکس چانسلر آف سلم یور نیورسٹی (علی گڑھ۔ بھارت) اور صرفیع کے عظیم مفکر و دریافتیاء الدین احمد، امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی فہم و ذکالت سائنسی و ادبی خدمات اور علمی کارناموں کو خراج پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں ”صحیح معنوں میں یہ ہستی نوبل پارائز کی متحقیق ہے۔“

ایک مرتبہ ڈاکٹر ضیاء الدین نے علم ریاضی کا لائچل مسئلہ امام احمد رضا کے رد پر و زبانی طور پر پیش کیا تو امام نے اس مسئلہ کافی البدیہ ہے جواب زبانی ہی دے ڈاکٹر ضیاء الدین کی مسخر نے فرمایا ”میرے سوال کا جواب بہت مشكک اور ناقابل حل تھا اور اس سلطے میں اپنی فراغت گاہ (جہاں سے پی ایچ ڈی کی سندی) جنمی جانے والا تھا لیکن اپنے ایسا نی ابدیہ ہے جواب دیا گیا اس مسئلے پر کافی عرضے سے رسیرچ کر رہے ہوں۔ اب

ہندستان میں اس کا جانے والا کوئی نہیں۔“

محمد شاہزاد یونیورسٹی (رسیرچ اسکالر شعبہ عربی، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ) اپنے تحقیقی مقالہ ”سائنس قرآن کے آئینے میں“ لکھتے ہیں۔

”امام احمد رضا علیہ الرحمہ صرفیع کے پہلے سائنسدان، دانشور اور عالم دین ہیں جنہوں نے سریہ احمد خان کے سارے طرزِ عمل کے خلاف کہ ”سائنس کی روشنی میں قرآن کو پکھا جائے“ یہ نظریہ پیش کیا کہ ”سائنس کو قرآن کی روشنی میں پکھا جائے“ کیوں کہ یہ ایک ازلی اور ابadi حقیقت ہے۔“

امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے دنیا کے متاز سائنس دانوں ماہر طبیعت و ریاضیات سر آئزرک نیوٹن (برطانیہ ۱۶۴۳ء-۱۷۲۷ء) اور مسٹر البرٹ آئن اسٹائن (امریکا ۱۸۷۹ء-۱۹۵۵ء) اور مسٹر ثو اکٹ (METERLOGY) پروفیسر البرٹ ایف پورٹا پر تھتی تقدیم اور شدید علمی گرفت کی وجہ اور ان سائنس دانوں کے بے بنیاد مفروضوں اور فرسودہ خیالات کا رد کرتے ہوئے اور قرآن و احادیث کی رو سے مسائل حق و الیام، خلاء (ATMOSPHERE) اور ایتم (ATOM) وغیرہ پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے اور جگہ جگہ آپ نے علوم جدیدہ و عقلی و فلسفی دلائل کی روشنی سے بھی استفادہ کیا ہے۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے یوں کے نظریات کے رد میں ایک مدل کامل اور مکتوب و ثابت کتاب ”فوز بیمن دیرہ حرکت زمین“ تصنیف فرمائی۔ اس محرکت الاراء کتاب میں آپ نے یوں کے مشہور و معروف نظریات ”نظریہ کشش ثقل“، (THEORY OF GRAVITATIONAL TRACTION) اور ”نظریہ حرکت زمین (THOREY OF MOTION)“ اور آئن اسٹائن کے نظریہ اضافت

(THEORY OF RELATIVITY) پر فاضلانہ بحث کی ہے۔ خرق والیم کے بارے میں قدیم فلاسفہ کے اقوال کو رد کرتے ہوئے آپ نے دلائل عقلی و نقلی سے ثابت کرتے ہوئے فرمایا کہ ”فلک پر خرق والیم جائز ہے۔“

(الكلمة الملمحة: مطبوعہ دہلی صفحہ ۲)

ایک مقام پر خلاء پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ فلاسفہ قدیم خلاء کو جمال مانتا ہے مارے نزدیک وہ ممکن ہے۔ (امان الدارضاری ۱۹۱۹ء صفحہ ۳۹) ایک مقام پر انہمار خیال کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ جزو لا یتجزی ممکن بلکہ واقع اور اس سے جسم کی ترکیب بھی ممکن۔ اگر بعض اجسام اس طرح مرکب ہوئے ہوں کچھ مدد و نہیں، گیریہ گلیتی نہیں ہے کہ اس طرح کے اجسام میں تماں ناممکن کموجب اتصال دو ہوئے اور جسم حصی جس طرح ہم نے ثابت کیا یوسی تماں حسی ماننا مشکل ہے۔ ”جزو لا یتجزی کے متعلق امام احمد رضا نے قرآن کریم سے اثبات بڑوکی دلیل مستبط کی، فرماتے ہیں ”میں نے تو جزو لا یتجزی کا قرآن عظیم سے اثبات کیا اور یہ آیت پیش کی۔“

”ومَقْنَا هُمْ كُلُّ مُمْزَقٍ“ اور یہ نے ان کو پارہ پارہ کر دیا۔ (پارہ ۲۲۵ سورہ النساء)

ایم کاظریہ سب سے پہلے شہر یونانی فلسفی دینر اس (DEMOKRITUS)

(MATTER) (۳۷۰ء قم۔ ۳۷۰ء قم) نے کل مسجد میں پیش کیا۔ اس نے کہا کہ ماڑہ (MATTER)

چھوٹے چھوٹے اجزاء سے مرکب ہے۔ جب یہ ملتے ہیں تو صورت نکلتی ہے اس نے

یہ بھی کہا کہ ”اگر ان اجزاء کو قسم کرتے چلے جائیں تو ایک مرحلہ ایسا بھی آئے گا کہ

مزیکر کرنانا ممکن ہوگا،“ اس سے ”جز لا یتجزی“ (ایم) کاظریہ بھرا۔ یونانی زبان میں ایم کے معنی ہیں ”ناقابل قسم۔“

دنی کا کلمہ ہے۔ اس طرح ایم دوزبانوں کا مرکب نہ کرنا قابل قسم ہو گیا۔

آج سے دو ہزار سال قبل ایم جس نے پہلی بار مختارف کرایا وہ دیگر اس طس تھا اور ایم کا نام بھی اسی کا وضع کر دھے ہے۔ اس کا نظریہ تھا کہ ”دنی کی ہر شے نہایت چھوٹے چھوٹے، ناقابل قسم ذرہوں یعنی ایمتوں سے بنی ہے۔ لیکن اس سے بھی پہلے یونان کے ایک فلسفی زیوالیانی نے بتایا کہ ”کائنات کا ماڈہ ایک مسلسل اور ناقابل تغیر چیز ہے۔“

یہاں پہنچاتے بھی واضح رہے کہ آج سے دو ہزار سال قبل جب دیگر اس نے اپنا ”نظریہ ایم“ پیش کیا تھا تو اس کی سب سے پہلے خلافت بھی اہل یونان یعنی افالاطون اور اسٹولون کی تھی اور اس کے برخلاف اپنا نظریہ پیش کیا تھا۔

قدیم ہندوستان میں بدھ مت اور جین مت کے علماء بھی ایسی حیات سے متعلق تقریباً ہی نظریہ پیش کیا جو دینر اس طس نے کیا تھا۔

۱۸۹۸ء میں ایک سائنسدان بھے جے تھامس (J.J. THOMSON) نے اس کے خلاف نظریہ پیش کیا اور کہا کہ ”ایم ناقابل قسم ذرہ نہیں بلکہ اسے توڑا جاسکتا ہے۔ اور ایکڑوں کی دریافت کا سہرا بھی اسی کے سر ہے۔“

ایم کا جدید نظریہ بھاطیہ کے ماہر طبیعت جان ڈلن نے ۱۸۹۸ء میں پیش کیا تھا۔ اور لارڈ رٹھرفورڈ اور فریڈریک روڈی نے کمال جرأت سے کام لیتے ہوئے قدیم ایسی نظریات کے برخلاف ایک ایسا نظریہ پیش کیا ہے ایم کی دنیا میں ”کفر“ کہنا چاہیے۔ انہوں نے ہزار ہا رس کے اس نظریہ کو ”ایم ناقابل قسم“ ہے کے برخلاف کہا کہ ”ایم ناقابل قسم ہے“ اور انہوں نے ثابت کر دکھایا کہ ریڈیم کا ایم مسلسل انتشار اور قسم کی حالت میں رہتا ہے۔

۱۹۱۶ء میں رutherford (RUTHER FORD) نے نظریہ ائمہ کو مزید وسعت دی اور کہ ایم کا ایک مرکز ہے جسے نیوٹرنس (NUCLEUS) کہتے ہیں اور یہ کہ نیوٹرنس کے گرد ایکڑون (PROTON) پروٹون (ELECTRON) اور نیوٹرون (NEUTRON) نے ایسی ساخت کا نظریہ پیش کیا اور کہا کہ "ایکڑون پروٹون اور نیوٹرون ایٹم کے حصے ہیں اور اپنے بجور (ORBIT) تبدیل کرتے رہتے ہیں اور تبدیلی محو کے دوران توانائی (ENERGY) خارج کرتے ہیں۔ دونوں جوان سائنسدان ارشت والشن اور چان کر روف پہلے سائنسدان تھے جنہوں نے کیجوں تسلیمی برداری کی تھیں میں ایٹم کو پہلی بار شناختی کیا تھا۔ اس پران دو نوں کو مشترک طور پر نوبل انعام دیا گیا تھا۔ انہوں نے نیٹرنس کے مرکز پر کوتولے کے لئے ایک لاکھ دو لکھ کے اسراع سے ہائیروجن کے مرکز پر مشتمل کری اسٹمنال کی۔ یاد ہے کہ ہائیروجن کا مرکز و سب سے چھوٹا اور پروٹون پر مشتمل ہوتا ہے۔ پہلے کہ ہائیروجن کا مرکز و سب سے چھوٹا اور پروٹون پر مشتمل ہوتا ہے۔

عبدالسلام کو بھی اسی تحقیق پر طبیعت کا نوبل پرائز دیا گیا تھا۔ جب کہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے علماء اسی سال قبل اس مسئلہ پر تحقیق فرمادی تھی۔ یہی داکٹر موصوف نے خود سوالات ہے۔

ڈاکٹر عبدالسلام نے امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی کتاب "نو زمین" در ردِ حرکت زمین "کا مطالعہ کرنے کے بعد ایک مقام پر لکھا ہے کہ "مجھے خوشی ہوئی کہ مولا تانے اپنے دلائل میں (LOGICAL AND AXIOMATIC) پہاومہ نظر کھا ہے۔" نظریہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے بارے میں پو فیسرا بر اس میں فرماتے ہیں "اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی ضرب دراصل نیوٹن کے نظریات پر ہے۔" اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی

تحریک کو مرسری نظر سے دیکھ کر ردِ بینا میرے خیال میں غیر سائنسی فعل ہے خصوصاً اس صورت میں جب نامور سائنس دان بھی اس قسم کے نظریات آج بھی رکھتے ہوں۔" ممتاز برطاؤی سائنس داں اور قوانین حرکت (LAWS OF MOTIONS) کا موجہ نہیں امام احمد رضا علیہ الرحمہ کا ہم عصر تھا۔ وہ ایک مقام پر قلم طراز ہے کہ "اگر زمین کا تاثد پا گئے کہ مسام بالکل نہ رہتے تو اس کی مساحت ایک آج مکعب سے زیادہ نہ ہوتی،" امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے نیوٹن کے اس قول پر بحث تلقید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "اہل اضاف و دیکھیں سردار بہیات جو دیدہ نیوٹن نے کتنی صحت خارج از عقل بات کی،" اس کے بعد آپ نے ایک طویل علمی بحث کی اور پاچ دلائل سے نیوٹن کے خیال کی تردید کی ہے۔ (نو زمین)

فقط اسی کے لام احمد رضا علیہ الرحمہ نے جو کچھ بیان فرقہ آن کریم اور فضل الہی سے پایا۔ عشق رسول ﷺ سے پیا وہ سائنسی ظنیات پر قرآنی تدقیقات و فرقانی آیات کو ترجیح دیتے تھے کیونکہ ان کی نظر میں سائنسی نظریات ترقی پر ہیں اور جو ترقی پر یہ روتا ہے وہ مکمل نہیں ہوتا اور قرآنی آیات و نظریات مکمل و مفصل ہیں اور نامکمل کو تو مکمل کی روشنی میں دیکھا جاسکتا ہے۔ لیکن مکمل کو نامکمل کی روشنی میں نہیں دیکھا جاسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ اپنے علم کا مأخذ فرقہ آن کریم کو قرار دیتے ہیں۔

ہبنت کے علاوہ اعلیٰ حضرت عظیم البر کشت امام الجلت مجید دین و ملت امام احمد رضا علیہ الرحمہ سب سے بڑا کارنامہ دنیاۓ سائنس میں "الغزو زمین" در ردِ حرکت زمین زمین" ہے جو حرکت زمین کے رد میں لکھی گئی ہے۔ جس میں آپ نے حرکت زمین کے متعلق موضوع پر نہایت فاضلانہ اور مدلل اور بہت جامع انداز میں بحث کی ہے۔ آپ نے ردِ فلسفہ جدیدہ میں ایک سو پانچ دلائل سے زمین کا ساکت ہونا ثابت

کیا ہے۔ آپ نے فوز میں کی فصل سوم میں ذیلی حاشیہ لکھا جس میں روشن دلائل نقش کئے جو فلاسفہ قدیمہ نے رذ حرکت پر دیے ہیں۔ آپ نے ان دلائل کے ابطال میں تمیں دلائل پیش کئے جو فلاسفہ قدیمہ نے رذ حرکت پر دیے ہیں۔ آپ نے ان دلائل کے ابطال میں تمیں دلائل پیش کئے جو آپ کی نظری و علمی بصیرت کا عالی غصہ ہے۔

مزید آپ نے اس بحث کو ایک تحریکی کتاب میں مرتب کیا ہے۔ جس کا نام "الكلمة الملمحة في الحكمة المحكم بها فلسفة المشتملة" رکھا اور سب سے جیرت اگنی بات یہ ہے کہ آج تک کوئی بھی سائنسدان مولانا کے اس فلسفے کو چیختنیں کر سکا ہے جب کہ انہوں نے حرکت زمین کے معتقدین اور حقیقتین کو منتوڑ جواب دیا ہے۔

واضح رہے کہ عالی حضرت کے علوم کا مأخذ قرآن و حدیث تھے اور قرآن کریم میں سکون زمین سے متعلق کئی آیات موجود ہیں بطور نمونہ ایک آیت پیش خدمت ہے "و من آیسہ ان تقوہم السمااء والارض بامره"۔ اور اللہ کی شانیوں میں سے یہ ہے کہ اس کے حکم سے زمین و آسمان قائم (کھڑے) ہیں۔ "اعیٰ بھرے ہوئے ہیں۔"

امام احمد رضا علی الرحمہ نے راجاتن علیہ بہادر ہوش یار جنگ شجاعی کی تصنیف طیف "حدائقِ انجم" (ستاروں کے باغات) پر شدید تقدیم کی ہے (واضح رہے کہ آپ کی تقدیمات و نکش جیلیاں علی اور تعمیری ہوتی ہیں) مثلاً:

(۱).....ابروخ کی تعریف حدائق پر آپ نے لکھا "باطل ہے کہ محدود سے مرکز بدل گیا"۔

(ب).....اصول الہیات تعریف اس سے باطل ہے کہ مرکز بھی منتظر اور دائیے بھی چھوٹے بڑے اور حق وہ ہے جو حکم نے کہا۔

(ج).....حدائق نے سنی سنائی اپنی ہوشیاری سے سب دواز کو ایک مقصر سماوی پر لیا

جس کا مرکز ہر کوڑہ میں ہے مگر بھولا کر تھا رے نزدیک وہ دارز میں ہے یا مفتر فلک پر اس کا موازی بہرحال اس کا مرکز ہر کوڑہ میں ہونا کہیں صریح چون کی بات ہے۔

اسی طرح متاز مسلمان فلسفی، ماہر منطق اور صاحب شش بازغہ (یہ کتاب درس فلسفی کے صاب میں شامل ہے) مسلم محمد جو پوری ۱۲۲۶ء کے بعض خیالات پر ختن تقدیم کی ہے۔ اس کے علاوہ حکمة الحین (مصنف: محمد الدین علی بن محمد القزوینی ۱۴۳۵ء) اور اور شرح حکمة الحین (مصنف: شیخ الدین عمر بن مبارک میرک بخاری) کے بعض مندرجات کو مکمل قرار دیا ہے۔ جب کہ یہ کتب علم فلسفہ پر لا جواب تحریریں شمار کی جاتی ہیں۔ اور تو اور دنیا یعنی طب کے امام عظم (FATHER OF MEDICINE) اور معلم ثالث متاز مسلمان فلسفی شیخ الریس بعلی بیہنا (۹۸۰م۔ ۱۰۳۰ھ۔ ۲۷۸۰ھ۔ ۱۴۰۳م۔ ۱۴۰۴ھ) کے بھی بعض خیالات پر شدید تقدیم کی ہے۔ چنانچہ مسلمان گردش زمین پر بحث کرتے ہوئے ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ "دلیل پیغم اس سے بڑھ کر لکھ تو اب جملہ مثالت کا پہ تجویز فلک الافلاک کا حرکت یومیہ کرنا" اور یہاں جوان بیٹا نے فرضیت کی کہاں گھڑی ہے بالکل شیخ پیچی کی کہاں ہے "کہماں بیٹاہ فی کتابنا الفوز المبین"۔

اعلیٰ حضرت علی الرحمہ ایک جگہ زمانے کے بارے میں اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں "ہم چاہتے ہیں کہ بتویقہ تعالیٰ اس منزلہ کی بیخ کنی کو دیں جس پر آج تک مختلف کوئا زمانہ ہے وہ یہ کہ اگر زمانہ حادث ہو تو اس کا وجد مسبوق بالعدم ہو اور تک نہیں کہ یہاں قبل و بعد کا اجتماع محال ہے۔ تو قلبیت نہ ہوگی۔ مگر زمانی نے تو زمانے سے پہلے زمانہ لازم" (علام سید شریف و علامہ لفڑا زانی و فاضل تو شعی و شیع اصفہانی دیباچہ اسلام کے متاز فلسفہ) اور شرح دیگر طواہ مفہوم پر تفتازانی و تہافتۃ الفلسفہ لیامام جب جیسا اسلام دلخواہ مدد خوبی زادہ میں اس کے مدد جو باتا دیے گئے ہیں جن

میں فقیر کو کلام ہے۔ آپ نے ان تمام قدیم و جدید فلاسفہ کو روز کرنے کے بعد اپنے موقف کی تائید میں چھ صفات پر مفصل بحث کی ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ ”زمانہ“ حادث ہے۔

متاز امریکی بیت دال ماہر موسیات و ثاقب (METEROLOGY)

پروفیسر الیف پورٹا جو کرام احمد رضا علی احمد رضا کماں، عمر سانکشن داں تھا اس نے ۱۹۱۹ء کو اول عالم کے سامنے ایک ہوناں پیشیں گوئی کی۔ پتوں پورٹا آفتاب کے سامنے اجتاع سیارگان کی کوشش کے سبب آفتاب میں ایک گھاٹ نمودار ہو گا جس کے نتیجے میں قیامت صفری برباہو گی ظلم کا ناتالٹ پلٹ جائے گا۔ شدید طوفان آئیں گے جس سے شہر غرقاب ہو جائیں گے۔ تندویز آندھیاں چلیں گی جو اوپنی اوپنی عملاں کوکش و خاشک کی ماننداؤالے جائیں گی۔ اور میں شدید زلزلے کے باعث جگد جگسے پھٹ جائے گی۔ اور بڑے بڑے گھرے پڑ جائیں گے سمندروں میں مذہبی جزر کی عجیب لینیات پیدا ہو جائیں گی۔ اور ان آفات ناگہانی کی وجہ سے دنیا کے بعض علاقوں صفحہ ہستی سے مٹ جائیں گے۔ پورٹا کی یہ پیش کوئی بائیکی پور (پندہ، بھارت) کے انگریزی اخبار ایک پرسیں کے شارہ ۱۸۱۸ء اکتوبر ۱۹۱۹ء میں شائع ہوئی جس کے سبب بر صغیر میں تبلکل چیز گیا۔ اس سلسلے میں جب متاز مسلمان سانکشن داں بیت دال اور نجم مولانا احمد رضا بریلوی سے رجوع کیا تو انہوں نے پورٹا کے جواب میں بلکہ اس کی تحقیقی بالحلہ کے روڈ میں ایک نہایت ہی مختقاد ستار تحریر فرمائی جس کا تاریخی نام ”معین میں، بہر دورش و سکون“ (۱۹۱۹ء-۱۹۲۳ء) کہا اور پورٹا کے بارے میں لکھا کہ کسی عجیب بے ارادک کی تحریر ہے جسے بیت دال کا ایک لفظ نہیں آتا۔ اسراپا اغلاف سے مملو ہے۔ آپ نے اس رسالے میں پورٹا کے بیان پر مسٹرہ مواد خاتم کے

اور علم بیت سے متعلق فاضلان بحث کی اور آخر میں لکھا کہ ”بیان نجم پر اور مواد خاتم بھی ہیں مگر مسٹرہ و مسٹر کے لئے سترہ ہی پر اکتفا کرتا ہوں،“ اللہ تعالیٰ اعلم۔ ادھر اخبار نیو ریک نائٹر (امریکہ) کے ۱۶۔ ۷۔ اکتوبر ۱۹۱۹ء کے شاروں کے مطابق اس پیشیں گوئی کے شائع ہوتے ہیں تمام عالم میں دوست پہلی گئی۔ عوام سر ایمگی کے عالم میں بجاگ کھڑی ہوئی۔ پیروں میں ہزاروں لوگ خوف کے مارے گا جگروں میں بھی گئے اور گرد گرد اکروہائیں کی جانے لگیں۔ طلباء نے اسکوں سے چھپاں لے لیں۔ بعض مقامات پر تھیں ادارے بند کر دیے گئے۔ والدین نے بچوں کو کمروں میں مجوس کر دیا۔ ایک مقام پر سائز کی گھٹیاں بچے گھٹیں اور شہروں ایلے ہم گئے۔ الغرض ہر طرف موت کے سامنے مبتلا رہے تھے، کاروبار حیات مفلوح ہو کرہ گیا تھا، حکومت دعوام ہر سطح پر خوف و درشت کے باعث اختیالی تداہیر اختیار کر رہے تھے لیکن جب کے ادھر کا سورج غروب ہوا تو پورٹا کی پیشگوئی قطعاً جھوٹی ہو اور فضول ثابت ہوئی اور امام احمد رضا علی الحسنے جو کچھ فرمایا تھا حرف پر حرف حق اور حق ثابت ہوا۔ پورٹا کی اس جھوٹی پیشیں گوئی کی سب سے خاص بات یقینی کہ دنیا کے کئے تمام بیت دال پورٹا کے خیالات سے قطعاً مفترض تھے اور اس کی تائید کرتے ہوئے اپنے ملکوں میں اختیالی تداہیر اور خانوختی اقدامات اختیار کرنے کا حکم دے دیا تھا گران تمام انگریزی سائنس دانوں کے انکار و خیالات، تداہیر و اختیالیں ایک طرف اور ایک مولوی سائنس دان احمد رضا کے انکار و خیالات، تداہیر و اختیالیں ایک طرف۔ تمام دنیا کے جیسے سائنس دان ایک مولوی سے تکلفت کھا گئے۔ اس بحث کا اسم بیلوبو یہ ہے کہ مشرقی سائنس دان دنیا ایک مولوی سے تکلفت کھا گئے۔ اس بحث کا نام ”معین میں، بہر دورش و سکون“ (۱۹۱۹ء-۱۹۲۳ء) کہا اور پورٹا کے بارے کے اعلیٰ ترین سائنسی آلات و تھیمارے لیں تھے اور خصوصی بیماریں (تجربہ گاہوں) میں اپنے مشاہدات اور تجربات سے نتائجخذل کر رہے تھے۔ جب کہ یہ مولوی دکا

مقرب اپنے مجرمے میں بیٹھا خدا کے حضور اس کی تجدید و شانیاں کر رہا تھا اور محض اپنے علم و کشف اور روحانیت کی بنیاد پر عالمی سائنسدانوں سے برس پریکار تھا۔ علم بیت رہڑی حرکت زمین اور ابطال نظریات نیوٹن و آئن اسائن اور پورٹا پر آپ کی کتاب ”الكلمة المأهولة في الحكمة المحكم بها فلسفة المشتمة“ بھی ہے جو آپ کی نظری علمی بصیرت کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی ایک اور کتاب ”زروں آیات فرقان بسکون زمین و آسمان“ بھی ہے۔ جو آپ نے پروفیسر حامد علی خان کے نظریات حرکت زمین کے روشن تحریر فرمائی ہے جس کا اظہار پروفیسر موصوف نے ایک خط میں کیا تھا اور تفسیر جالبین و تفسیر حسین سے بعض عبارات بیش کی تھیں، جس کے جواب میں امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے ان دو کے مقابلے میں اٹھائیں کتب و تفاسیر سے ان کا تصریح کیا۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ سائنس کے دائی تھے اور سائنسی نظریات کو نہیں بخاطر میں پرکھتے تھے بلکہ ان کا سب سے بڑا کارنامہ ہے۔ نظریات سریزہ کارڈ آپ نے انہی بندیوں پر کیا۔ آپ فرماتے ہیں ”سائنس کو مسلمان کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ تمام سائنسی مسائل جنہیں اسلامی مسائل سے اختلاف ہے سب میں مسئلہ اسلامی کو روشن کیا جائے، والائل سائنس کو مردو دوپال کر دیا جائے جا بجا سائنس ہی کے احوال سے مسئلہ اسلامی کا اثبات ہو اور سائنس کا ابطال و اسکات ہو تو یوں قابو میں آئے گی۔“ علی حضرت مغربی سائنس دانوں کے متعلق لکھتے ہیں کہ ”یورپ والوں کو طریقہ استعمال نہیں آتا ہیں اثبات دعویٰ کی تجربی نہیں، ان کے اوہ ہم جن کوہ بطور دبیل پیش کرتے ہیں یہ یعنی رکھتے ہیں،“ مضط ذی قہم مناظرہ دان کے لئے وہی ان کے روشن میں اسیں کہیا جائے اور سائنس دانوں کے پابند ہوئے ہیں۔

اعلیٰ حضرت نے فتاویٰ رضویہ کے ”كتاب الطهارة“ میں ایک نادر تقریب تحریر فرمایا جو علم ریاضی و علم معدنیات کا شاہکار ہے۔ کتاب تمیم میں آپ نے بہن ارضی اور آگ کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک سوا ایسی ایسی بیچڑیوں کے نام گنوائے جن سے تمیم کیا جاسکتا ہے۔ اس میں انہر مخصوصات اور ایک سوسات مزیدات ہیں۔ اور پھر ایک سو تیس ایسی اشیاء کے نام گنوائے ہیں جس سے تمیم جائز نہیں۔ اس میں اٹھاون مخصوصات اور بہتر زیادات ہیں۔ اسی جگہ آپ نے تقریباً ایک سوا ایسے بیچڑوں کی اقسام بھی بتائی ہیں جس سے تمیم ہو سکتا ہے۔ مزید یہ کہ ان بیچڑوں کی جائے پیدائش وقوع اور ماہیت پر بھی حوصل بحث کی ہے۔ علم فلکیات کے متعلق آپ نے ایک فتویٰ تحریر کیا جس میں با تقدیرہ فلکیات چارٹ کے ذریعے فتویٰ کی فتحی باریکیوں کو واضح کیا ہے۔ آپ نے شہر برلنی اور اس کے متوافق اعرض ہندوستانی شہروں کیلئے روس اور بریج کا ایک ایسا نقشہ مرتب کیا جوتا ابدان مضائقات کے راست اور صبح کی بیست کی نسبت نشاندہ کرتا رہا۔ اسی طرح امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے وضو کیلئے پانی کی اقسام بیان فرمائی ہیں جن سے وضو جائز ہے اور ایک سوچیاں یہں تو تمیں وہ بتائی ہیں جن سے وضو جائز نہیں۔ اسی طرح پانی کے استعمال سے عجز کی ایک سوچھتہ صورتیں بیان فرمائی ہیں۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے حروف تہذیب کا ذذب صادق کا ایک بے نظیر داکی نقشہ پیش کیا ہے۔ اسی طرح آپ نے دوست ہلال پر ایک رسالہ تحریر فرمایا ہے اور اس سلسلہ میں آپ نے (Logarithm Calculation) طویل تحریر کے بعد مسئلہ رویت ہلال کو الک صاف اور واضح کر دیا۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ ذہانت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کا ایک فتویٰ جو ستاوں

صفحات پر پھیلا ہوا ہے اس میں آپ نے ایک سوتیں کتب سے استفادہ کیا ہے۔ اور ثابت کیا ہے کہ نماز جنازہ کی تحریر ناجائز ہے ”رسالہ اللہ علیہ السلام عن تکرار صلاتیۃ الجائزۃ“۔

آپ کی تحریر کی بڑی خصوصیت یہ تھی کہ صرف انہیں کتابوں کے نام درج کرتے تھے جو قاتوی کے جواب اور حوالہ جات کے طور پر پیش کی جاسکتی ہیں۔ آپ کی کامیابیوں میں ایک بڑی کامیابی یہ تھی کہ آپ قاتوی کا جواب اسی زبان میں دیتے تھے جس زبان میں سوال کیا جاتا تھا۔ مثلاً آپ کے پاس دنیا بھر سے مسکن توں سوالات آتے تھے اگر سوال فارسی میں ہوتا تو آپ جواب بھی فارسی میں تحریر فرماتے، اگر سوال عربی میں ہوتا تو عربی میں، جتنی کہ آپ نے انگریزی زبان میں لکھے گئے سوال کا جواب بھی انگریزی ہی تحریر فرمایا اور اگر سوال مفظوم کھل میں ہوتا تھا تو آپ کا جواب بھی مفظوم ہی ہوتا اسکے علاوہ اگر سوال میں سائنسی انداز اختیار کیا جاتا تو آپ جواب بھی سائنسی انداز میں تحریر فرمایا کرتے تھے اور سائنسی طرز پر دیئے لوگوں کے ذریعے سوال..... ہم دیکھ کر یہیں اور حزیرید کیتھے ”کتاب الطهارة“، قاتوی رضویہ میں آپ سے فتویٰ پوچھا گیا ”کنویں کا ذر کتے ہاتھ ہونا چاہئے کہ وہ وردہ ہو اور نجاست گرنے سے ناپاک نہ ہو“ کے ”امام احمد رضا نے مسئلہ کا حل لوگوں کی مدد سے اتمام لی دیا ہے کہ جرت ہوتی ہے۔ آپ نے علم ریاضی کے اعلیٰ نصاب کی طرف توجہ فرمائی اور اس کی مدد سے جو جدول تیار کیا وہ دائرے، قطر، محیط اور مساحت کو بتانے کے لئے اپنی مثال آپ ہے۔

ای طرح کتاب النکاح میں جو مقدمہ آپ نے لکھا ہے اس میں نوے کتب کے نام مختص حوالے کے طور پر پیش کئے ہیں۔ اس کی علاوہ قاتوی رضویہ کی جلد چارام میں

رسالہ ”اللهی الحاج عن تکرار صلاتہ الجنائز“ میں آپ نے دو سمات کتب کے حوالہ جات درج کئے ہیں۔

قاتوی رضویہ بارہ چھمیں جلدات پر مشتمل ہے جبکہ جدید فتاویٰ رضویہ تین جلدوں پر مشتمل ہے جو بلطفہ جہازی سائز کے ایک ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ عربی، اردو، فارسی اور انگریزی زبانوں میں منتشر مظلوم فتاویٰ پر مشتمل ہے خرید فتنہ و ذخیرہ اور اسلامی علوم کا عظیم ترین سرمایہ ہے۔ جس میں آپ نے علوم سائنس کے علاوہ مسائل پر تحقیق و سیر حاصل بخش کی ہے۔ ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

- (۱) پانی میں رنگ ہے یا نہیں؟ (۲) پانی کا رنگ پسید ہے یا سیاہ؟ (۳) پانی میں سام ہیں یا نہیں؟ (۴) مو، بیشہ، بلوں پیسے سے ب پسید کیوں ہو ہیں؟ (۵) شعاع کی جس کیا ہے؟ (۶) آئینہ (Mirror) میں درز پر جائے تو وہاں پسیدی کیوں معلوم ہوتی ہے؟ (۷) رکشی تار کی میں موجود روتی ہیں؟ (۸) آئینہ میں اپنی صورت کے علاوہ پیروں میں جو پیٹھ کے لیچھے کی وجہ سے طرح نظر آتی ہیں؟ (۹) تمی کی کتنی قسمیں ہیں اور ان کی وجہ بندی؟ (۱۰) کاک کی ہر پیڑی گدھک، پارہ سے متول ہیں؟ (۱۱) گندھک (Sulphur) نر ہے اور پارہ (Mercury) مادہ؟ (۱۲) اوس آسان سے گر کر کیوں جاتی ہے؟ (۱۳) شعاعیں جتنے زاویے پر جاتی ہیں اتنے ہی زاویے پر جلتی ہیں؟ (۱۴) پارہ آگ پر کیوں نہیں ٹھہرتا؟ (۱۵) آئینے میں دہنی جاتب کی اشیاء کیس طرف اور باکیں جانب والی اشیاء اپنی طرف کیوں نظر آتی ہیں؟ (۱۶) برف کے سفید نظر آئنے کا سبب کیا ہے؟ (۱۷) آواز (Sound) کیا ہے؟ کیسے بتی اور سفر کرتی ہے؟ (۱۸) معدنیات میں چار اقسام ناقص الترتیب ہیں (۱۹) دریا بلکہ رکنیں پیشاب کے بھی جھاگ سفید کیوں معلوم

ہوتے ہیں؟ (۲۰) احتراق (Combustion) کی چار صورتیں ہیں؟ (۲۱) دائرے کا قدر و محیط و مساحت سے جو ایک چیز معلوم ہوتی ہے۔ وہ معلوم کرنے کا طریقہ؟ (۲۲) پتھر کس طرح بنتا ہے؟ پتھروں کی اقسام؟ (۲۳) پارہ کی جنس کیا ہے؟ (۲۴) پانی کی کتنی اقسام ہیں؟ (۲۵) انکاس نور (Reflection Of Light) اور انفطاں نور (Refraction Of Light) کیا ہے؟ اور کیسے ہوتا ہے؟

اس وقت دنیا کے چار برائخ ملکوں ایشیا، امریکہ، یورپ اور افریقہ کے ۹ ملکوں کی اٹھکیں یونیورسٹیوں میں امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی مذہبی، ادوبی، فقہی، سائنسی اور طبی خدمات پر کام ہوتا ہے۔ پاکستان کی نو، برلن، آئینہ کی تین، امریکہ کی دو، افریقہ، ہالینڈ، ہجودی عرب اور افغانستان کی ایک ایک یونیورسٹی میں امام احمد رضا پر مختلف موضوعات کے تحت محققین فرمائے ہیں اور کتنے ہی افراد اچڑھی (ڈاکٹریٹ کی سند فراغ) حاصل کر چکے ہیں اور کتنے ہی لوگ ایم فل اور ایم اے کے مقابلہ جات تحریر کر چکے ہیں۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ نہایت ہی ممتاز کن خصیت تھے، اس بات کا اعتراض اپنے ہی خبیث غیر ملکی نے بھی کیا ہے۔

متاز مغربی مستشرق کیلی فوریاً یونیورسٹی (برکلے۔ امریکا) کی پروفیسر ڈاکٹر بار بر اوڈی۔ ملکاف نے ۱۹۶۷ء میں اپنی کتاب "ہندوستان میں مسلم مذہبی قیادت اور علماء مصلحین ۱۸۲۰ء۔ ۱۹۰۰ء" کے صفحہ ۲۵۶ میں تمام علوم عقائد و تقليد (قدیم و جدید) میں امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی جیت انگریز فہم و ذکاوت اور ان کی علمی و ادوبی اور سائنسی و سماوی خدمات کا ذکر کیا ہے اور انہیں سراہا ہے۔

ایم جن بھاری نے اپنے مقالہ "امام احمد رضا علیہ الرحمہ جدید سائنس کی روشنی میں" امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی بصیرت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ "امام احمد رضا علیہ

امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی بصیرت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ "امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی مذہبی، ادوبی، ریاضی ارجمندی، فلکیات اور مادی یا سائنسی صلاحیتوں نے مجھے کافی متاثر کیا ہے۔"

امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے علوم سائنس پر جو تحقیق فرمائی اور علم ریاضی پر کامل کتب تصنیف فرمائیں ان کے مطالعے کے بعد متاز ماہر ریاضیات پر وفیس ابرار حسین (علام اقبال یونیورسٹی سلام آباد) نے فرمایا۔ "بے شک اعلیٰ حضرت امام احمد رضا ہوتی ہی بلند پایہ ریاضی داں تھے۔" اور ان کی تصنیف "الدولۃ المکہ بالسادۃ الغیتہ" (۲۲۲۱ء برابر با تاریخ ۱۹۰۰ء) کے نظریات وہ ہیں جو اچ کل (Topology) کے زمرے میں آتے ہیں۔"

ایسی طرح شیریں حسن بستوی نے اپنے مقالہ "امام احمد رضا بحیثیت منطقی و فلسفی" میں اسٹم کے بارے میں امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے نظریات و خیالات پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

یہاں یہ بات واضح رہے کہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی علوم پر بھی خاص مندا درجہ رکھتے ہیں۔ بعینہ اسی طرح علوم سائنس پر۔ آپ کے سامنے لکھائی شکل و پیچیدہ تر مسئلے بیش کیا جائے تو آپ نی الفور اور فی البدیہ یہ جواب دیئے میں کمال تاء درکھتے تھے۔ اور آپ کی سب سے بڑی کامیابی یہ تھی کہ بلا کسی امدادی کتاب کے اس مسئلے کا مع حوالہ جات نوٹ کر دیتے تھے اس کی زندہ مثال آپ کی مذکورہ تصنیف (معنی و محتوى میں ٹانی کے موقع پر علایے حریم شرطیت نے دو اہم مسئلے کے سلسلے میں آپ سے استفسار فرمایا۔ ایک کا تعلق نبی کریم ﷺ کے عطائی علم غیر سے تھا جبکہ دوسرا مسئلہ کا تعلق کاندھی نوٹ (کرنی) سے تھا۔ جو علم اقتصادیات و معاشیات پر

مملک اور جامع دلائل و برائین کا مقتضی تھا۔ امام صاحب نے استثناء کے جواب میں مسئلہ علم غیب میں عربی زبان میں محض آٹھ تا دس گھنٹوں میں صرف تین نشت کے اندر شدید بخار کے عالم میں بلا کسی کتاب کی مدد کے دو صد چھل قرطاس یعنی دوسو چالیس صفحات پر مشتمل نہایت مدل، اور مکمل جواب اپنے بڑے صاجز اسے حضرت علامہ مولانا حاجۃ الاسلام مفتی حامد رضا خان حسن اللہ علیہ (متوفی ۱۹۴۲ھ) میں طبق اور اسی طرح دوسری کتاب بھی مسئلہ کا فذی نوث پر عربی زبان میں محض چند گھنٹوں میں بلا کسی امدادی کتاب کے نام ”کشف الفتنی الفاہم فی احکام قرطاس الداراہم“ ۱۹۴۲ھ میں جیسی ممتاز کتاب تصنیف فرمائی جو علم اقتصادیات و معاشیات پر شاہکار کا درجہ رکھتی ہے اور یہ کتاب اس لحاظ سے بھی مفرد ہے کہ اس میں بلا سود بینکاری اور کاروبار کے شرعی طریقے کارپر بجٹ کی گئی ہے اور بلا سود اصول بخارت کے طریقے نہایت تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں جو کو موجودہ دور کی اشہد ضرورت ہیں۔

امام احمد رضا علی الرحمہ نے اپنی علمی بصیرت، طویل مشاہدہ و مجاہدہ اور وسیع تجربات و تحقیق کی بنیاد پر دنیا کے بڑے بڑے سائنسدانوں اور فلکیوں پر تقدیر کی اور جید دانشوروں، مدبروں، مفکروں اور ادیبوں کی تحریرات میں ان میں خامبوں، کوتا جیوں اور غلطیوں کو نشان زد کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں اپنی تحقیق (Research) پر کتنا اعتناء اور کس تدریج مدد سے تھا۔

ممتاز ریاضی دان، و اس چالسل آف مسلم پیونرسٹی (علی گڑھ۔ بھارت) اور رصیفر کے عظیم مفکر و مدرس داکٹر شیخ الدین احمد نے امام احمد رضا علی الرحمہ فہم و ذکاوت، سائنسی و ادبی خدمات اور ان کے علمی کارناموں کو ان سینہری الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا ہے۔ فرماتے ہیں ”بلاشہ صحیح معنوں میں یہ ہستی (امام احمد رضا)“ فوبل

(Noble Prize) کی متحقی ہے۔ ”داکٹر شیخ الدین احمد رضا علی الرحمہ میں علم ریاضی پر مندرجہ تعلیم کے جاتے ہیں لیکن ایک مرتبہ ریاضی کے ایک ایسے پیچیدہ بلکہ لا تکن مسئلہ میں الجھ گئے کہ جو کسی صورت زمانہ ہوتا تھا۔ آخری روز پر بیان رہنے کے بعد انہوں نے جرمی جانے کا فیصلہ کیا جہاں سے انہوں نے علم ریاضی میں پی اچ ڈی (ڈاکٹریٹ) کی ڈگری (من) حاصل کی تھی لیکن آخری بوش کے طور پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علی الرحمہ کے تکمیل و خلیفہ پروفیسر سید سلیمان اشرف بھاری (متوفی ۱۳۸۶ھ بطابق ۱۹۶۶ء) کے اصرار پر امام احمد رضا علی الرحمہ کے سامنے اپنا مسئلہ بیان کرنے کا فیصلہ کیا اس ملاقات سے قبلى تک داکٹر موصوف بھی امام احمد رضا علی الرحمہ کو مسجد کے ایک مولوی سے زیادہ حیثیت نہ دیتے تھے اور پھر علم سائنس خصوصاً ریاضی سے مولوی کیا تھیں؟ لیکن جب شیخ الدین نے اپنا معاہدہ زبانی طور پر امام احمد رضا صاحب کے رو برو بیش کیا اور امام احمد رضا علی الرحمہ نے زبانی طور پر ہی ان کا یہ مسئلہ چشم زدن میں حل کر دیا تو داکٹر شیخ الدین نے امام احمد رضا علی الرحمہ کو ایک جید عالم ریاضی کی حیثیت سے تعلیم کر لیا اور فرمایا ”میرے سوال کا جواب بہت مشکل اور لامتحل (Probability) تھا اور اس سلسلے میں اپنی فراغت گاہ (جہاں سے D.P کی سند تھی) جرمی جانے والا تھا لیکن آپ نے ایساں البدیہ ہے جواب دیا گویا اس مسئلے پر کافی عرصے سے تحقیق کر رہے ہوں، ہمارا ہندوستان میں اس کا جانے والا کوئی نہیں۔“ (سماں اطمین، کارپی شمارہ ۱۰، اپریل ۱۹۷۵ء صفحہ ۱۷)

اس واقعہ کو حضرت مفتی برہان الحق جل پوری علی الرحمہ نے بھی اپنی کتاب ”اکرام احمد رضا“ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء صفحہ ۵۸۔۵۸ میں بیان کیا ہے۔ سر شیخ الدین کا قول اپنی جگہ آج بھی چاہے کہ اگر امام احمد رضا علی الرحمہ کی علمی و ادبی خدمات اور انکی سائنسی

کا وشوں کو نوبل کمپنی کے سامنے پیش کیا جائے تو کوئی عجب نہیں کہ یہ ظمیم، هستی، ہمہتر سائنسدان اور شاعر و فلسفہ انسان اس انعام سے محروم رہے۔

یہ بات روز از روز کی طرح روشن و عیاں ہے کہ ”دینا مشاہدات زندگی کا نام سائنس ہے اور سب سے کا سہرا دین اسلام کے سر ہے“ اور مشاہدات زندگی کا نام سائنس ہے اور سب سے پہلے ہوا زر سائنس کا نظریہ قرآن نے پیش کیا اللہ رب ذوالجلال ذوالرحمہ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے ”ان فی خلق السموات والارض و اختلاف اللیل ولنهار لایت الاولی الالباب . الذين يذکرون اللہ قیاماً و قعوداً و علی جنوبهم و يشکرون فی خلق السموات والارض“۔ پیشک آسان اور زمین کی پیدائش اور رات و دن کے بدلت بدلت جانے میں عمل والوں کیلئے نشانہ یا بیان ہے اور پیشک اور لینڈ (ہر جا میں) خدا کو یاد کرتے : اور آسان و زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں۔“

علوم سائنس کے پیشتر علم قرآن سے پیدا ہوئے۔ اس کے علاوہ پیشتر علوم دین اسلام کے آنے سے وجود میں آئے اس کا ثبوت قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیت ہے جو یہ بتا رہی ہے کہ نظام فطرت میں غور فکر کرنے اور جتو حیات کرنا بھی عبادت ہے۔ نیز تحقیق انسانی کا مقصد بھی یہی ہے کہ وہ کائنات میں اپنے سائل کا تلاش کرے اور بہتر سے بہترین کی تلاش میں رہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل اسلام (اسلام سائنسدانوں) نے کائنات میں مشاہدات زندگی (علم سائنس) کو ضرورت انسانی نہیں بلکہ اسے نہیں فریضہ (عبارت خداوندی) کہجہ کر لیا ہے اور جو بات بھی کسی ہے نہیات پا سیدار اور مذہب کے حوالے سے ناقابل تردید تھیقید کی ہے، اسکے بر عکس قبول از اسلام کی دینا علم مشاہدات (سائنس) سے نادا قف اور اچھی تھی گو کہ اہل یوننان کے یہاں

ہمیں فلکیات و ریاضیات اور بیوت، و جیاتیات کے کچھ نقوش ملے تو ضرور ہیں لیکن وہ چون کا دینے والے اکٹھانفات نہیں۔

جدا ہو دین سائنس سے تورہ جاتی ہے گمراہی لیکن اسکے باوجود لوگوں کیتھی ہیں کہ مذہب اور سائنس دونوں الگ الگ چیزیں ہیں تو نہیں چاہئے کہ وہ اپنے ثبوت کیلئے دلیل بھی پیش کریں ورنہ میں ایک بار پھر کہتا ہوں کہ مسلمان سائنسدانوں نے جب مذہب کے حوالے سے سائنس کی بنیادیں استوار کیں تو انہیں اس سے زیادہ مضبوط اور کوئی چیز نظر نہیں آئی پورہ تکمیل کرتے نیا اعتبار و محروم کرتے : یہی وجہ ہے کہ شاذ و نادر بھی یہ مثال نہیں ملتی کہ کوئی مسلمان سائنسی علوم کا جانے والا (سائنسدان) گمراہ یا بے دین مراہب، مرتد یا زدریت ہو یا اپنی تحقیق میں اس قدر اوپر پناہ اٹھا کر ابھیات (تجدد و رسالت اور مذہب) کا مکمل ہو گیا ہو یا اپنے خیالات و افکار اور عقلي دلائل کی روشنی میں مذہب سے اکار کیا ہو۔ جبکہ انگریزی (مغربی علوم سائنس) کا محالہ اس کے قطبناہی عکس ہے۔ یہ بالکل ہی مادر پدر آزاد علم ہے اور جو نبی انسان اسکے قطبناہی پابند یوں سے خود کو آزاد کر لیتا ہے۔ اس کی مثالیں موجودہ دور میں بھی بکثرت قائم ہیں۔ نذیک یہ کہ ان کے مشاہدات مخفی قیاسات و خیالات تک ہی محدود رہتے ہیں اسی لئے آئے دن تختیق کا نشان بننے ہیں۔

اسلام دنیا کا سب سے پہلا مذہب ہے جس نے سائنسی افکار کو منطقی اصولوں پر ڈھالا اور مسلمانوں نے سب سے پہلے تحقیق و تفتیش کی دنیا میں سائنسی علوم کی باریکیاں معلوم کرنے کا نتیجہ مشاہدات و تجربات اور تحسیں کے علم کو حتم دیا، اسلام سے قبل ہم دنیا کو کلا کیلیں ضرور کہہ سکتے ہیں لیکن جس شے کو ہم سائنس کے نام سے موسوم

یونانی سائنس شمول اگریزی (مغربی سائنس) دم توڑ پچھی ہے اور اپنی روایات سے اتنی دور جا بھی ہے کہ اب اس کا واپس آنا ممکن ہو گیا ہے۔

مقدھ گویاں یہ ہے کہ آج ہماری نصابی کتب بھی انہیں فرسودہ اور قدیم (وقتی نویں) خیالات سے پر ہیں اور علماء ایسیں فضول با تمن پڑھ کر گراہ اور دین سے دور ہو رہے ہیں۔ جب کہ ہونا چاہئے کہ جہاں اور دیگر معاملات پر مشتمل وغیرہ کا اختلاف ہے اور سب سے بڑا جگہ اندھہ کا ہے تو یہ مسئلہ بھی نہیں نویعت کا ہے اور ہمیں خالص اسلامی مسلمان بن کراپنی نہیں کتاب کی روشنی میں اس مسئلہ کو حل کرنا چاہیے اس لئے کہ یہیں اس قدر وسیع ہو گئی ہیں کہ اب ان کو پاشنا ممکن ہو گیا ہے اور اس بات کو ایک مغربی مفکرنے بہت پہلے کہہ دیا تھا ””شرق مشرق ہے اور مغرب مغرب ہے یہ دونوں کسی ایک نہیں ہو سکتے““ یہ قول ہمارے تمام والوں کا جواب ہے۔ اب ایک اور اہم مسئلہ، مغربی تعلیم یافت طبقہ ہمارے ہاں مولوی کو سائنسی علوم کی ترویج و ترقی میں سب سے بڑی رکاوٹ گردانتا ہے حالانکہ یہ رکاوٹ مذہب کے حوالے سے قطعی اور درست ہے۔ اس کی مثال ہم مسئلہ حرکت زمین سے بھی لیتے ہیں۔ ہم نے قرآن کے حوالے سے اس مسئلہ کا حل پیش کیا، یعنی مسئلہ اہل انصار کے ہاں بھی ہے۔ یعنی عصیائیت میں بھی زمین کا ساکن ہوتا تھا ہے اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ گلیلیو کو پاریوں نے یا عیسائی نہ بھی ملاوں نے مذہب کی بھیث چڑھادیا اس طرح انہوں نے اپنی جگالت کا ثبوت دیا اور ایک سائنسدان کے خون سے اپنے دامن کو داغدار کیا تو یہ اسلام ان مذہبی عالموں پر غلط اور بے بنیاد ہے۔ ہاں دیگر معاملات میں انہوں نے حتیاں ضروری ہیں مگر جہاں مذہب کیخلاف سائنس نے بات کی ہے تو مذہب کے پاساںوں نے دین کی حفاظت کی ہے۔ مسئلہ حرکت زمین

کرتے ہیں وہ امور ہمیں صرف اور صرف اسلام میں نظر آتے ہیں، یہ مسلمان ہی تھے جنہوں نے سب سے پہلے مشاہدہ، تحریک، تیش و پیائش کے اصول مرتب کئے اور اہل اسلام کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ انہوں نے کسی بھی علم یا فن کی اندھی تقدیمیں کی بلکہ ان کی غلطیاں اور خامیاں درست کیں اور ان کی پچیدگیوں کو دور کر کے انہیں بدل بنایا، ان کی کوپورا کیا تیز کام کو جہاں سے چھوٹا گیا تھا سے دیں سے آگے بڑھا لیا بلکہ حد کمال (پایہ تکمیل) تک پہنچایا۔ مثلاً مسلمانوں نے بطیموس (Ptolemyos) (۹۰-۱۲۸قم) کے علم کائنات کو ضرور تسلیم کیا لیکن سیاروں کے بارے میں دی ہوئی اس کی معلومات کو قطعی اور آخری نہیں سمجھا بلکہ اپنی تحقیق، مشاہدہ اور تحریک پر کو روشنی میں سیاروں اور ستاروں کی ارزس نو پیائش کی، اس طرح انہوں نے اس یونانی مفکر کے کام کو نہ صرف درست کیا بلکہ اس میں اضافہ بھی کیا اور آئندہ والوں کیلئے زہماً اصول بھی مرتب کئے۔

قرآن کریم نے فکرانی کو نہ صرف بلا بلکہ ان کے ذمہوں اور روحوں میں جو انتقالاً پیدا کیا وہ آج تک زندہ تابندہ ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ حُسْنَ قَاتِمْ دوامِ رہیگا، مشاہیر اسلام اسکی زندہ مثالیں ہیں، امام احمد رضا بریلوی علی الرحمہن مشاہیر سے کسی طرح کم نہیں اور ممکن ہے کہ اگر ان انکار تازہ خیالات جدید یہ پر مزید تحقیق کی جائے تو ان میں سے بہت سے مشاہیر سے وہ آگے نظر آئیں۔ قرآن کریم میں علوم کی ایک بیضا آباد ہے اور امام احمد رضا علی الرحمہن علوم قرآن کا عظیم شاہکار ہیں۔ مذہبی سائنس کے حوالے سے ایک بات یہ بھی ذہن نشین رنی چاہیئے کہ اسلامی سائنس کے علمبردار (مسلمان سائنسدان) نہ ہی علوم کے بھی ماہر ہوتے تھے اور یہ وقت کی کئی علوم پر سند تسلیم کئے جا چکے تھے اور آج بھی اسلامی سائنس کی روایت برقرار ہے جبکہ

پر، جب مذہب پر آج گلیلیو نے آواز اٹھائی۔ جب گلیلیو نے کائنات کا مرکز سورج کو قرار دیا اور کہا کہ زمین سورج کے گرد چکر کا مقیم ہے تو اس بات پر پاری برہم ہوئے اور اس کو عدالت روم میں طلب کر کے اسے مذہبی مخالفت کا مجرم قرار دیا۔ اس کی کتاب ضبط کر لی اور اس سے جبرا دستخط کروائے کہ چنان اور زمین کے بارے میں اس کے نظریات غلط ہیں۔ اور یہی بات ہمارے ہاں بھی ہے لیکن جب مذہب کو داغدار کرنے کی کوشش بلکہ نہ موم سازش کی جاتی ہے تو علماء میدان میں آتے ہیں اور اصولاً بیشیت مسلمان کے ہونا یہ چاہئے کہ ہمانی مسائل کا حل مذہب کے حوالے سے پیش کرنا چاہئے بصورت دیگر گمراہی بھیلتی ہے۔ گلیلیو کا واقعہ حقیقت میں ہمارے لئے درس عمرت ہے۔ غور فرمائیے یہ واقعہ پندرہویں صدی ہیں، ہلوہویں صدی کا ہے جبکہ سانپنی ایگر گھلوں کے مل ریگ رہی تھی۔ مگر افسوس تو اسی بات کا ہے کہ آج اکیسویں صدی میں جبکہ سانپنی اپنے شباب پر ہے پھر بھی ہم ایسے فرسودہ، قدیم اور ناقابل اعتبار مغربی رضویوں پر بھروسہ کے ہوئے ہیں۔ جبکہ ہماری مذہبی کتاب اس کی پختی سے تردید کر رہی ہے تو معلوم ہوا کہ ہم سے بہتر اس وقت کے پاری (عیسائی رہنماء) تھے جو اپنے مذہب پر پختی سے قائم اور اپنی مذہبی کتاب کے سخت پروگار تھے اور مذہب پر دھپہ لگانے والے یادہ بھی احکام کے خلاف کام کرنے والوں کی خیریت معلوم کر لیتے تھے۔ دیگر یہ مسئلہ بذات خود سانپنداون کے مابین شدید ترقیاتی شکار ہے اور آج یہ نزاگی صورت اختیار کر چکا ہے۔ اس اختلاف کی سب سے بڑی وجہ یہ ہو دیت اور عیسائیت میں مذہبی نزاکت ہے۔ آج بھی اکثر و پیشتر عیسائی سانپنداون حرکت زمین کی تردید کر لئے ہیں مگر یہ بھودی الائی (بھودی سانپنداون) اپنے اژرو رسوخ کی وجہ سے زندہ رکھئے ہیں اور ہمارے بعض مقاوم پرست مسلمان، مسلمان طبائع کو

مذہب سے دور، ان کے ایمان کو کمزور اور یہودیوں کی خشنودی کی خاطر اپنی قوم کو برداز کر رہے ہیں، اس کے باوجود کہ اگر ہم چاہیں تو اپنے تمام سانپنی مسائل کو اپنے مذہب کی کسوٹی پر حل کر سکتے ہیں۔

۳۱۰ قبل مسیح سے قبل تک تمام اہل علم و سانپنداون زمین کے ساکت ہونے پر متفق تھے لیکن ۳۱۰ قم میں یونان کے جزیرہ ساموس (Samos) کے ایک سانپنداون اپریٹارکس ساموی (Anstor Khos Samosi) نے سب سے پہلے کائنات کا مرکز سورج کو قرار دیا پھر اس کے بعد تمام اہل علم کا سکون زمین پر اتفاق ہو گیا ۷۸۷ قم نے اپنا نظریہ پیش کیا اس کے بعد تمام اہل علم کا سکون زمین پر اتفاق ہو گیا اور زمین کو مرکز کائنات کی حیثیت حاصل ہو گئی۔ لیکن یہی ایک ہزار آٹھ سو سال بعد دوسری اور پندرہویں صدی کے مابین ایک یہودی سانپنداون گلوس کو بریکس نے ”دسوکوت زمین“ کے قدیم اور مسلکم نظریہ کے مقابلے میں ”حرکت زمین“ کا نظریہ پیش کیا گری اپریٹارکس اور راشیدس کی طرح اس کے نظریہ کی بھی شدید مخالفت کی گئی اور تقریباً کہا گیا کہ اس نے اپنے نظریہ کو پھر ادا کیا اور زمین کو حركت میں لے آیا گری یہودی لابی اس وقت اس قدر مضبوط اور مسلکم ہو چکی تھی کہ پھر یہ آگ سردنہ ہو گئی اور آج مسلمانوں کو بھی اس میں بھسک کرنی، نظر آ رہی ہے، واٹھ رہے کہ اپریٹارکس کے قول کے برکس اس کے مقابلے میں متاز مصری ریاضی دان لے (Tolme) نے زمین کو کائنات کا مرکز قرار دیا اس نے کہا ”زمین کائنات کا مرکز ہے“ اور حقیقت بھی ہے کہ ہمارا مذہب اس قول کی تائید کرتا ہے اور پیشتر مسلمان سانپنداون اس بات پر متفق ہیں۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی ایک کتاب ”زبول آیات فرقان“ میں

پروفیسر صاحب نے امام احمد رضا سے یہ الجزا کی کہ غریب نواز! کرم فرمادیکر میرے ساتھ تحقیق ہو جاؤ تو پھر ان شاہزادی سائنس کو اور سائنسدانوں کو مسلمان کیا ہو پائیں گے۔ واضح رہے کہ پروفیسر موصوف امام احمد رضا علیہ الرحمہ سے بہت متاثر تھے اور ان کے ہاں آنے والی بھی تھا اور سائنسی تحقیقات کے بارے میں بھی ان سے تبادلہ خیال ہوتا تھا۔ کم موصوف حركت زمین کے قائل تھے اور اپنے اس نظریے کی تائید میں وہ امام احمد رضا کی رضا بھی چاہتے تھے۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے اس الجزا کے جواب میں جو کچھ تحریر فرمایا وہ قرآن کریم پر ان کے غیر متعارض ایمان کا آئینہ دار ہے اور ہر مسلمان سائندان کیلئے عبرت و نیجت کاسامان بھی۔ انہوں نے فرمایا ”محبت فقیر اس سائنس یوں مسلمان نہ ہوگی کہ اسلامی مسائل کو آیات و نصوص میں تاویلات درداز کا کر کے سائنس سے مطابق کر لیا جائے۔ یوں تو معاذ اللہ اسلام نے سائنس قبول کی نہ کہ سائنس نے اسلام۔ وہ مسلمان ہو گی تو یوں کہ جتنے اسلامی مسائل سے اسے اختلاف ہے سب میں مسئلہ اسلامی کو روشن کیا جائے۔ جاتجا سائنس ہی کے اوائل سے مسئلہ اسلامی کا اثبات ہو، سائنس کا ابطال و اسکات ہو۔ یوں تاویل میں آئے گی اور یہ آپ جیسے فیض سائندان کو باذنش تعالیٰ دشوار نہیں، آپ سے پچشم پسند کیجھتے ہیں۔ وہیں الرضا عن كل عیب کلیل ہے۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے نزدیک مسئلہ حركت زمین کو دو ہزار سال ۱۵۳۰ء میں کوپر میکس نے اٹھایا ورنہ بتول امام احمد رضا علیہ الرحمہ پہلے فصاری بھی سکون ارض ہی کے قائل تھے۔ واضح رہے کہ اس سلسلے میں ہم یہودی الابی کے بارے میں لکھ چکے ہیں۔ یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ ”نظریہ حركت زمین“ مें متعلق ایک پاکستانی خاتون سائندان زبر امر زانے بھی اختلاف کیا ہے، جس کو اخبار جگ

وآسان“ بھی ہے جو انہوں نے پروفیسر حاکم علی خان کے ایک خط کے جواب میں تحریر فرمائی جو حاکم علی کے نظریات کے رد میں ہے۔ ہوا یوں کہ پروفیسر موصوف نے اپنی حضرت کو ایک خط ۱۶ جمادی الاول ۱۳۴۹ھ کو لکھا جس میں حركت زمین کی تزیید میں بعض قرآنی آیات کے ساتھ تفسیر جلالیں اور تفسیر حسینی سے بعض عبارات اور گیر کتب سائنس کے حوالے پیش کئے اور امام احمد رضا علیہ الرحمہ سے درخواست کی کہ وہ حركت زمین کے قائل ہو جائیں۔ اس کے جواب میں امام احمد رضا صاحب علیہ الرحمہ نے ایک مدل اور محقق رسالہ لکھا، اس رسالہ میں امام رضا علیہ الرحمہ نے در حركت زمین پر اپنے دلائیں پیش کئے اور مندرجہ بالا دو کتب تفاسیر کے مقابلے میں اٹھائیں کتب وغیرہ سے سکون زمین کے بارے میں حوالے پیش کئے۔ ملاحظہ فرمائیے اس مسلمان سائندان کا علم اور اس کی ذہانت۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ کا طریقہ استدلال یہ ہے کہ مخاطب اپنے دعویٰ ثبوت کیلئے فن کی کتابوں سے دلیل پیش کرتا ہے اسی فن کی کتابوں سے اس کا رد کرتے ہیں۔

پروفیسر حاکم علی انجمن حمایت اسلام (لاہور) کے بنیوں میں سے تھے اسلامیہ کالج لاہور میں ریاضی کے مشہور پروفیسر اور بعد میں پرنسپل رہے ۱۹۲۵ء میں کالج سے سکندوش ہوئے اور ۱۹۳۴ء میں قبل از آزادی انتقال کیا تحریک ترک موالات کے زمانے میں ۱۹۳۹ء میں اصر امظفر ۱۳۴۹ھ بہ طابق ۱۹۲۰ء میں انہوں نے امام احمد رضا سے فتویٰ لیا اور اس پر عمل کیا۔ پروفیسر موصوف کے تلامذہ میں پرنسپل دارالعلوم المسنۃ الشرقيہ لاہور آقائے بیدار بخت نہایت ممتاز ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ مولانا حاکم علی مرحوم علم ریاضی کے اس قدر ماہر تھے کہ کلاس روم میں بڑے اعتقاد سے بغیر کسی کتاب کے گھنٹوں پر حاتم تھے (نکرہ علائے الہست مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء صفحہ ۲۸۹) ایک مرتبہ

کراچی ۱۹۸۰ء نے تقلیل کیا ہے، ان کا دعا لی ہے کہ زمین ساکن ہے، زبر امر رضا کے اس دعویٰ کے مطابق کلیشور نیا یونیورسٹی (امریک) میں اس مسئلہ پر باتوں خالی کیلئے دعوت بھی دی گئی تھی۔ خاتون کا یہ دعا ہے کہ بعد حیرت ہوتی ہے کہ ایک عورت کا ایمان اس قدر مضبوط ہے کہ اس نے ناقص احقر ہوتے ہوئے بھی ایک نہایت باریک مذہبی مسئلہ کو سمجھ لیا ہے، تلقیہ ہے ان مردوں پر اور مسلمان ہوتے سائنسدانوں پر ان کی عقول پر پردہ ڈالا ہوا ہے۔ ایسی صورت میں تو یہی کہنا زیادہ مناسب ہے کہ عورت اب ناقص احقر نہیں رہی وہ علم فہم اور عقل و سمجھ کے معاملے میں مردوں پر سبقت لے جا بھی ہے۔ آخیں ہم ایک بار پھر مولانا کے سائنسی افکار ان کے فائدی میں حلاؤ کرتے ہیں جیسا کہ ہم لکھے ہے کہ آپ نے ایک ہزار کتب یادگار پھر ہوئی ہیں جس میں فتاویٰ رضویہ جو ایکس ہزار مخالفات پر مجمل ہے آپ کی جدت طبع اور تحریر علی کامنہ بولتا شاہکار اور ایسا انمول خزانہ ہے کہ جس کی نظیر نہیں ملتی اور کوئی ایسا فن نہیں جس کی جملک آپ کو اس بجھ پر روزگار تعمیف میں نہ ملتے۔ علم قرآن، علم حدیث، فقہ، اصول فقہ، کتب فرقہ، ہلمہ نماہ جدول، نہجہ، تفسیر، علم العقاہد، علم الکلام، تجوید، صرف، معانی بیان، بدیع مناظر، تجوید، تصوف، سلوک، اخلاق، اسلام، الرجال، سیر، تاریخ، لغت، ادب وغیرہ۔ واضح ہے کہ یہ تمام علم و فنون اسلام سے قبل نہیں تھے لیہو، میں اسلام کا فیض اور قرآن کی برکت ہے کہ یہ تمام علم و فنون میں آئے اور ہمیں خوشی ہے کہ اکثر و بیشتر سائنسدانوں میں سے اکثر و بیشتر علم و فنون کے ماہر اور عالم دین ہوتے تھے جو ہمیں راہ گام کرنے (گراہونے) سے روکتا تھا۔ یہ علم ان کے ایمان کو مضبوط اور خدا اور اس کے رسول سے قریب رکھتے تھے اور وہ ہربات کا مدل اور مستقل جواب صرف قرآنی علوم کی روشنی میں دیتے تھے۔ اعلیٰ حضرت کا برلنی

ایک تحقیق کا حکم رکھتا ہے۔ امام احمد رضا کی ۱۹۰۹ء تک تحریر کردہ تین سو پچاس کتاب کی ایک فہرست "امکل المعد والائف الحدود" کے نام سے ملک العلماء مولانا ظفر الدین بھاری علیہ الرحمۃ نے مرتب کی تھی۔ کے مطابق امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے عربی زبان میں ایک سو فارسی زبان میں ستائیں اور اردو زبان میں دوسو تیس کتاب تحریر فرمائی تھیں۔ اس کے بعد ۱۹۲۳ء تھے، برابطیں ۱۹۸۱ء میں مزید چار سو کتاب کی فہرست سامنے آئی۔ اس طرح اعلیٰ حضرت محمد دین و ملکت امام الجشت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمۃ کی تحریر کردہ کتاب و رسائل کی تعداد سات سو سات ہو گئی۔ ماہر رضویات ذکر مکرر محمد سعیدو احمدی کی جدید تحقیق کے مطابق امام احمد رضا کی آٹھ سو کتابیں کتب منتظر پر آچکی ہیں۔ جبکہ مزید پر کام باری ہے۔

اماں احمد رضا علیہ الرحمۃ کی علم سائنس پر کامی گئی جو کتب مطبوعہ و غیر مطبوعہ (قائمی مسودہ و مضمونہ) سامنے آئی ہیں اس کے امام، مبلغ اذن بان موضوع درج ذیل ہیں۔

یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ امام احمد رضا بریلوی نے کسی کام کی یا یونیورسٹی میں مغربی کتاب (انگریزی طبع) سے علم ریاضی کا اکتساب نہیں کیا تھا اور نہیں وہ اس علم کے باقاعدہ طالب علم رہے تھے۔ اس کے باوجود آپ کے فتاویٰ علم ریاضی کا شاہکار ہیں۔ اور علوم سائنس پر آپ کی تصنیفی حروف آخر کی حیثیت رکھتی ہیں۔



باہر نیا کیا؟ بینو ا تو جروا۔

از: راپور چادوشور ارشاد ممان البارک ۱۳۸۷ھ

اس مسئلہ کے جواب میں علامہ اجل مفتی بے بد مفکر اسلام سیدنا اعلیٰ حضرت
امام احمد رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت مدلل علمی و تحقیقی جواب بنام
الکشف شافعی حکم فوتوگرافی ۱۳۸۷ھ، ۱۹۰۹ء

تحریر فرمایا۔

مفکر اسلام سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اس رسالت
میں ابتدأ فوتوگرافی (Photography) اور فوٹوگرافی (Photograph) کا
فرق ظاہر کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ فوتو کی تصویری حصہ ایک مثل و شبیہ ہے جبکہ اس آلہ
میں بھری گئی آواز یعنی وہی ہے۔
مفکر اسلام نے مزید وضاحت کرتے ہوئے اس رسالت میں دو مقدمے قائم
فرمائیں ہیں۔

(ا)..... مقدمہ اولی

(ب)..... مقدمہ ثانی

﴿FIRST PRELUDE﴾ مقدمہ اولی

مقدمہ اولی میں درج ذیل عنوانات کے تحت تفصیلی اعلیٰ و تحقیقی بحث فرمائی ہے۔

- 1) **Waht is Sound ?**
- 2) **How it is produced ?**
- 3) **How it is Heard ?**

امام احمد رضا اور علم صوتیات

(از: لکر محظی مالک)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ میں وہ صدی میں علی دنیا میں وہ واحد
مسلم مفکر و محقق ہیں جنہوں نے علوم دینیہ کے ساتھ ساتھ علم بدیدہ یعنی سائنس کے
تحقیریا ہر شعبہ پر اپنی خداداد صلاحیت سے جامع بحث فرمائی ہے جس پر عالم اسلام
با شخصیت مجاز مقدس کے اسکارز کو ہمیشہ نازرا رہا ہے اور ایشیا کے عظیم سائنس دان ڈاکٹر
عبد القدر ریخان نے بھی خراج تھیں پیش کیا ہے۔

سائنس کے ضمون فرکس سے متعلق ساؤنڈ ڈیویز (Sound Waves) کی یہ
بحث ملقطات اعلیٰ حضرت حصہ اول کے آخر میں اجمانی طور پر موجود ہے لیکن
آواز (Sound) اور نظریہ توج (Wave Theory) سے متعلق یہ بحث تفصیلی افتقر
اسلامی کا عظیم شاہکار فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ ۳۱۸ تا ۳۲۰ بنام الکشف شافعی حکم فوتو
گرافی ۱۳۸۷ھ، ۱۹۰۹ء پر موجود ہے۔

اس رسالت کا پس نظر کسی کا انتفار ہے یعنی تقریباً ۹۰ برس قبل آپ سے فتویٰ
پوچھا گیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحيم
ملکہ ﷺ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ فوٹوگراف سے قرآن مجید سننا اور اس
میں قرآن مجید کا بھرنا (لیکارڈ کرنا) اور اس کام کی توکری کر کے یا اجرت لکیریا و یہے اپنی
ٹلاوات اس میں بھرونا جائز ہے یا نہیں اور اشعار حمد و نعمت کے بارہ میں کیا حکم ہے اور
عورت کا ناج گانے یا مرامیر کی آواز اس سے سننا ایسا ہی حرام ہے جس طرح اس سے

نماکی شریف، الحاکم، الحمد، بزار پیش کیں ہیں۔
☆..... مفکر اسلام نے اس رسالہ میں اللہ تعالیٰ کی برتری (Supremacy) کو قائم کر کھا ہے۔

☆..... مفکر اسلام نے اس رسالہ میں بعض معتقد میں اسکارز و فلائرز کے نظریات کا رو اور تراقب کیا ہے اور بعض مفکرین و محققین کے نظریات کی تائید کی ہے۔

☆..... مفکر اسلام نے جن اسکارز اور ان کی تصانیف کا ذکر کیا ہے درج ذیل ہیں۔
(الغول واضح فرداً خطأ الغائب)

اسلامیہ یہود عبد القادر الشافعی

(اختیار فی باب النکاح)

۲۔ علام ابن حجر علی
۳۔ اشیخ محمد علی الحکیم امام المالکیہ و مدرس مسجد حرام ابن فتحی علام اشیخ حسین الازھری الحنفی
(نووارثوت فی احکام الصندوق)

(شرح مواقف)

۴۔ علام السید شریف جرجانی

(مطابع النظرات)

۵۔ علام الحسن طیبی

(شرح طواب الانوار)

۶۔ علام راغب اصفهانی

(الدر المکون و الجھر المحسون)

۷۔ علام پیشوادی

(میراث اثریہ اکبری)

۸۔ اشیخ الکریم الدین ابن الحربی

(نقرا کبر)

۹۔ اشیخ امام عبد الرؤوف شعرانی

(مطالب و نیت)

۱۰۔ سیدنا امام عظیم البختیفہ

(فی اعداد الفتاوی)

۱۱۔ سیدی حملاء عبد رؤوف نابلی

۱۲۔ امام نووی

۱۳۔ علام شریعتی

(۲) اپے زریع حدوث کے بعد بھی باقی رہتی ہے یا اس کے ختم ہوتے ہی فنا ہو جاتی ہے؟

4) After its production, whether it

remains or disappears ?

5) Whether it exists outside the ear or originates within the ear ?

(۳) آواز لئنڈہ کی طرف اس کی اضافت کیسی ہے وہ اس کی صفت ہے یا کسی پر

6) What is its relation to Soniferous کی؟
(one that makes sound) whether it is intrinsic property or extrinsic ?

7) Whether it continues to exist or not after its disappearance ?

﴿مقدمہ ثانی﴾

۱) وجود فی الاعیان

۲) وجود فی الاذہان

۳) وجود فی العبارۃ

۴) وجود فی الکتابۃ

مفکر اسلام امام احمد رضا خاور سائنسی چین نے اس رسالہ میں نفس مضبوط میں متعلق متعدد قرآنی حوالہ جات اور احادیث مبارک (ترمذی شریف، بخاری شریف، ابن ماجہ شریف،

(شرح ملکی آثار رضا خان دہلویان)

(احیاء الحدود)

صوت کا سبب قریب ، صوت کا سبب بعید
صوت زمانی ہے صوت آنی صوت کا سبب عادی

حدوث صوت ، صوت ممزوج ، حرکت آنی

گروہ لقطیہ / گروہ نظریہ وغیرہ

مکار اسلام کا پیر سالاگر پچھاں اسلامی نوعیت کا ہے لیکن ان میں انکس کے

مخصوص آوازیں نہیں (Sound Waves) پر مفصل بحث فرمائی ہے اور متفق

(علماء والدین صکلی)

(عادل اخوند گاه بنی شاہی)

موضعات و نظریات کا استعمال یا ہے شاخندری تئوین (Wave Theory) آواز (Loud ness of Sound) ، Compression کی اور پیشی

& Rarefaction، Amplitude of sound(Air/Water medium)، Reflection of sound, Diffraction of sound, Resonance, Absorption of Sound, Power and Intensity of sound, Damped Harmonic motion localization of sound etc.

مفتر اسلام نظریہ تئوین سے مختلف لفظیات حصہ اول صفحہ نمبر ۱۱۷ پر یوں (۱۸۷)

طرازیں۔

فرضی قانون

”آواز پیچے کیلئے لاملا مفضل میں تجویز چاہئے“

For Propagation of Sound, Medium and wave Motion are necessary.

لعلی حضرت امام احمد رضا طیبی علیہ السلام
کی ۲۲ جملت امام احمد رضا بریلی علیہ السلام (۱۸۷)

ش

۱) ۲۰ میں تجویز کر پانی سے الٹاٹ ہے۔

پریا (Propagation)

س میں کہیں روز نہ ہواں کے اندر کی

مختصر کی رو سے جیلے (Amplitude of wave) کو پول بیان کیا جاتا ہے۔

Amplitude of Wave is the Maximum distance covered

on either side of the original equilibrium position.

تیجر بات و مشابہات سے پرواش ہوتا ہے کہ یہا کے مکانیل (لینف و اسٹری

بڑوں (ناگی) وری (Longer Distance) پر ہوتے ہیں جبکہ پانی کے

لہے میں مولکول (Molecules) میں پریپ و اسٹیل کی بڑوتوں کو کریب ہوئے ہیں

سیوا کے اس طبقے (Water Medium) میں بکار ہوئی سیوا کے میکروں کی تعداد زیادہ

فاسد طکر تے ہیں اور زیادہ دور تک (vibrate/oscillate) کرتے ہیں

بہبست پاکی سے اپنے لئے پناہ ہوئے اور اس Air medium میں درجن

بُر بَر
اگر کس تمام الحمد رخاطلی ادا فرمائے ہیں۔

$$\text{Also } 1 \text{ W (Watt)} = \frac{1 \text{ J}}{1 \text{ S (Sec)}}$$

$$\text{So, Intensity (1)} = \frac{5 \text{ (Watts)}}{\text{m}^2}$$

We have the relation:

$$\frac{\text{T.E}}{1 \text{ (s)} \times (\text{m})^2} = \frac{1}{2} v f w_2 r_2$$

For air medium

$$1 = \frac{1}{2} v_a f_a w_2 r_a$$

Or

$$r_a = \sqrt{\frac{2 \times 1}{v_a f_a w_2}}$$

at 15 C° temp

$$I = \frac{5 \text{ watts}}{\text{m}^2}$$

$$V_a = 340.27 \text{ m/s}$$

$$f_a = 1.2265 \text{ kg/m}^3$$

$$W = 3216.896 \text{ Rad/Sec}$$

$$r_a = \sqrt{\frac{2 \times 5}{340.27 \times 1.2265 \times (3216.896)}}$$

$$r_a = 4.812 \times 10^{-5} \text{ m}$$

For water medium

$$r_w = \sqrt{\frac{2 \times 1}{V_w f_m W_2}}$$

کے واسطے کے

(2) (جو) (زیادہ پہنچا ہے اور پالی گزی)

It means loudness of sound is more in air medium as compared to the water medium.

اب ہم آب و ہوا کے واسطے (Air/Water medium) میں آواز کا حیطہ (Amplitude of sound) کو فارمولے سے ثابت کرتے ہیں کہ ہوا (Air)

(medium) میں آواز کا حیطہ تقریباً 60 گنازیاہ ہے۔

Frequency of Sound Wave (f) = 512 Hz ہم جانتے ہیں

Angular Frequency of Sound Wave w = $2\pi f$

$$w = 2 \times 3.1415 \times 512$$

$$= 3216.896 \text{ Rad/Sec}$$

ہم جانتے ہیں کہ وجہ (Waves) توانائی نہیں کرتی ہیں

فرض کیا یہ توانائی آب و ہوا کے واسطے میں 5jout/Sec through unit

ہے ہم یہی جانتے ہیں کہ area

The Energy transmitted per Second Through a unit area by the sound waves is called the intensity of the sound waves. So intensity of the Sound(1) =

Total energy (T.E)/Sec Through a unit area

$$1 = \frac{T.E (J)}{1 \text{ (s)} \times 1 \text{ (m)}^2} = \frac{5 J}{\text{Sm}^2}$$

یعنی ہوا کے واسطے میں (Intensity of sound) زیادہ ہو گی بہبست پانی کے واسطے (Water Medium) کے پتاخچی ایک اور فارمولے کی رو سے:

Weber-Fachner Law Suggests that:

Loudness is directly Proportional to the logarithm of Intensity :

$$L \propto \log I$$

ثابت ہوا کے آواز کی بلندی (Intensity) زیادہ ہو گی اگر اس زیادہ ہو گی یعنی ہوا کے واسطے (Air Medium) میں آواز زیادہ بلند تنائی دے گی بہبست پانی کے واسطے (Water Medium) کے

So due to greater intensity in the air medium. more loudness will be heard as compared to feeble loudness in water medium due to less intensity.

مسلم سائنسدان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان نے اپنے مشاہدات کی روشنی میں دو واسطوں (Air/Water Medium) میں یہ ثابت کیا ہے کہ ہوا کے واسطے میں آواز کی بلندی (Loudness of sound) زیادہ ہوتی ہے بہبست پانی کے واسطے کے۔ مزید ثبوت کیلئے ایک تجربہ بیان کرتے ہیں۔

﴿رضوی تجربہ﴾

تالاب میں دو شخص دونوں کناروں پر غوطہ لگائیں اور ان میں سے ایک ایسٹ پر ایسٹ مارے دوسرا سے کواؤ اور پہنچ گی گرنے تک کہ ہوا میں

at 15 C temp

5 watts

$$I = \frac{m^2}{m_w}$$

$$m_w = 1450.0 \text{ m/s}$$

$$f_w = 999.1 \text{ kg/m}^3$$

$$w = 3216.896 \text{ Rad/sec}$$

$$r_w = \sqrt{\frac{2 \times 5}{1450 \times 999.1 \times (3216.896)^2}}$$

$$r_w = 8.167 \times 10^{-7} \text{ m}$$

The ratio is:

$$\frac{r_a}{r_w} = \frac{4.812 \times 10^{-5}}{8.167 \times 10^{-7}} = \frac{58.92}{1}$$

$$\frac{r_a}{r_w} \approx \frac{60}{1} \text{ (Approx.)}$$

Intensity is the energy transmitted per Second through a unit area by the Sound Waves.

چونکہ Loudness اور Intensity کا آپس میں تعلق ہے جسے ہم پہلے یوں ثابت کر کچھ ہیں کہ اس فارمولے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ۔

Intensity of the Sound is directly proportional to the square of amplitude of Sound Wave

جیسا کہ ہم ثابت کر کچھ ہیں کہ ہوا کے میڈیا میں آواز کا واسطہ Sound Wave بہت زیادہ ہے بہبست پانی کے میڈیا (Air Medium) کے لیے

Intensity of Sound will be greater in air medium as compared to water medium.

of waves and phase change of sound waves (Transverse waves in water).

(۲) مفکر اسلام نے مذکورہ بالا رسالہ میں میڈیکل سائنس سے متعلق کان کی ساخت پر بحث کی ہے۔
Anatomy of the ear باخصوص outer and middle ear پر بحث کی ہے۔
اور پر دتے (Ear drum / Tympanic membrane) اور پڑتے (Tensor tympani/Stapedius) کو سننے کا بیانی دی جھتر اور دیا ہے۔

﴿آوازیں فضائیں محفوظ رہتی ہیں﴾

90 برس قبل مفکر اسلام نے آواز سے متعلق یہ نظریہ پیش کیا ہے کہ آواز اور اس کی کیفیت (Sound Quality) کو محفوظ کیا جاسکتا ہے چنانچہ قاتوی روشنی صفحہ ۳۰۶ جلد دہم رسالہ الکشف شافعی حکم فتویٰ ۱۹۰۹ء پر یوں طرز ہیں۔
کوئی قائم اخلاق جملے اصوات بجاۓ خود محفوظ ہیں وہ بھی امم مخلوق سے کوئی امت ہیں کہ اپنے رب جل و علا کی تشیع کرتے ہیں کلمات ایمان تشیع رحمان کیا تھا پس قائل کیلے استغفار بھی کرتے ہیں اور کلمات کفر تشیع الہی کے ساتھ اپنے قائل پر لعنت۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا علی الرحمہ نے 90 برس قبل جو نظریہ پیش کیا ہے جدی سائنس (Modern Science) آج اس نظریے کی تائید کرتی ہے اور فضائیں متعلق آوازوں کو ریکارڈ کرنے میں سرگردان ہے۔

ای طرح ملفوظات حصہ صفحہ 278 پر یوں بیان فرماتے ہیں۔

واليقيات الصالحةات خير . عند ريك ثوابا و خير مردا
اور في الحال ان کافع یہ ہے کہ وہ کلمات منہ سے نکل کر ہوا میں مجتمع رہتے ہیں

مندرجہ ذیل تجربے سے یہ ثابت ہوا کہ Loudest of Sound is more in air medium as compared to water medium.

یعنی آواز ہوا کے واسطے میں زیادہ اوپری سائی دے گی نسبت پانی کے واسطے مسلم سائنسدان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں کے نمایاں تجربے 1..... آب پر ہوئی خود اپنے تجربے (آواز) پہنچاتے ہیں۔

Both air and water medium transport energy/Sound wave by forming their Wave forms (W.motion).

2) پختہ خام عمارتیں میں آواز مسام (Pores) کے ذریعے پہنچتی ہے۔

In Cemented and raw buildings sound will propagate through pores.

3) آئینے میں نہ توجہ نہ مسام اسکے آواز نہ پہنچے۔

In mirrors (Glass) there will be no propagations of Sound Waves because of no pores and wave motion.

4) مفکر اسلام نے اپنے رسالہ الکشف شافعی حکم فتویٰ ۱۹۰۹ء میں ثابت کیا ہے کہ آواز پہنچنے کیلئے مندرجہ ذیل چیزیں ضروری ہیں۔

(۱) مرتع جسم (Vibrating Organ)

(۲) مادی واسطہ (Material Medium) ہوایا پانی وغیرہ۔

(۳) سلسلہ توجہ (Wave Motion)

(۴) آواز موصول کرنے والا آرٹیلری کان (Ear)

Production of standing waves in air, interference.....(۵)

قیامت تک تسبیح و تقدیس کریں گے اور اپنے قائل کے واسطے مفترضت مانگیں گے اسی طرح کلمات کفر مند سے نکل کر ہو ایں مجھ ترینے میں قیامت تک تسبیح و تقدیس کریں گے اور اپنے قائل پر لذت کرتے رہیں گے۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مفتکر اسلام امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ نے سائل کے جواب میں تفصیلی و مسامنی بحث کے بعد جو خلاصہ پیش کیا ہے ابھا آبیان کیا جاتا ہے چنانچہ فوتوگرافی کے ذریعے سننے مें متعلق فرماتے ہیں تین چیزیں ہیں۔

(1) ممنوعات (Prohibitions)

(2) مظلومات (Honoured)

(3) مباحات (Permissible)

﴿ ﴿ ممنوعات (1) Prohibitions

شریعت مطہرہ کی روشنی میں فرماتے ہیں۔

"انکا مناطق حرام و ممنوع ہے اور نو سے جو کچھ سنجا گا وہ حمیہ اسی شے کی آواز ہو گی جس کی صورت اس میں بھری گئی مزایمہ ہوں خواہ ناج خواہ عورت کا گانا وغیرہ۔"

﴿ ﴿ مظلومات (2) Honoured

یہی مطلع حرام و ممنوع ہیں اگر گلاسیوں پلیوں (گراموفون) میں کوئی پاپکی (الکھل، شراب) یا جلسہ یا لعب کا ہے تو حرم سنت ہے اور سننے والوں کی نیتی مشاش ہے تو اور یہی سخت تو خصوصاً قرآن عظیم میں اور اگر اس سب سے پاک ہو تو ان کے مقاصد فاسدہ کی اعانت ہو کر ممنوع ہے لہذا قرآن یا غزل بھرنا یا بھروانا اجرت لیکر یا مفت جائز نہیں ہے۔

﴿ ﴿ مباحات (3) Permissible

اس سلسلہ میں یوں وضاحت فرمائی ہے۔

1) اگر پلیوں میں نجاست ہے تو حروف و کلمات اس میں بھرنا مطلقاً ممنوع ہے کہ حروف خود مظلوم ہیں۔

2) اگر نجاست نہیں یا کوئی خالی جائز آواز بے حروف ہے تو جلسے فتاویٰ میں اسے سننا ایل صلاح کا کام نہیں۔

3) اور اگر تجھی بیا خاص صفا کی محلہ ہے تو کوئی مجھ منع نہیں ہاں اگر کسی مصلحت شرعیہ کیلئے ہے جیسے عالم کو اس کے حال پر اطلاع پانے یا قوت اشتغال دینے کے واسطے تو تجھ قلب کیلئے جب تو بہتر و رسانا تاضرور ہے کہ ایک لامعنی بات نہ کرے۔

یوں تو مفتکر اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ نے کی ہر تصنیف علم و معارف کا خریزہ ہے لیکن الکشف شافیا جدید علمی و تحقیقی اعتبار سے اپنی مثال آپ ہے یہاں پر مفتکر اسلام کی تحریر تحقیق آواز (Sound) اور نظریہ تجویج (Wave) کو جدید سائنس (Modern Science) کے تاظر میں پیش کیا چاتا چنانچہ فتاویٰ رضویہ جلد ہم رسالہ الکشف شافیا حکم فوتو جرافیا 1909ء کے مقدمہ اولیٰ کے تحت فرماتے ہیں۔

What is Sound ?

1) آواز کیا چیز ہے؟

How it is produced ?

2) کیونکہ پیدا ہوتی ہے

How it is heard ?

3) کیونکہ سننے میں آتی ہے؟

After its production

4) اپنے ذریعہ حدوث کے بعد بھی باقی

whether it remains or disappears ?

کرتے ہیں ”ایک جسم کا دوسرے سے بوقت ملنا جسے قرع کہتے ہیں یا بُخی جدا ہوتا
کر ج کہلاتا ہے جس ملائے لطیف مثل ہوا یا آب میں اس کے اجزاء نے مجاور میں ایک
خاص شکل و تکلیف لاتا ہے اسی شکل و کیفیت مخصوصہ کا نام آواز ہے۔“
صفحہ ۳۰۲ پر یوں رقطراز ہیں۔ آواز اس شکل و کیفیت مخصوصہ کا نام ہے کہ ہوا یا
پانی وغیرہ جسم زرم وغیرہ میں قرع یا قلق سے پیدا ہوتی ہے۔

(قع) (ترع) (or seperate)
When two bodies strike against each other in the medium Air/Water, vibration occurs and sound is produced.

جدید تحقیق کے مطابق جب کوئی جسم مرتعش ہوتا ہے تو وہ اپنے ارد گردہ میں خلل پیدا کرتا ہے اور یہ خلل موجود کی شکل میں چل کر ہمارے کان تک پہنچتا ہے اور یہاں آواز کا احساس پیدا ہوتا ہے اگر مرتعش جسم کے ارد گردہ ہوا یا کوئی اور واسطہ نہ ہو تو موجود ہمارے کان تک نہیں پہنچ سکتیں لہذا آواز کا احساس نہیں ہوتا۔ ان سائنسی تجربات و مشاہدات کو علی حضرت مفتکر اسلام العالم امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمۃ نے نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

چنانچہ الکشن شافی صفحہ ۳۰۲ فتاویٰ رضویہ جلد ہم میں فرماتے ہیں۔

”الکشن جسم کا دوسرے سے بوقت ملنا جسے قرع کہتے ہیں یا بُخی جدا ہونا علی کہلاتا ہے جس ملائے لطیف مثل ہوا یا آب میں واقع ہواں کے اجزاء نے مجاور میں ایک خاص شکل و تکلیف لاتا ہے اسی شکل و کیفیت مخصوصہ کا نام آواز ہے اسی صورت قرع کی فرع ہے کہ زبان و گلوے متكلّم وقت تکلم کی حرکت ہوئے وہن کو بجا کر اس میں اشکال حرفیہ پیدا کرتی ہے یہاں وہ کیفیت مخصوصہ اس صورت خاصہ کام پر ثقی

رہتی ہے یا اس کے ختم ہوتے ہی فنا ہو جاتی ہے؟

۵۔ کان کے باہر بھی موجود ہے یا کان ہی میں پیدا ہوتی ہے؟

Whether it exists out side the ear or originates within the ear?

۶۔ آواز کندہ کی طرف اسکی اضافت کیسی ہے وہ اس کی صفت ہے یا کسی پیڑ کی؟

What is its relation to Soniferous (one that makes sound)? Whether it is intrinsic property or extrinsic ?

۷۔ اسکی موت کے بعد کسی باقی رہ کتی ہے یا نہیں؟

Whether it continues to exist or not after its disappearance ?

بیسویں صدی میں مسلم سائنسدان کی تحقیق

مسلم سائنسدان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کی آواز (Sound) اسکی اشاعت (Propagation) اور نظریہ توج (Wave Theory) سے متعلق فرق
انگریز بحث ملاحظہ فرمائیے۔

آواز کیا چیز ہے؟ (What is Sound?)

جدید تحقیق کے مطابق آواز ذاتی کی ایک قسم ہے جو کسی شے کے مرتعش ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔ آواز پیدا کرنے والے جسم کے ارتعاشات یا تحریک اہٹ کو دیکھایا جسوس کیا جاسکتا ہے۔

رضوی تحقیق.....:

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الکشن شافی صفحہ ۳۰۲ پر آواز کی تعریف یوں بیان

ہے جسے قدرت کا ملنا اپنے ناطق بندوں سے خاص کیا ہے۔ آگے فرماتے ہیں۔
یہ ہوائے اول یعنی جس پر ابتداء وہ قرع و قلع واقع ہوا جیسے صورت کلام میں ہوائے
وہن۔ مکالم اگر بینیہ ہوائے گوش سامن ہوئی تو یہیں وہ آواز سننے میں آجائی مگر ایسا
نہیں لہذا حکیم عزت حکمت نے اس آواز کو گوش سامن تک پہنچانے لیجی ان مشکلات کو
اس کی ہوائے گوش میں بنانے کیلئے سلسہ تجویج قائم فرمایا۔

ای جسح کو ایک تجربے سے ثابت کرتے ہوئے مثال پیش کرتے ہیں۔

”ظاہر ہے ایسے نرم و تراجمام میں تحریک سے مون بنتی ہے جیسے تالاب میں کوئی
پھرڈا لویہ اپنے مجاہد اجزائے آب کو حرکت دے گا وہ اپنے متعلق کوہہ اپنے مقارب کو
جہاں تک کہ اس تحریک کی قوت اور اس پانی کی لطافت اقتضا کرے۔ میکی حالت بلکہ اس
سے بھی بہت زائد ہو ایں ہے کوہہ بینت و رطوبت میں پائی سے کہیں زیادہ ہے۔“

Sound propagation اور Wave motion سے متعلق مزید بیان کرتے ہیں۔

”لہذا قرع اول سے کہ ہوائے اول متحرک و مکالم ہوئی تھی اس کی جیش نے برابر
والی ہوا کو قرع کیا اس سے وہی اشکال ہوائے دم میں نہیں اسکی حرکت نے متعلق کی
ہوا کو دھکا دیا اب اس ہوائے سوم میں مردم ہوئیں یوئی ہوا کے چھے روجہ تجویج ایک
دوسرے کو قرع کرتے اور بیچہ قرع وہی اشکال سب میں بننے چلے گئے یہاں تک کہ
سوراخ گوش میں جو ایک پٹھا پچھا اور پردہ کھچا ہے یہ موہی سلسہ اس تک پہنچا اور وہاں
کی ہوائے متعلق نے مشکل ہو کر اس پٹھے کو جایا یہاں پہنچی بیچہ جوف ہوا بھری ہے اس
قرع نے اس میں بھی وہی اشکال و کیفیات جنکا نام آواز تھا پیدا کیں اور اس ذریعہ
سے لوح مشترک میں مردم ہو کر فس ناطقہ کے سامنے حاضر ہوئیں۔“

فتاویٰ رضویہ صفحہ ۳۰۳ پر اپنے مشاہدات کا ذکر کرتے ہوئے
Compression and rarefaction کو یوں بیان کرتے ہیں۔ قرع و قلع
سے ہوادیں اور اپنی لطافت و رطوبت کے باعث ضرب اسکی شکل و کیفیت قبول کرے
گی اسی کا نام آواز ہے اور صرف یہ دینا تمویج نہیں بلکہ اس کے سبب اسکی ہوائے مجاہد
متحرک ہوگی اور وہ اپنی متعلق ہو کر کرت دیگر یہ صورت تمویج کی ہے۔
آگے صفحہ ۳۰۴ پر اسی بحث کے تحت لکھتے ہیں۔

”ہاں باظہ تمویج اس لیے درکار ہے کہ مقدروں اول اجزائے متعلق میں نقل تکل
کرے کہ مقدروں اول دب کر اپنے متعلق دوسرا ہے جس کو قرع کریا اور وہ اسی شکل سے
مشکل ہو گا پھر اس کے دنبے سے تیرا مقدروں و مشکل ہو گا اسکی حرکت سے چوتھا
الماشاء اللہ تعالیٰ اور حقیقتہ قرع ہی تمویج کا بھی سبب ہے اور تکل کا بھی اور آگے لکھتے
ہیں۔“

سنن کا سب ہوائے گوش کا مشکل پتکل آواز ہونا ہے اور اس کے تکل کا سبب
ہوائے خارج مشکل کا سے قرع کرنا اور اس قرع کا سبب بذریعہ تمویج حرکت کا دہاں
تک پہنچتا۔

مقدمہ اول نمبر ۲، متعلق اپنی نظریہ بیان فرماتے ہیں:

”ذریعہ حدوث قلع و قرع ہیں اور وہ آنی ہیں حادث ہوتے ہی ختم ہو جاتے ہیں
اور وہ شکل و کیفیت جنکا نام آواز ہے باقی رہتی ہے۔“
اپنے معرفت کی توجیہ بیوں بیان کرتے ہیں۔

تو وہ محدثات ہیں جن کا معلوم کے ساتھ رہنا ضرور نہیں کیا نہ دیکھا کہ کتاب مر جاتا
ہے اور اس کا لکھا برسوں رہتا ہے۔ یونہی یہ کہ زبان بھی ایک قلم ہی ہے۔

ہوتا اسکی کا پیاس ہی پچھی ہوئی ہمارے کان تک پہنچتی ہیں اور اسی لواس آواز کا سننا کہا جاتا ہے۔

﴿جدید تشریح﴾ (Modern Description)

جدید تحقیق کے مطابق آواز انسانی کی ایک قسم ہے جو کسی جسم کے مرتش ہونے سے پیدا ہوتی ہے ایک انسانی کان (Human ear) 20,000Hz-20,000Hz (frequency) والی آواز کو سن سکتا ہے (Tudor) لیکن 20 ہر زر سے کم اور 20,000 ہر زر سے زیادہ فریکنی (Audible Sounds) والی آواز ایک انسانی کان نہیں سن سکتا۔ ۱

90 برس قبل مسلم سائنسدان کی فکر انگیز تحقیق

DAMPED HARMONIC MOTION

ایشیں مسلم سائنسدان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے 90 برس قبل اپنے تجربات و مشاہدات کی بناء پر گل اگریز تحقیق پیش کر کے عالم اسلام میں سبق حاصل کر لی ہے۔ ان کی گل اگریز تحقیق کی تائید آج ماڈرن سائنس (Modern Science) بھی کرتی ہے اور یہ تحقیق آج بکل Damped harmonic Motion کہلاتی ہے چنانچہ قاوی رضوی جلد و ہم صفحہ ۳۰، رسالہ الکشف شافی حکم فوتو جرایف ۱۹۰۹ء پر یوں روپڑا ہے۔

علم انساب میں حدوث آواز کا سبب عادی یہ قرع و قلق ہے اور اسکے سنتے کا وہ تجویج و تجویز طبع تھا ہوائے جو فک اول کے قرع سے ملا جاویں جو ل 20,000 ہر زر سے زیادہ فریکنی والی آواز انسانی کان اس لیے نہیں سن سکتا کیونکہ کان کا پردہ اس قدر تیزی سے حرکت نہیں کر سکتا۔ رام

ضرور کان سے باہر بھی موجود ہے بلکہ باہر ہی سے منتقل ہوتی ہوئی کان تک پہنچتی ہے، مقدمہ اولیٰ نمبر 7، 6 کے متعلق فرماتے ہیں۔
وہ آواز لکنڈہ کی صفت نہیں بلکہ ملائے ملکیت کی صفت ہوا ہو یا پانی وغیرہ۔
چنانچہ موافق کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

الصوت کی قیمتی تاحدتہ بالہوا (آواز ایک ایسی کیمیت ہے جو ہوا کے ساتھ قائم ہے) آواز لکنڈہ کی حرکت تعزی و قلی سے پیدا ہوتی ہے لہذا اسکی طرف اضافت کی جاتی ہے جبکہ وہ آواز لکنڈہ کی صفت نہیں بلکہ ملائے ملکیت سے قائم ہے تو اسکی صوت کے بعد بھی باقی رہ سکتی ہے۔

مندرجہ بالا بحث (Discussion) بالخصوص نمبر ۴ متعلق مفکر اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں جو تینی اخذ کرتے ہیں وہ انتہائی اہمیت کا حامل ہوتا اور جدید تحقیق Power & intensity of (Modern Research) کے مطابق (

Sound waves) کے زمرے میں آتا ہے۔
لیکن (آواز) اپنے ذریعہ حدوث کے بعد بھی باقی رہتی ہے یا اس کے ختم ہوتے ہی فنا ہو جاتی ہے، اس سے متعلق اپنا متبی (Conclusion) یوں بیان کرتے ہیں
۱)..... انقطاع تجویج اندرام سائع کا باعث ہو سکتا ہے کہ کان تک اسکا پہنچانا بذریعہ تجویج ہی ہوتا ہے نہ اندرام صوت کا بلکہ جب تک وہ تکلیف باقی ہے صوت باقی ہے۔
۲)..... نہیں سے ظاہر ہوا کہ دوبارہ اور تجویج حادث ہو تو اس سے تجوید سائع ہو گی نہ کہ آواز دوسرا پیدا ہوئی جبکہ تکلیف وی باقی ہے۔
۳)..... وحدت آواز وحدت نوعی ہے کہ تمام امثال مجددہ میں وہی ایک آواز مانی جاتی ہے وہ آواز کا شخص اول کہ مثلاً ہوا یے ہسن ملکیم میں پیدا ہوا کسی ہمیں مسحیوں نہیں

this process of collision carries on. Finally the molecule receives the energy released by the source of sound and transmits this energy to the sound detector which may be human ear.

In case of damped harmonic motion, actually the Amplitude of the oscillation gradually decreases to zero with the passage of time as a result of friction forces. This motion is said to be damped motion by friction and is called damped harmonic motion. This can be shown by the graphical representation.

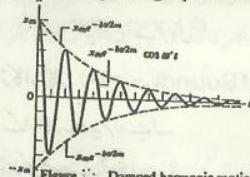


Figure ۱۷. Damped harmonic motion. The displacement x is plotted against the time t with the phase constant ϕ taken to be 0. The motion is oscillatory, but the amplitude decreases exponentially with time.

According to the law:

$$I \propto 1/R^2$$

I = intensity R = Distance between Sound

source and sound detector.

It is evident from the above mentioned formula that if the distance R is increased, the intensity of Sound is decreased.

Again another law states:

$$X_m \propto 1/R$$

شكل و کیفیت مخصوصہ نئی تجھیں جنکی حریقی ہوئی تو وہی الفاظ و کلمات تھے درہداو قسم کی آواز اس کے ساتھ فراغ نے بوجہ لطافت اس بجاور کو جیش بھی دی اسکی جیش نے اپنے متصل کو قرع کیا اور وہ ٹھپا (Wave form/Harmonic Motion) کا اس میں بناتا اس میں اتر گیا یوں ہی آواز کی کاپیاں ہوتی چلی گئیں اگرچہ جتنا ضلیل بڑھتا اور وسائط زیادہ ہوتے جاتے ہیں تجویں وقرع میں ضعف آتا جاتا ہے اور خپا بلکہ پختا ہے وہذا دوسری آواز کم سنائی دیتی ہے اور صاف سمجھ میں نہیں آتے یہاں تک کہ کیک حد پر تجویں کہ موجود قرع آئندہ تھام ہو جاتا ہے اور عمر قرع سے اس تکلی کی کافی برابر ہوا میں نہیں اترتی آواز میں تک ختم ہو جاتی ہے یہ تجویں ایک مخرب طبلی شکل پر پیدا ہوتا ہے جس کا قاعدہ اس محرک و محرك اول کی طرف ہے اور اس کے تمام اطراف مقابلہ میں جہاں تک کوئی نالج نہ ہو۔

MOTION OF MEDIUM (MODERN DESCRIPTION)

مذکورہ بالا فلک انجینئرنگ تحقیق کی تشریح انگریزی زبان (Physical Language) میں یوں کی جا سکتی ہے۔

MODERN DESCRIPTION:

Sound waves

travel in the medium in a fashion that a sound source produces sound. The energy is taken by a molecule Collides with the other molecule to transfer energy to other molecule. The second molecule now collides with the 3rd molecule and

تبدیل ہو جاتا ہے پھر یہ اعصابی لمبرسکی عصب (Auditory Neuron) کے ذریعہ دماغ کے متفاہی حصے میں چل جاتی ہے جنکی وجہ سے ہم ایک ہی آواز سننے میں اور اسی نسبت سے ماہرین دونوں کافیوں کو ایک عضو حس تصور کرتے ہیں۔ چنانچہ مسلم سائنسدان اعلیٰ حضرت عظیم امیر کریم امام احمد رضا علیہ الرحمہ اپنی کتاب قیاوی ضروری جلد ہم صفحہ ۳۰۶ (رسالہ الحسن شافعی) میں یوں رقمطراز ہیں۔

اگرچہ جتنا فاصلہ بڑھتا اور سماں کلڑی زیادہ ہوتے ہیں تو موج و قرع میں ضعف آتا جاتا ہے اور ٹھپا ٹپتا ہے وہندہ اور کم سنائی دیتی ہے اور سرو ف صاف سمجھ میں نہیں آتے یہاں تک کہ ایک حد پر تموح کر موجب قرع آئندہ تھا ختم ہو جاتا ہے اور عدم قرع سے اس تکلی کی کاپی برداہی ہو میں نہیں اتنی آواز نہیں تک ختم ہو جاتی ہے پر تموح ایک مخرب طبلہ کیلی پر بیدا ہوتا ہے جس کا تاثر اس محرک و محرک اول کی طرف ہے اور اس اس کے اطراف مقابله میں جہاں تک کوئی مانع نہ ہو۔ آگے فرماتے ہیں۔

ان مخرب طبلات ہوائی کے اندر جو کان واقع ہوں ایک ایک ٹھپا سب تک پہنچنے گا سب اس آواز و کلام کو نہیں گے اور جو کان ان مخرب طبلوں سے باہر ہے وہ نہ نہیں گے کہ وہاں قرع و طبع واقع نہ ہو اور ٹھپوں کے تعدد سے آواز متفاہی۔ لگنی جائے گی یہ کوئی نہ کہہ گا کہ ہزار آواز یہی تھیں کہ ان ہزار شخصوں نے نہیں بلکہ یہی کہیں گے کہ وہی ایک آواز سب کے سنتے میں آیا اگرچہ عند تحقیق اسکی وحدت نوی ہے نہ تھی۔ صفحہ ۳۰۶

پر لکھتے ہیں۔

نوٹ:.....آواز کے ارتكاز کے لئے فاسطہ کا تین، وقت، شدت اور پہنچ، آگے پہنچ سے آنہماں آوازیں آواز کی تکرار، کان کی ساخت، بیماری یا نشانات کا استعمال انتہائی اہمیت کی حامل ہیں۔ راتم

When X_m is amplitude of the sound wave and R is the distance between sound source and sound detector. It means if the distance is increased , amplitude of the sound wave is decreased. And this wave form of sound tends to attain a conical shape as amplitude/intensity of Sound decrease s and focuses to a single point(equilibrium position). Hence a cone is formed which is also pointed out by Asian Muslims Scientist Imam Ahmad Raza Khan 90 years back, he quoted:

”یہ تموح ایک منظم طبلہ کیل پر بیدا ہوتا ہے“

﴿آواز کا ارتكاز (متامیت)﴾ Localization of Sound

آواز کے ارتكاز سے یہ مراد ہے کہ

(1).....آواز کس سمت سے آرہی ہے؟

(2).....آواز کی دور سے آرہی ہے؟

(3).....آواز کی کیفیت کیا ہے؟ (آواز کی وہ خصوصیت جس کی وجہ سے ہم ایک جیسی بلندی (Loudness) اور ایک جیسی پیچ (Pitch) والی آواز دوں میں فرق کر سکیں آواز کی کیفیت کہتے ہیں)۔

ماہرین کا لکھنا ہے کہ آواز کی لمبگر کان کے دائیں بیانیں جانب سے آرہی ہوتی وہ کان سے پہلے لکھ رہی ہے جس طرف سے آرہی ہو اور دوسرا طرف کے کان سے بعد میں لکھ رہی ہے پھر یہی ارتقا ش (vibration) سمی عصب میں پہنچ کر اعصابی اہر میں

The Neural mechanism for Audition (Sound detection) begins in the temporal lobe containing PAA and SAA. Primary auditory area(Brodmann's areas 41 and 42) includes the gyrus of Heschl and is situated in the inferior wall of the lateral sulcus. Area 41 is a granular type of cortex while area 42 is homotypical and is mainly an auditory association area. This area is believed to be concerned with the reception of sound of a specific frequency. Secondary auditory area (auditory association cortex) is situated posterior to the primary area in the lateral sulcus and in the superior temporal gyrus (Brodmann's area22). This area is thought to be necessary for interpretation of Sounds. The modern neurological studies tell that the cochlear Nuclie (anterior and posterior cochlear Nuclie) are situated on the surface of the inferior cerebellar peduncle. They receive afferent fibers from the cochlea through the cochlear nerve. The cochlear Nuclie Send axons (Second order Neuron fibers) that run medially through the pons to end in the trapezoid body and the superoir olivary nucleus

وہدت آواز وحدت نوعی ہے کہ تمام امثال مجید میں وہی ایک آواز مانی جاتی ہے ورنہ آواز کا شخص اول کر مثلاً جو اے دھن میکلم میں پیدا ہوا کبھی بھی مسونع نہیں ہوتا اسکی کاپیاں ہی چیزیں جو کہ ہمارے کان تک پہنچتی ہیں اور اسی کو اس آواز کا سنتا کہا جاتا ہے۔

MODERN DESCRIPTION:

DETERMINATION OF THE DIRECTION FROM WHICH SOUND EMANATES

A person determines the direction from which sound emanates by two principal mechanisms:

- (1) The time lag between the entry of sound into one ear and into the opposite ear and.
- (2) By the difference between the intensities of the sounds in the two ears.

The latest Scientific research tells that the first mechanism functions best at frequencies below 3000 cycles/seconds. and the intensity mechanism operates best at high frequencies because the head acts as a sound barrier at these frequencies.

NEURAL MECHANISM FOR DETECTING SOUND DIRECTION

out that nerve impulses from the ear are transmitted along auditory pathway on both sides of the brainstem. Many collateral branches are given off to the reticular activating system of brain stem. This system projects diffusely upward in the cerebral cortex and downward into the spinal cord and activates the entire nervous system in response to a loud sound. The tonotopic organization present in the organ of corti is preserved within the cochlear nuclei, the inferior colliculi, and in the primary auditory area.

on the same or opposite side.

From the superior olivary nucleus the auditory pathway then passes upward to the nucleus of lateral lemniscus. From here the auditory pathway passes to the medial geniculate nucleus. Finally the pathway proceeds by way of auditory radiation to the auditory cortex located mainly in the superior gyrus of temporal lobe. The research study tells us that the superior olivary nucleus is divided into two sections.

- 1) The medial superior olfactory nucleus and anterior olfactory nucleus
 - 2) Superior olfactory nucleus

The medial superior olivary nucleus is concerned with specific mechanism for detecting the time lag between acoustic signals entering the two ears. The lateral superior olivary nucleus is concerned with detecting the direction from which the sound is coming by the difference in intensities of the sound reaching the two ears, and sending an appropriate signal to the auditory cortex to estimate the direction.

The neurological - acoustic research study points

2) Common Sense.

3) Visual clues .

To simulate time -of- arrival differences at the listner's ears we must have amplitude differences involved in binaural hearing. The most important is the Time of - arrival difference at the ears, as shown in the diagram.

گراموفون سے آواز سننے پر بحث

گراموفون ایک سائنسی ایجاد ہے جو ماضی میں آواز ریکارڈ کرنے اور اس سے وی آواز سننے کا ذریعہ تھا لیکن اب سائنسی ترقی کے بعد آذینو، ویڈیو کاسٹ (Audio, Video Cassetts) اس کی ترقی یافتہ مثالیں (Progressive Forms) اس کی ترقی یافتہ مثالیں (Progressive Forms) ہیں پونکہ سائل نے فونوگراف سے متعلق سوال کیا تھا مفکر اسلام اعلیٰ حضرت عظیم البرکات امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے 90 برس قتل انہیں جامیعت کی ساتھ اس کے بنیادی نظام (Discussion) کی ہے بلکہ بعض Basic Mechanism (پر بحث) پر بحث (Discussion) کی ہے بلکہ بعض ایسے کوشش سے نسب انجام لیا ہے جس پر ماہرین اگاثت پذیران میں مفکر اسلام کی یہ بحث ان ہی کے الفاظ میں لاحظ فرمائیے:-

جب یہ امور واضح ہو لیے تو اب آر فونوگراف کی طرف چلے یحیم جلت حکمت نے جو ف سامع کی ہو اسی جھڑج یہ قوت رکھی ہے کہ ان کیفیات سے مکینت ہو کر فس کے حضور اداۓ اصوات والفاظ کرے یونہی یہ حالت رکھی ہے کہ اداکر کے معماں کیفیت سے خالی ہو کر پھر لوح سادہ رہ جائے کہ آئندہ اصوات و کلمات کیلئے مستعد رہے اگر ایسا نہ ہوتا تو مختلف آوازیں جمع ہو کر مانع فہم کلام ہوتیں جھڑج میلوں کے عظیم جماعت میں ایک غل کے سوابات کیجھ میں نہیں آتی ولہذا اب تک عام لوگوں کے

HOW WE LOCATE SOUNDS

We locate sound normally by several processes involved in binaural hearing. The most important is the Time of - arrival difference at the ears, as shown in the figure.

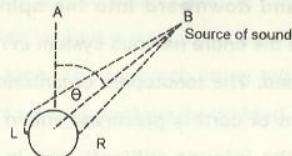


Fig. Time- of - arrival difference

The above figure shows that sounds arriving from A-straight in front of the listner-enter both ears at the same time. Sounds from B, though enter the right ear earlier than they enter the left ear creating a time- of - arrival difference.

The brain can use this time difference to estimate the angle which is represented in the diagram by O.

Other factors, involved in the location of sounds, include:

- 1) Sound wave amplitude differences at the two ears.

کی ہوا ان اشکال کو لیکر بینیہ بذریعہ لوح مشترک نفس کے حضور حاضر کرتی ہے یہ تجدید تحویل کے سبب تجدید وسایع ہوانہ کے تجدید صوت۔

مقرر اسلام نے اس علمی بحث کو طبلہ کی مثال دیتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ فونوسے مسموع آواز بینیہ وہی آواز ہے جو طبلہ سے سن گئی اور تینیہ اخذ کرتے ہیں کہ جن آوازوں کا فونوسے باہر نہ تراہم بلاشبہ ان فونوسے گھنی نہ تراہم ہے۔

(مقدمہ ثانیہ)

مقرر اسلام اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا علیہ الرحمہ مقدمہ ثانیہ میں فرماتے ہیں کہ علماء کرام نے وجود شے کے چار مرتبے لئے ہیں۔

- 1) وجود فی الاعیان
- 2) وجود فی الاذهان
- 3) وجود فی العلارة
- 4) وجود فی الكتابة

فونوسے متعلق مذکورہ بحث مقرر اسلام کی حیرت انگیز و سمعت مطالعہ قوت استدلال، تجدید علمی اور قوت بیان کا اندازہ ہوتا ہے۔ وجود فی الاعیان سے مراد کسی شے کا وجود کے اعتبار سے موجود (Physical Presence) ہونا ظاہر کرتا ہے جبکہ بقیہ تین مرتبے شے کے خواص پر مبنی۔ مقرر اسلام اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے قرآن پاک کی جامع مثال پیش کرتے ہوئے دریا کو کوڑے میں بند کیا ہے لیکن قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جا ہے تلاوت کیا جائے، سمعت کیا جائے چاہے میں مخصوص ہے اور اسی میں مکتبہ اسیں چاروں سو رتبہ قرآن ہی ظاہر کرتے ہیں چنانچہ قادری روپ یہ جلد ہم صفحہ نمبر ۳۰۹۳۰۸ پر قسط راز ہیں۔

پاس ان کیفیات کے محفوظ رکھنے کا کوئی ذریعہ نہ تھا اگرچہ واقع میں تمام الفاظ جملہ صوات بجا ہے خود محفوظ ہیں۔

آگے لکھتے ہیں:

ان کیفیات اشکال کے تحفظ کا کوئی ذریعہ ہمارے پاس نہ تھا۔ بمشیت الہی ایسا آئے تکہ ہے جس میں مسئلے سے باذن اللہ تعالیٰ یہ قوت پیدا ہوئی کہ ہمارے عصبه مفروشہ کی طرح ہوا تے تحویل کی ان اشکال رسمی و صوتیے شکل ہوا اور اپنے بیس و صلات کے سبب ایک زمانہ تک انہیں محفوظ رکھ کے الگوں کا اس ذریعہ پر مطلع نہ ہوتا انہیں اپنے اس تجربہ کے بیان پر باعث ہوا کہ تم دیکھتے ہیں جب تھوڑی ختم ہو جاتا ہے آوار ختم ہو جاتی ہے کا تقدیم عن شرح المواقف یہ آکر دیکھتے تو معلوم ہوتا کہ تحویل ہوا ختم ہوا اور آواز محفوظ و مخزون ہے انتباہ تھوڑے سے سنتے میں نہیں آتی اس کے لیے دوبارہ تھوڑی ہوا تھا جسے کہ ہمارے سنتے کا بھی ذریعہ ہے ورنہ رب عز وجل کی غنی و مطلق ہے اب بھی اسے سن رہا ہے۔

آگے فوگراف سے متعلق یوں فرماتے ہیں۔

اس آئل یعنی پلیٹس پر اقسام اشکال معلوم و مشاہدہ ہے ولہذا چیل دینے سے وہ الفاظ رائل ہو جاتے ہیں جس طرح لکھی ہوئی تھی وہ کو دربارہ لکھ کتے ہیں اور انکر قرئع سے بھی بتزرن ان میں کی ہوتی اور آواز بھلی ہوتی جاتی ہے کہ پہلے کی طرف صاف سمجھ میں نہیں آتی یہاں تک کہ رفتہ رفتہ قاتا ہو کر بالآخر لوح سادہ رہ جاتی ہے جب تک ان چوڑیں پلیٹس میں وہ اشکال حرفيہ باقی ہیں تحریک اک سے جو ہو جیش کنال ان اشکال مرسومہ پر گزرتی ہے اپنی رطوبت و لطافت کے باعث بدستور ان کیفیت سے مکلف اور قوت تحریک کے باعث تھوڑی ہو کر اسی طرح کان تک پہنچتی ہے اور یہاں

”رہا یہ کہ پھر اس کے ساع سے بجہد کیوں نہیں واجب ہوتا جبکہ فونو سے کوئی آیت
بجہد تلاوت کی جائے۔“

اسکا مفصل جواب اردو اور عربی زبان میں پھیلنا ہوا ہے چنانچہ صحیح ۳۲۰ فتاویٰ
رضویہ جلد دہم پر یوں رقطراز ہے۔

”اقوال (میں کہتا ہوں) ہاں فقیر نے بھی نتوی دیا ہے مگر اس کی وجہ پر نہیں کہ وہ
آیت نہیں اس کا انکار تو بد اہت کا انکار ہے نہ ہماری تحقیق پر اسی عذر کی گنجائش ہے کہ
وجہ بجہد کیلئے قاری کا جس مکفک سے ہونا عند الکثر وہ واحی اور مذہب اس کے
عاقل بلکہ ایک مذہب مصباح پر بافضل اہل یوں سے بھی ہونا درکار ہے۔“

آئندہ تھے ہیں:

”وطیلی یادنکو آیت بجہد سکھادی جائے تو اس کے سننے سے بجہد واجب نہ ہو گا اسی
طرح مجنون ایک صحیح سوتے کی تلاوت سے بھی وجب نہیں مہ اس پر اگر چ جانکے کے
بعد اس طلائع دے دی جائے کرتے نے آیت بجہد پر ہمی تھی نہ اس سے سننے والے پر۔“
اس علی و تحقیقی بحث سے متعلق مفکر اسلام نے نقی کی دریں ذیل کتابوں کے حوالے
دیئے ہیں۔

علامہ تم راشی

تنویر الابصار

علامہ علاء الدین حسکنی

در مختار

علامہ ابن عابد بن شامی

رد المحتار

امام قاضی خان

تاتار خانیہ

نوٹ: ل جدالستار (حاشیہ شامی) ایک علمی شاہکار ہے عربی زبان میں ۵ جلدیں پر مشتمل
ہے اب تک دو جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ رقم

”گرہارے آئندہ سلف ﷺ کے عقیدہ حقہ صادقہ میں یہ چاروں خوف آن ظیم کے
حقیقی مواطن و وجود تحقیقی مجازی شود ہیں وہی قرآن کر صفت قدر یہ حضرت عزت عز و
جلالہ اور اسکی ذات پاک سے ازلاء باتفاق و مستحبیل الاتفاق ولا ہو
ولا غیر ولا خالق ولا مخلوق ہے یقیناً وہی ہماری زبانوں سے ٹلوہ ہمارے
کانوں سے موجود ہمارے اوراق میں مکتوب ہمارے سینوں میں محفوظ ہے الحمد لله
رب العالمین نہ یہ کہ یہ کوئی اور جدا شے قرآن پر دال ہے نہیں نہیں یہ سب اسی کی
تجلیاں ہیں ان میں حقیقت وہی مبنی ہے۔“

مفکر اسلام اسی مضمون کی مزید وضاحت قرآنی آیات اور اقوال ائمہ پیش کرنے
کے بعد صحیح ۳۱۰ پر فرماتے ہیں۔

”اور پر نظائر کہ اس بارہ میں سب کوششیں یکساں ہیں جس طرح کاغذ کی رقوم میں
وہی قرآن کریم مرقوم ہے اسی طرح فونو میں جب کسی قاری کی قراءت بھری گئی اور
اشکال حرفیہ کہ ہوائے دھن پھر ہوائے مجادر میں نی تھیں اس آکار میں مردم ہو کیں ان
میں بھی وہی کلام عظیم مرسم ہے اور جس طرح زبان قاری سے جوادا ہوا قرآن ہی تھا
یوں ہی اب جو اس آکار سے ادا ہوگا قرآن ہی ہو گا۔“

﴿مسئلہ اور اس کا حل﴾

مفکر اسلام اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے اس دلچسپ علمی
تحقیقی بحث سے امت مسلمی کی رہنمائی کیلئے ایک نئیس مسئلے کا شرعی حل بتایا ہے جو سائنسی
حوالے سے ماہرین کیلئے دعوت فکر ہے اور مذہبی حوالے سے علماء و منتظرین کیلئے انوکھی
تحقیق ہے یعنی فونو سے بجہد تلاوت ہوتا ہے یا نہیں چنانچہ صحیح ۳۲۰ پر یوں فرماتے ہیں۔

اب صدرا میں علماء مختلف ہیں کہ ہوا اسی تصور اول سے پلتی ہے یا لگند وغیرہ کی
میں سے تصور زائل ہو کر تصور تازہ اس کیفیت سے ملکیت ہم تک آتا ہے مواقف و
مقاصد اور انکی شروع میں غالی کو ظاہر بتایا پھر اس ثانی کے بیان میں عبارات مختلف
ہیں لیکن اس طرف جاتی ہیں کہ پہلی وہی ہوا ہے گہر اس میں تصور نیا ہے میکن ظاہر ہے۔
اس کے بعد دیگر آئندہ کتب کے حوالے دیتے ہوئے لکھتے ہیں
شرح مواقف و طوالت سے بعض تصریح کرتی ہیں کہ ہوانی دوسرا اس کیفیت
سے حکیف ہو کر آتی ہے۔ بعض مواقف و مقاصد و شرح ہے مطالع الانتخار کی عبارت
پھر تتمل ہے لہذا ہم نے یہ مضمون ایسے الفاظ میں ادا کیا کہ دونوں معنی پیدا کریں۔
اب فیصلہ اسلام کی فکری و سائنسی وضاحت ملاحظہ فرمائیں۔
چنانچہ صحیح ۳۱۴ پر قطعہ از ہیں۔

”اوَّلَ صَدِّمَهُ جَبْلٌ نَّفَرَ إِلَيْهِ اَوْلَ كُورُوكَ لِيَا سَكَّا تَمَوْجُ دُورَ كُورِ دِيَا تو بَارَهُ اَسْ
میں تصور کہاں سے آیا وہ قادم تھا کما مکن کو ٹھہر اسے محک
ثانیا اثر قدر دو تھے تحرک و تکلیف محمد محرک سے روک دیا تکلیف کب رہنے دیگا
جو قش آب بھی نہیں جلد منے والا ہے کیا ہم بھی دیکھتے کہ پانی کو جوش دینے سے
جو عکل اس میں بیدا ہوتی ہے اس کے ساکن ہوتے ہی مجاہاتی رہتی ہے خود شرح
مواقف میں گزار ادا اتنی اور جب وہ تکلیف جاتا رہا تو اب اگر کسی محرک سے پلے
گی بھی ایشکال حریق کہاں سے لا اگی کہ وہ تحریک غیر ناطق سے ناممکن ہیں تو اس قول
ثانی کی کچھ وصافت تعمیر وہی ہے جو مواقف و مقاصد میں فرمائی یعنی مثالی مقام دست جبل
سے یا تو رک گئی مگر اس کا دھکا وہاں کی ہو اکو لگا اور اس کے قرع سے اس میں تکلیف و
تحرک آیا آزاد کاٹھ پا

Wave form or amplitude

نور الايضاح
الحلية
علامہ شربنلاني
ابو نعيم

آئے تحریر کرتے ہیں۔

”ہم ثابت کرتے آئے ہیں کہ جو فوتو سے سنتے میں آئی اسی مکلف عاقل ذی ہوشنگی
تلاوت ہے کہ اس کی مشاہد و حکایت۔ پھر آخر یہاں تجدید نہ واجب ہو سکتی کیا وجہ ہے؟

﴿استدلال امام بریلیوی رحمۃ اللہ علیہ﴾

مفتکہ اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری محدث بریلیوی علیہ الرحمہ چونکہ ہر مسئلہ
کی گہرائی و گیرائی تک جاتے ہیں اسلئے یہاں پر انکا علمی و مکملی اور سائنسی و تحقیقی
استدلال تحریر کیا جاتا ہے۔

”قول (میں کہتا ہوں) ہاں وجہ ہے اور نہایت موجود ہے لگبڑ کے اندر یا پہاڑ یا چکنی
لگج کردہ دیوار کے پاس اور کبھی صحرائیں بھی خود اپنی آواز پلٹ کر دو بارہ سنائی دیتی
ہے ہے عربی میں صدا کہتے ہیں ہمارے علماء تعریف فرماتے ہیں کہ اس کے سنتے سے
بھی وجہ نہیں ہوتا نہ خود قاری پرنس سامنگ اول پر جس نے تلاوت نکر دو بارہ یہ گونج
سنی نہ نئے پر جس نے تلاوت نہ سمجھی یہ صدای اسی کو حکم مطلق ہے۔“

فقطیہ اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کی اتفاقی ایشان یہ بھی ہے کہ
مختلف آئندہ کرام کے قول معد کتب پیش کر کے ان کو ترجیح و تطبیق سے منزین کرتے ہیں
پھر آخر میں اپنا قول پیش کرتے ہیں پھر اپنے موقف کی تائید میں حوالہ جات کا انبادر
لگادیتے ہیں۔ چنانچہ فتاویٰ رضویہ جلد وهم صحیح ۳۱۴ تواریخ الابصار، در المختار اور بحر الرائق
کے حوالے دیتے ہوئے قطعہ از ہیں۔

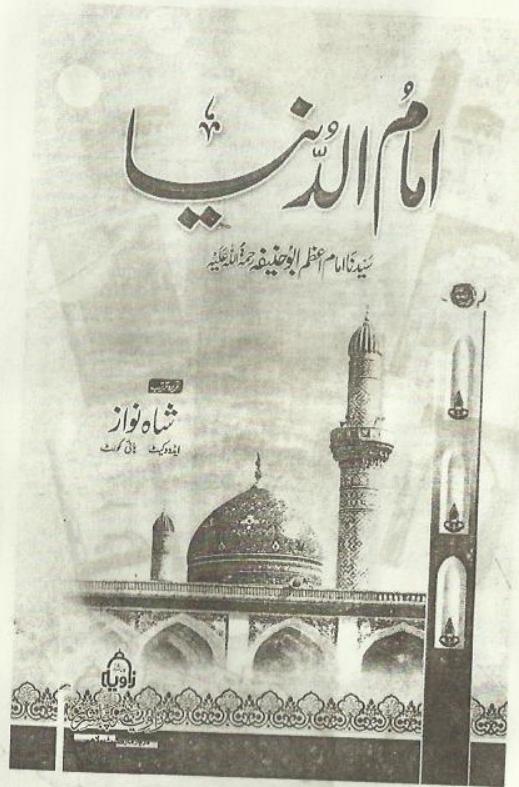
اور خصیر یہ ہے کہ بجہہ سماں اول پر ہے نہ معاو پر اگرچہ خاص اس سماں کی نظر سے
مکر رہ ہوا دریک نہیں کہ سماں صد سماں معاو ہے اور فونکی وضع ہی اعادہ سماں کیلئے
ہوتی ہے لہذا ان سے ایجاد بجہہ نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔



اس میں اتر گیا اور یہ رک گئی کہ شہ اس میں تحرک رہا۔ تھکل
مفقود اسلام منطبقیات انداز میں مزید بحث کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔
شم اقوال (میں کہتا ہوں) شاید قائل کہہ سکے کہ پہلا قول اظہر ہے کہ مصادمات
اجسام میں وہی پیش نظر ہے قوت محکم پتختی طاقت سے حرکت دیتی ہے پھر کہا جائے
اگر راہ میں مانع سے نہیں ملے اس طاقت کو پورا کر کے رک جاتا ہے اور اگر طاقت باقی
ہے اور پتختی میں مقاوم مل گیا تصادم واقع ہوتا ہے اور وہ جسم ٹوکر کہا کہ بقیر طاقت تحریک
کے قدر پچھے لوٹتا ہے یوں اس قوت کو پورا کرتا ہے جیسے گیند بقوت زمین پر مارنے
سے مشابہ ہے اور جواب دے سکتے ہیں کہ یہ اس حالت میں ہے کہ دونوں جانب
سے تصادم ہو۔ ہوا کا طیف جسم پہاڑ کے صدمہ سے ٹکر کھا کر پہاڑ ضرور نہیں غایت یہ
کچھل جائے۔
آگے فرماتے ہیں۔

ہبھر حال کچھ کمی اتنا لیکنی ہے کہ آواز وہی آواز مکمل ہے خواہ پہلی ہی ہوا، اسے لیے
ہوئے پلٹ آئی یا اس کے قرع سے آداز کی کاپی دوسرا میں اتر گئی اور وہ لاہی گھر شرع
مطہر نے اسکے سنبھلے سے بجہہ واجب نہ فرمایا۔
اس مفصل بحث کا نتیجہ یوں نکالنے ہیں۔

”قول ٹالی پر یہ کہنا ہو گا کہ سماں میں ایجاد بجہہ کیلئے اسی تجویج اول سے وقوع
سماں لازم ہے اور قول اول پر یہ قید بڑھائی واجب ہو گی کہ تجویج بھض اسی طاقت کا
سلسلہ ہو جو تحریک گلوہ زبان تالی نے پیدا کی تھی پلٹنے میں وہ قوت تباہ سردی بلکہ تصادم
کی قوت و اندھہ بھی شریک ہو گئی۔ غرض کچھ کیلئے بھی حکم سماں فونکی میں ہو گا۔“
آخر میں فرماتے ہیں:



مکمل محتوا کی ترتیب اور اپنائی کیا جائے؟

- 1- صراط الابرار
- 2- حکایتِ حقیقت
- 3- کلیلیہ (تیر)
- 4- سنت مصطفیٰ اور جو پیسائنس خبر میں بولیے ملکی 111 شیخوں پر مبنی تحقیقی کتاب ہے
- 5- شریعتِ محمدی کے ہزار سالک تاریخ، دین، روحانیت، طلاق، وہابیت اور سائیں جیسا کچھ ہے
- 6- قرآن مجید اور سوناطک اور کتب میں مذکورہ معرفت آن یونیورسٹی میں تھات تحقیقی کیا ہے
- 7- سرکاری شاخی پر انشکا انعام اور کتاب میں پاہنچانی کے لئے گئے
- 8- وکر روزادی میاریوں کا ملتوی اس کتاب میں 350 صفحے کے مدد و معاونت کی گئے ہیں
- 9- مظلوم کی آنسو
- 10- تحریک، بدعت کیا ہے؟
- 11- کرواق
- 12- اسلام اور ساست
- 13- فلسفہ نور و پیر
- 14- دینماں تو کیا ہے؟
- 15- بنت کی حقیقت
- 16- فوادی جریں

نکاح ہمیں ان تمام کتابوں کا مکمل یہی (600) روپے میں اس پتے سے مکمل ہے۔

نوٹ: کراچی سے باہروالے حضرات اس پتے پر فری آڑو کریں۔

پتہ: مکتبہ فیضان اشرف نزد شیخ مسیح کھاڑا کراچی۔



